

دیوان گویا

ضرب المثل رہے گا محبت میں میرا نام
آئیں گے میرے بعد فقط نوحہ خوان عشق

(حافظ محمد ولایت اللہ)



PDF By : Mirkeen Mazhar Ali Khan

Cell NO : 00966590510687

Facebook Group «خاکہ حلم» Link:

<https://www.facebook.com/groups/1752899681599082/>

بسم الله الرحمن الرحيم

بہارین ہو اگر ساقیا گلاب قلم
 عروسِ فکر کو دکھائیگا شباب قلم
 قلمِ شاؤں جو ستارِ غنڈا کیب میں
 لکھا ہی وصف جو او سر و سیر قامت کا
 صفت کھون کرادیں چشمِ نچو اکبہ
 خیالِ لعل میں باند شاخِ سنبل تر
 ریاضِ ہرین ہی بعد رنجِ راحت ہی
 یہی اشارہ ہی اب چشمِ ستی کا
 اگر مری گلِ صہون کی وہ صفت ہو چھی

گہلی عیسٰی بنی شیشہ شہر قلم
 کری مداحی کیون کر نہ اب خطا قلم
 نہ بوستان کی سوا پہر لکھی کتاب قلم
 بنا ہی مصرعِ شمشاد کا جواب قلم
 ہو مثلِ سبزِ خوابین مستِ آب قلم
 ریاضِ فکرین کھاتا ہی تیج و تاب قلم
 کہ بھول کہلتو میں ہوتا ہی جب گلاب قلم
 کہ وصفِ کشتی جی میں علی شباب قلم
 صر سہی دینِ بلبل کو وی جواب قلم

عروسِ ماد کی بکلیں گلاب کی قطری
 لکھی آتش گل کی صفت میں صبر گرم
 بنائی ہر گل کو بزرگ موجِ شراب
 بہاریہ خطِ گلزاری سی لکھوں شعار
 لکھوں گا وصفِ صبا آبشارِ گلشن کا
 اہی ماتہ جلیں اسکی آتش گل سی
 بیاض گردن جانان کی گر لکھوں
 نہیں ہی سرکشی اچھی کیدِ گوشت
 لکھو گامِ مطلع و شن غزل کا ایویا

گل لکھی تو غنی شیشہ گلاب قلم
 ہمای اوج سخن کو کری کباب قلم
 جو برگ گل پہ لکھی نسخہ شراب قلم
 قلم بناؤں میں بلبل جو ہو گلاب قلم
 جو سطح آب و رقی ہو تو موج آب قلم
 بہار میں جو کری باغبان گلاب قلم
 تو کیوں دکھائی نہ شبو کی آج تا قلم
 کہ دیکھ لی ہی شیشہ گلاب قلم
 تراشی میری لی تیغ آفتاب قلم

مطلع

لکھی جو ادب رخ تابان کی آبِ تاب قلم
 لکھی جو سنبھل مشکین کے پیچ و تاب قلم
 صبرِ ملک میں عالم ہو شورِ قافل کا
 عروسِ فکر و شعاد آبِ نہر سے نقا
 صبر کرتی ہی خاتونِ سورہ کمال
 جو شمع دیدہ ترسی سحاب کا غدا
 نہ حسن شاہدِ معنی نہ حیرت افزا

بنائی صفحہ کا خد کو آفتاب قلم
 کری ماد کو مانند مشکناں قلم
 تراشی جو بی نسخہ شراب قلم
 ہوا نکل کی قلمدان کے حجاب قلم
 ہزاروں لکھتا ہی مضمونِ جواب قلم
 گرای بجلی لکھی دل کا اضطراب قلم
 رکھی نہ موند نہ پہ کبھی صفحہ کی نقا قلم

لکھوں جو صفحے پہ آوار گال شش کمال
 نہ کیوں تدر و مضامین ہوں جا پران
 بسان خیمہ ہی ہر بیت اس قصیدے میں
 کری صبر و صف و سنج کتابی کا
 یہ کیا ہی دخل کوئی بات چکی رہی
 نہ کام لکھنی سی ہی ای جنوں پرستی
 خیال اگر خط مشکین کا جو دم نہ
 کہو فلک سی تصدی ہوشل ہر دم
 بیاض چشم پہ لکھوں میں حشر و
 کمون میں دیکھ کی فلسفین رخ خطی
 نہیں ہی اور بھی روز حساب کا زائد
 ہماری خط کو اگر پڑھ کی یاری مت
 نہ چل سکی کہی مانتہ پای خواب آلود
 صدای تار ہی نال قلم میں و مطرب
 اگر لکھوں صفت چشم ستاتی میں
 لگا نیکامجھی نیزی ہی ہی نہیں تعمیر
 جو و صفحہ ان گمان لکھی او شکار انداز

ق

پھس بگولی کی مانتہ پھر خراب قلم
 پڑی روشنی میں بہ از شمع ماہی قلم
 کہ اپنی نال کی رکتا ہی باطن قلم
 رکھی یہ نوک زبان مطلب کتاب قلم
 کہ صید ساری میں غم و غم قلم
 رکھی ہی طاق بہ مدت یان کتاب قلم
 توئی مداد لکھی نامے کا جواب قلم
 کہ و صفحہ سی بنا شمع ماہی قلم
 اگر بنی مشرۃ دیدہ پر اب قلم
 کتابی چہری سی پیدا ہوئی کتاب قلم
 نہ لکھ سکی گامری جرم حساب قلم
 اوٹھای مانتہ میں اپنی پی جواب قلم
 ہونخت خفہ کی غولی سی مست خواب قلم
 لکھی جو تیری صفت بنگیا رباب قلم
 بنائی دازون کو ساغر شراب قلم
 دینی میں یار فی محکوم میان خواب قلم
 توئی مانتہ میں ہو صورت غراب قلم

میں رہ ہوں شاعرِ مجرم سنِ فانیل
 اگر ڈبوئی شجرِ مینِ بلی تحتِ ستر
 بسلامی فائدہ کیا ایسی ہرزہ کوئی
 نغزل کو چھوٹے لکھنے میں شاہِ عرشِ جناب

صریح سے تری نالہ کادی جوابِ قلم
 یقین ہی صورتِ گلگون چلی بستا قلم
 زبانِ خواب نگر خانمانِ خراب قلم
 بہت خطائیں ہوئیں کچھ تو کر صواب قلم

مطلع

چلے جو بہرِ صفتِ مای بو تراب قلم
 نہ بچ سائی کوثرِ مین کیوں ہو خرام
 قلم ہی مدحتِ حیدر کو شاخِ سدرہ
 قلم مین گل کی مین گل افس مین مین گل
 تم کری درِ دندانِ شاہ کی اوصاف
 جوابِ نامہ پہ میری علی کی کہ پیچ
 بہشت ہو سوا مرتبہِ ستان کا
 جوتی اشارہ حیدر سی حجتِ شہید
 بس اب حضور مین کر عرضِ الٰہی

تو رکھے کجبت اعلان مین یا تراب قلم
 دواتِ جام ہی اور کفنِ شہر اب قلم
 ترشخی نہیں ستان کی شیخ و شتاب قلم
 جو باغِ بزمِ علی مین ہو بارِ یاب قلم
 اگر دوات مین پائی گھر کی آب قلم
 خدا کی واسطے اتنا تو کر ثواب قلم
 لکھی جو مین امیرِ فلک جناب قلم
 کیا بی بی اگر قلم مین مانتا قلم
 ہر ایک جہین ہو مصلح لا جواب قلم

مطلع

تم کری جو تیرا جو دیکھ حساب قلم
 میری تری فیض کی لکھی ہے قلم

گھر نشان نہ کیوں صورتِ سحران قلم
 عذاب بھی ہو جو لکھنا لکھی ثواب قلم

رقم خوان ترا جود میثما ر ذرا
 اگر لکمون تری دریا فیض کی تری
 یقین ہی نال قلم ہی مٹلا کا تری
 فلک کی ساتون ورق گرچہ ہون سہا
 بہار صفو گلبرگ پر لکھی تری مدح
 ابھی ہوش بے لوح و قلم ملاک کو
 بہا ہوا ہی تری مدح سی اوہ ای ہوا
 صفت تری درویشان گریبان کی
 لکمون میں شرح جو تیری کلام نگین کی
 ہی تیری مدح کا غفلت میں بھی خیال بھی
 میں رشک گلشن جنت کنوستان کو
 لکمون تری سر مجروح کا جو مہرین
 ہوا ہی جس سی کہ تیر دفتر تقدیر
 صفت لکمون میں اگر تیری رو روشن
 لکھا جو نام ترا لوح پر ہوا ممتاز
 ہوا تو دست بقبضہ نہ حرف حق کلام
 جو تیری شہن مودی کا نام لکمون

اگرچہ ہو گئی فرسودہ بحساب قلم
 روان ہو صفحہ پہ مانند موج آب قلم
 اگر لکھی تری زرخشتی کا حساب قلم
 تو کیسی لکھ نہ سکا جو دھیساب قلم
 جہنم میں اس لی ہوتا ہی بگلاب قلم
 رقم کری جو تری مدح کی کتاب قلم
 جو میر بادہ من تھا صوت غراب قلم
 زبان دیہوی کو مالکی گہر کی آب قلم
 کری مداد کو رنگینی سی شہاب قلم
 بسان بھڑ ہی جاری میان خواب قلم
 جو وصف شیر خدا میں لکھی کتاب قلم
 تو جای رشک سیہ وی خون ماب قلم
 و تیری مانتہ میں ہی یا ابو تراب قلم
 تو میر بادہ من ہوشیج ماہ تاب قلم
 کہ چوب خشک کو حاصل ہوا خطاب قلم
 زمین پہ قولی رکھایا آب تراب قلم
 تو کھای سانپ کی مانند تیر تاب قلم

چلی گاتیری عدد کی نیی جو صورت تیر
 صریح ملک سی ہو شور الامان پیدا
 لکھی جو وصف تری قدر شعلہ افشاخا
 صریح ملک سی زہرہ ہو آب آتش کا
 تری نسیم عدالت کے ای گرم ستر
 شہا یہ تیری عدالت کا گرم ہی بار
 جو تیری تیغ عدالت ہو دنگیر شہنا
 اوٹھا سر جو تری حکم کی بغیر کہی
 یہ خوف شرع ہی میچھلے آوی بکری
 خون کی توڑ نیکا حکم ہی تو ہیست
 یہ خوف شرع ہی ظاہرین کوئی نام
 اگر نہ شمع بنی دزد شمع کو شوسے
 جو ذوالفقار کا پر تو پڑی تو ہو جائے
 جو آب تیغ کی برش لکھوں تو کئی لگی
 بالال کو جو کون معج اب تیغ علی
 ہوں اب تیغ کی مضمونی شد دنگری
 خفت مین لکھ کی تری ذوالفقار کشا

کمان کی خانے مین کمی کا پازاب قلم
 جو صفحہ پر لگی کھنٹے زاعتاب تسلیم
 بنای طائر مضمون کو بھی کہا قلم
 اگر لکھی صفت شعلہ عتاب قلم
 ریاض خلد مین ہوتا نہیں گلاب قلم
 کہی ہوا نہ سر شمع ماہتاب تسلیم
 تو سر کو دزد حنا کی کری شتاب قلم
 سر فلک کو کری تیغ آفتاب قلم
 نہ لکھ سکے کہی وصف شراب قلم
 شکستہ لکھتا ہی لفظ شرم شراب قلم
 سد شراب کو لکھتا ہی آفتاب قلم
 تو ادسکی سر کو کری خنجر عتاب قلم
 سپر سپر کی اور تیغ آفتاب قلم
 بسان طائر مذہب لوج اضطراب قلم
 سر سپر جو مثل سر حباب قلم
 اگر لکھی خط تو ام سی وصف آب قلم
 باستان جو پھینکوں میان آب قلم

تو دمار پانی کی چورنگ چھلینے لگا کر
 بیان ہو کس سے تری ذوالفقار کے نصف
 لکھون میں وصف جو دل لکا تو بی تم
 شہا لکھون میں فلک تا زبان لکھ
 تری فرس کی فلک تا زبان لکھیں تو
 اوڑھیکا کا غر باوی کی طرح اکیلا غنہ
 اگر لکھون تری دلدل کی گرم قاری
 فلک خرام تری اسپ کو کری تحریر
 قصیدہ ختم کر اب لکھہ رعانیہ شعاع
 رقم کروں میں اگر بیت بہر استدعا
 آئی تاکہ رہی صفحہ جہان قائم
 جہان میں شاہ ولایت کی دست چلتے
 جو دو تو کھو سمجھتے ہیں شہنشاہ علی
 علی کا صفحہ عالم میں جو کہ دشمن ہو
 لکھا کروں میں سدا وصف سا کوثر
 اگر مروں میں آئی تو خاک سی میرے

حلام موم جہنی ہو سر حجاب قلم
 کہ دو زبانیں ہیں تیسرے ہی لاجواب قلم
 خمیدہ ہو کی بنے حلقہ سر کا ب قلم
 گمان ہو برق کا ایسا چلی شتاب قلم
 مجال ہی کہ چلے ہر در کا ب قلم
 کہ باد پا کی صفت لکھی گشتاب قلم
 شہار وان ہو ابھی صوت شہنا قلم
 کفک کو ماہ لکھی مائی کو رکاب قلم
 بس اپنی تھم میں گویا اوٹھا قلم
 ردیف و قافیہ اوسکا ہو شتاب قلم
 آئی تاکہ رہی دہر میں کتاب قلم
 بجز ثواب نہ اونکے لکھے عذاب قلم
 تو اون کے سر کو کری تیغ بو تراب قلم
 تو روسیہ کری اپنی طرح شتاب قلم
 پیالی دائری ہوں کیفی شرب قلم
 ہر اک کفن پہ لکھی نا بو تراب قلم

قصیدہ در مدح حضرت خاقان زبان خدیو گیسوان ابو المظفر

مغر الدین شاہ من نصیر الدین حیدر بادشاہ غازی اودملکہ سلطنت

بزرگ گل جسے آپ کہیے وہ خندان ہے
بنایا ہند کو گلشن بہار نے ایسا
بہار باغ میں کیا کیا کھلا ہی ہے
چمن میں کچی اشارہ جو سو نخل خانا
ریاض دہر میں پہرے تو سا کی صورت
چمن میں بات جو کہی تو منہ ہی چل چلا
زمین پہ دانہ جو پید کا تو گر کی نخل ہوا
گرا زمین پہ اگر کوئی سویتے کا پہو
کہیں آئے سے منہ زمین چمن
پڑا ہی عکس یہ بتلیکا وقت نظارہ
سناں گلشن تصویر بھی مثل لائین
لگا ہی جو شجر باور میں اگر سنگ
ہی فوق گل میں عجب ننگ لکھچیں کا
نیم جانب گلشن چلے یہ کہتی ہوئے
زبان حال ہی کہتی ہی موج نہکت گل
جگہ نہیں ہی کہ گردش ہو چشم گر کو

بہار عیش کے ہندوستان گلستان ہے
کہ شوق سیر میں سر و چین خانا ہے
شگفتہ غنچہ منقار عند نیبان ہے
تو ساتھ اشاری کی او گل برنگ جانا
مراد دل عقبا رز و شتابان ہے
ابان نون میں یہ فیض بہارستان
منو کی سی سی صیاد سخت حیران ہے
صفاسی گوہر غلطان کھیر غلطان
کہ اوس سبزہ نارستہ ننگ نایان ہے
جو داغ لالہ میں کہتا ہی عین ہستان
بہار کا چمن ہر میں یہ فرمان ہے
نکین کھیر حسنی و سمین شجر نایان ہے
جو دیکھیے تو گریبان شکل لکان ہے
اگر ہواش ملزوم دہر میں ہستان ہے
ابان نون یہ ہجوم گل گلستان ہے
جو کہی ہے حرکت میں عین ہستان ہے

ہوا ہی قمری ہی نالہ اگر کوئی نمودن
پڑہ ایک مطلع رنگین غزل کا اسی گویا

چمن کے فیض سے وہ رشک دستان ہے
چمن ہی سبز سے آبِ ان جہان ہے

مطلع

بہار کا یہ مطلب جہان گلستان ہے
پیش پست کی مری خوبا وہ کوشن
یہ کہہ دقمری ہی قمار کی اوڑھی ہے
فروع آتش گل سی ہی شاخ گلشن شمع
کہان تک بھری دہن میں گلچین
نگاہ گرم چو پرنی ہی غنایوں کے
نکل کی سنج سی اوڑنی لگی ہرین مرغ کیا
حروف کے خطا سطر ہوں جیسی شہید
قلم میں لپٹی ہی بالیدگی سی وقت تم
دکھا دکھا کی رخ و زلف کستی میں گرو
زمین یہ ہو کی سی دور کا ماتہ گلچین نے
ہوا کی جو کی سی اوڑگر گریو برف گل
نیم پھرتی ہی مانند خضر کستی ہوئے
بجای بادہ ٹپکتی یہ تاک سی سستی

چپالہ دیکھو ساقی کہ جوش باران ہے
کہ شاخ نالہ پستی میں عشق چچان ہے
کہ شوق سیر میں شمشاد تک خزان ہے
ہوئی تینگ جو بیل ہزاروستان ہے
چمن میں خرمین گل و کی تا گریبان ہے
تو تان کی سی گل تر گلاب یزان ہے
دم سچ جو باد بہار بستان ہے
اسی روش سے روش زیر سبز نہان ہے
ہر ایک سطر گر شاخ عشق چچان ہے
اگر وہ ہی چمنستان سینہستان ہے
کہ اپنی سائے پر او سکویاں یحان ہے
تو چاہ باغ عبادل کو چاہ کغان ہے
کہ دست شاخ میں گل جام آج جہان ہے
چپالہ دیکھو ساقی کہ دورستان ہے

بجای کسی ہر اک کہ کو خانہ باغ اگر
 نہ کس طرح ہی گلستان ہند ہو سہو
 یقین سیر کو آب آ بیل شیراز
 سمجھ کے دارا مان آتی ہی یہاں خلقت
 سپہ ملک میں ہو کیون ہند بر جل
 سپہ مرتبہ سلطان نصیر بن حید
 زمین کی طرح قدموں آسمان ہوتا
 ہر اک صدف و دریا پہ ہی حباب آسا
 نہ کس طرح کہی او سکو جہان ہما
 اب ایسی شاہ کا گویا ہو جو نین شاگرد
 بہ از ہامری پادشاہی طائر مضمون
 ہر ایک شعر مر ابنگیا ہی سلک کہ
 بنین ہر مرغ سلیمان طائر مضمون
 و کس طرح نہ بجلد شاعر و نین جستا
 اب اسکو رنہ دی کریدج بنی مولی کی
 پڑ ہون حضور معلی میں اسکی مطلع

ستون خانہ و شمشاد باغ یکساں ہے
 کہ دست فیض شمشاد مثل ارکان ہے
 گل نشاد سی ہندوستان گلستان ہے
 کہ شہر کشتی نوح و زمانہ طوفان ہے
 کہ خانہ شرف آفتاب تابان ہے
 ہی بدوشہ جو کوئی تو وہ شاہان ہے
 مگر وہ منظر حکم شاہ دوران ہے
 کہ دست شاہ در افشان بگ نیسان ہے
 زمین کی طرح فلک اسکی زیر فرمان ہے
 کہ جسکی ملک معالی بھی زیر فرمان ہے
 سبب یہی سراو ستاد فخر نشان ہے
 کہ فلک نہ دم اصلاح کو اہر نشان ہے
 فیض تربیت غیرت سلیمان ہے
 کہ جسکی شعریں اصلاح شاہ دوران ہے
 خدا کی فضل سی جو آج شاہ شاہان ہے
 کہ میں ہوں غیر تر خاقانی اور وہ خاقان ہے

مودہ ہی شاہ بن ہند کی بی جان
 من نخل ہی جن سلطنت میں قد تیرا
 ہی تیری سنگ میں شاہ بہر اکر و بیحد
 نہیں کہ کچھ ترسے در یاد لی سہی جنگ
 جلا کی خاک کری چاہی بہر کری سحر
 تری کرم سی شہا ملک عشق و رحمت
 عطا کر اے زرد و سیم صر و ماہ کی طرح
 گدا سی تیری لب لعل اگر سخن گوہون
 چمن مین گزری ہی شاہ تری فیض و نول
 مثال فیض و خاقان مین شمع برار
 ہوا ہی جب سے طلوع آفتاب عدل
 جو دیکھی سایہ بزرگو مین فرار کری
 نیہ قصور نہیں دست شاہ خشک
 جہان کو تیغ حوادث سی کس طرح مہر کند
 دعائیں دی کی تجھی شب کو سولی ہی خلعت
 کسی غریب کے گھر تک بھلا کب آتی چور
 شہا ہی بازی تری آگ تیغ بازی

فروغ و مودہ ایران چرخ نوران
 کہ جہان برگ عدالت ہی بار احسان
 کہ آفتاب کو نزدیک و دور کسان
 کہ موج صفحہ دریا پہ خط اطلال
 غضب مین ق ہی نواور کرم مین بلال
 دل کشادہ و طبع شگفتہ از زبان
 کہ آسمان پی در پیوزہ شکل و امان
 بس کی بات مین و و مالک و خشان
 کہ خار و گل مین ہی اک لطف و مژگان
 ہی مہر مین جو دارا و ہر یاد بان
 کہان مین ابر کی مانند چاند نہان
 ہر ایک شیر مین گویا رم غزالان
 کہ سبکی زلف سیلہ ندون پریشان
 کہ چار سمت کا چار آئینہ نگہبان
 ہر ایک در کی لپی دزد و نسل در بان
 کہ منہ موج لی سیل ہی گریزان
 سر عدد و خم تیغ گوی چو کان ہے

زار دست مدد کیوں سیکھی پاؤں ہے
 خیرہ کچھ کوڑی کٹار کی دے کر
 تراعدو جو سکندری ہی شہا باقر
 مدد کیون سے نئے چھینے تیج ہاتھ
 کمان ہی تیر ترا کھلے کیا برای شکار
 بجای پر کل آئے ہیں استخوان تن
 کیا ہی حکم جو توئی نہ رہنی پابی شراب
 اسی ہی کہنی لگی آفتاب و سی شاعر
 لگے نہ بھر جہان میں کچھ اور سکا تھل
 یہی ہی ڈرنے کوئی شراب سی تمہیں
 عوض میں خنچی کی توڑیں گھاسیان
 بیالی ٹوٹی میں آپ مثل جام جباب
 لکھیں جو تخت مرصع کی تیری تھوڑیں
 لکھوں میں تخت کو اور رنگ رکھا پر
 جواہر و سیمین جکتی ہیں اختر و کی طرح
 نور خوش آبا میں یا قوت اصل کا جو عکس
 طلا کو آتش باغوت تازہ آب کری

کہ تیغ قبضی سی سر جسم سی گریزان ہے
 متاع جان عدو آج کل یہ نرکان ہے
 توڑی صورت عکس آئے ہیں بیان
 تران جذبہ آہن ربکا فرمان ہے
 کہ جو ہی صید و قربان تیری قربان
 ہمای تیر کی ڈرسی یہ صبد از ان ہے
 خنوں کو توڑ کی ہر بادہ کش گریزان ہے
 کہ نام می نہ کوئی لی ترای فرمان ہے
 کہ بھر کشتی می تیر تیر اطوفان ہے
 فلک پہ دیکھیے تو آفتاب نرکان ہے
 بہار شرع سی ہندوستان گستان ہے
 ترایہ رعب ہے یہ حکم ہی فرمان ہے
 تو خامہ دوزبان آج کو لہر نشان ہے
 تو اوس پہ جوں نما شکل مہر تابان ہے
 فلک ہی تخت ترا چہ راہ تابان ہے
 بجای کیے اگر آب میں چراغان ہے
 مدام ہر گھر تخت آب انشان ہے

عیان ہی آتش یا قوت تخت پوشے
 کچھ اوسکے پاس نہیں احتیاج شمع چراغ
 جہان کو تخت ہے اب گمان کشتی نوح
 ہی موج آب گھر تخت سے سمندر تک
 تری سمندر کی تعریف کیا بیان کن
 جبین کو دیکھ کی گروی بال کو پھو
 زمین کو دامن گلچین کیا ہی تھیر چھ کر
 ترا سمندر کی دوڑ نیک کا کیونکر عدم
 قدم قدم جو چلی وہ تو سب لگین
 شہا نہیں ہی یہ بیوجہ آسمان ہلال
 تری سمندر اوڑھ کر وہاں جو ماری جی
 ہر ایک سب سمجھتا ہی اپنی نسبت کو
 کہوں غزال تری باو پاکوین کیونکر
 پھرتی جلد وہ ایسا رعب مسکون
 کہوں شہنشاہ تری فیل سیر کو شہر قدر
 سوار وہ تو عمارتی فیل میں جو کہی
 یہ جلد وہی کہ بل میں نگہ سی رہا

ق

ق

ق

ق

ق

چراغ جیسی کہ فانوس ہی نمایان ہے
 کہ اوسمین ہر گھر شب چراغ رخشان
 کہ فرط آب گھر اوسکے گرد طوفان ہے
 فروغ آتش یا قوت تابہ رخشان
 مایم ابلق آیام جس پر بیان ہے
 سحر عیان ہی اودہر شب دہر نمایان
 نشان اوسکے ہمہ گل میخ کا گل افشان
 تمام عرصہ دہر اوسکو تنگ میدان
 کہی نظر سے ہی پنہان کہی نمایان
 بتاؤں کیا کہ منجم کی عقل حیران
 نشان نعل کانوں آج نمایان
 تراکیت تو جیوا نکلو آب حیوان
 کہ اوسکے سنا بی حس مخرالان
 کہ اوسکا عکس جہان تہا دین نمایان
 اور اوسپر موج زرین نہر رخشان
 تو کیسے برج شرف میں یہاں نمایان
 اگر جہ ذیل میں وہ مثل چرخ گردان

کریم اللہی عدو کو سر پہنہ بات ہی
 جو دیکھوں فیل فلک تیرے کو تری تو کو
 نہیں مین دانتی فدا کی مین دراز
 دعا کی واسطے گویا اوٹھا تو ہاتھ
 الہی تار ہی گل سی محبت بلس
 ریاض و مہرین جینک ہی گل خوشہ
 و کھائی دی گل رعنا کی طرح شہباز
 ہمیشہ عارض و گیسو کو تاکہیں شاعر
 مہرین فلک پہ یہ جینک ثوابت سار
 ہمیشہ عمر دراز خضر کا تار ہی ذکر
 پہر آئی نظر جب ملک کہ باز یگا
 الہی تار ہی اورنگ زرنگار سپہر
 رہی مدام تو با تحت و تاب و جاہ و حشم

ق

کہ دو دو دانتوں اک شکل نمایان
 برنگ کوہ ہیدای خضر جہان بان
 نہیں ہی سوئد یہ شیرین کی لب و بیان
 صفت کا او سکی بیان تجسی غبر کا
 بہار لطف کے جبک جہان گلستان
 الہی تاکہ گل ماہتاب تابان
 خوشی سی تاکہ یہہ طائوس جنت فصا
 اگر یہہ ہی چمن سماں و سبستان
 زمین تاکہ یہہ گردان سپہر گردان
 جہان مین تاکہ یہہ ظلمات و آجھان
 ہلال و مہرین نالطف گئے چو گلان
 زمین تاشہ خاور کی زیر فرمان
 کما کری تجھی خلقت شیاہ شامان

قصیدہ در مدح حضرت خاقان مانجریہ
 معز الدین شاہ من نصیر الدین حیدر شاہ غازی را و ملکہ

رکھی مین گھر لعل بدخشان کی برابر
 خنجر مین یکھی تیغ صفایان کی برابر

ہی جلوہ دندان لب جہان کی برابر
 ہر وہنیں قاتل تری شرکان کی برابر

رہتا ہوں کہ ساتھ نہ راہنہستی رہوں
 جس طرح کہ ہو سبزہ بیگانہ چمن
 روئے خدای جو وہ جسمی تو کرنا ہوں
 اوسکی لب جان بخش بہ ہرگز نہیں
 بن تیری ہر ایک خم کو گلگشت چمن
 ترنگان کی محبت نہیں جاتی سرنی کے
 ہوں ابرو جہان کی تصویر چمن
 کیا غیر کی نانو کوسری نالی سی نسبت
 جب وہ رنگا بہ جاسکی بہشتی گردو
 آوارہ وہ ہوں بعد فنا گندہ من
 نہایت سے رخ یار و لب لعل سی جمکو
 او تیر فگن نالی کرین فی کی طرح ہم
 روتا ہوں میں دن تو کو کو نکھوئی لگا کر
 کس کا عرفی نشان ہے بہیہ کا سایہ
 لایک گاشخین یہ سر کشور دل پر
 کیوں کر کہوں پیشانی کی افشاں کو ستار
 تو موتوں کا مار اگر پہنہ تو کہیے

بجلی بھی بجلی سہی باران کی برابر
 یوں بزم میں ہم بھی ہیں جہان کی برابر
 پُتن بھی سر نہ نہ خندان کی برابر
 غلامت ہی یہ چشمہ حیوان کی برابر
 شبنم ہی ہمک گل ہی نکدان کی برابر
 آتش کو سمجھتا ہوں رگ جان کی برابر
 ہی ابرو قلیکے باران کی برابر
 ہوزار کمان مرغ خوش اسحان کی برابر
 ہر شک ہی یہاں فرخ کی طوفان کی برابر
 گردش میں ہی گہند گردان کی برابر
 ہی باغ ارم ملک بدخشاں کی برابر
 پیکان لگی الگی جو پیکان کی برابر
 دریا ہی روان خجہ مرجان کی برابر
 بجلی سہی نظرون میں ہی رانگی برابر
 سر مرہ جو ہی خام صفت ترنگان کی برابر
 جب ماہ نہو چہرہ تابان کی برابر
 ہی عقد ثریا مہ تابان کی برابر

جوسانہ رمانیک کی وہ نیک بنا
آنسوین وان لپ ہی دم چاک گریا
جب خال سینہ کیسے رخسار پہ کہیے
چاند نے مری پاؤں کے نگہ بندہ چکے
وہ رشک ہی جا جو گلگشت چین کو
پروانہ بنی فاخستہ اور شمع بنی سرو
میری غزل گرم کا اب مطلع روشن

ای حور تر سایہ ہی غلمان کی برابر
ہی کونجی بی سرو سامان کی برابر
ہندو کوئی بیٹھا ہی مسلمان کی برابر
سبھے بین ہر اک خار کو مٹا نکی برابر
ہو تختہ گل تخت سلیمان کی برابر
یار آئی تو ہو نیم گلستان کی برابر
ہی مطلع خورشید چرخان کی برابر

مطلع

روتا ہوں کہڑا میں جہان کی برابر
گل کسا کی بنا ہوں میں گلستان کی برابر
ہر خند کہ موزون ہی ترا سر پہ قمری
کہتا ہی خضر دیکھ کے سرخی تری بستے
قربان سرا ہی اس کے رٹے
ایسا جلا دیکھ کے تیرا قدم ت
تم کشتہ نکی مرن پہ جو آؤ سبھ ہر
یہ عشق نی کیا اگل لگا دی ہی
ہی موج ہو اتیر کمان شاخ خمیدہ

نہرین ہیں روان رو و فوضو نکی برابر
نالی ہیں مری مرغ خوش اسحاکی برابر
لیکن نہ مری سرو خدایان کی برابر
خون کسکا ہو چشمہ حیوان کی برابر
یوسف مرا یاد زندان کی برابر
ہی سرو چمن سرو چہر اخان کی برابر
لیجائی کوئی ناتہ نہ دامان کی برابر
دورخ بھی نہیں سینہ ستوان کی بنا
بن پیکر ہر اک غنچہ پیکان کی برابر

عارض کو نہ کہو کہیں قرآن کی برابر پونہ چنانہ میرا ہاتھ گریبان کی برابر قربان ہوں اگر تری قربان کی برابر اور ہی میرے نو خیر عریان کی برابر خورشید گو یا میرے تابان کی برابر ہر چند فصاحت میں ہوں بھکان کی برابر تا ہونہ کوئی مجھ سے سخندان کی برابر خاقانی میں ہوں مع خاقانی کی برابر رنگینی میں جو ہو چمنستان کی برابر	بوسہ میں لی لونگا مسلک ہون کی بات دامن کو جھٹک کر وہ وانہ ہو ہیبت وہ تیرا گایا کہ ہو وی لب معشوق گولی سی لگی لگی جو ٹوٹا کوئی تارا عارضہ نظر کر کی جو پیشانی کو دیکھو کچھ مجھ کو غوغوانی سی ہرگز نہیں حاصل بہتر ہی ہی اپنی میں آقا کا کروں صفت یعنی وہ جو ہی شاہ جہان حاتم دورا سطح پر ہوں ایسا ہی میں اس کی صفین
--	---

مطلع

چاوش میں دروازے پر ضو انکی برابر دارا تری دروازی کی دربان کی برابر ابرو میرے نورخ میرے تابان کی برابر کہیے مجھے خورشید درخشان کی برابر رتے میں وہ ہو گو ہر غلطان کی برابر مضمون ترخٹ سے کہیں سیکان کی برابر ذری کو کری ہر درخشان کی برابر	گہر تیرا ہی جنت کی گلستان کی برابر ہی ایک ترانہ بردار سکندر جو خاک تری در کی ملی منہ کو تو بن جا پتھر پر کری تو جو نظر لعل بینی وہ قطرہ جو کہی برکت جو دسی ٹپکے ہو مال قلم کیون نہ رگ ابر گہر بار اکدم میں جسی چاہی فلک پر تو چڑھاؤ
---	---

اگر غم بخشش سے کری داز عطا تو
 پہنچے ہی تلواری تری بلخ کرم ہی
 ہی تیری زبان وجہ دریا سخاوت
 کیا تیری عدالت قوی پیر کوہین
 بخشی ہی تری زور حمایت یہ طاقت
 گلی کا جہان کوئی نگہبان نہیں ہے
 رہتا ہی شراب میں اب موت مر جان
 تا حسن عدالت کا ہو پانسنگ م و ن
 چور و ن کی طرح ہاتھ لگی دزد و خا ہی
 دروازہ کھلے چین سی کیاتی ہی خلقت
 ایسی ہی تری محمد بن اسلام کی عزت
 جو طوف تری در کا کری ہی ہی جی
 گرتی شجاعت کا کروں حال میں تحریر
 انسانہ کہوں گرتی شمشیر دودم کا
 محمد اوی تری روز و غبارق نظر اتش
 کر کاٹ سناؤں میں تری تیغ دودم کا
 ہی دوست کو تلواری تری فوج کی کشتی

ہر مور کھی میں ہوں سلیمان کی جوار
 پہو لون ہی سپہی چغتستان کے برابر
 اور اتہ گہر زبیری میں نیسان کی برابر
 ہر زال ہی اب رستم کستان کے برابر
 ہر طفل ہے اب سام و زنگان کے برابر
 وان گر گسی تاشی ہی چوپان کے برابر
 ہی شمع کا بھی چور نگہبان کے برابر
 خورشید ہمیشہ ہی میزان کے برابر
 اندر فغان تری فغان کی برابر
 ہی روزن در دیدہ دربان کے برابر
 ہی رشتہ تبسم رگ جان کے برابر
 تیر ہی مکان کعبہ ایمان کے برابر
 بن جای قلم خجہ بران کی برابر
 دشمن کو سلاؤں و تین میدان کے برابر
 سر دشمنوں کی قطرہ باران کے برابر
 ہو ملک عدو شہر خنوسان کے برابر
 اور آب عدو کی لپی طوفان کی برابر

بجلی گری دشمن یہ جو ہو عکس فکر تیغ
 ہی اسپ فلک میر تر اغیر تر خورشید
 جائی کبھی مشرق کبھی مغرب جہاں
 اوڑنی مین اگر کسی تو وہ شک نمی
 ہی قبل سپہ مست از شک نبتار
 دیکھی جو کوئی او سکو تو اکالی گشتا
 رفتار ہی یہ تیز کہ غائب ہو نظر
 جس عرصے میں سو بار دہ پیر جهان
 دانتون کو اگر دیکھیے شمعین ہن
 تو ماہ ہی اور فیصل ترا مثل فلک ہی
 گویا کی زبان ہی تری اوصاف میں
 من بندہ ہوں ای میری خدا پرست
 گر گوہ ہوں زبانیں مری مثل گل صد گ
 سر رکھہ کی زمین پر وہ عالموں خدا سے
 جب تک ہی بقا ساری خدا کی خدایا
 دشمن تری پامال رہیں ستور بزم
 ہو ایسی تیری حشمت و اقبال کو رفت

سایہ بھی ہی اک برق درخشاں بزم
 دانتی تو اگر او سکو تو پس کی بار
 بجلی سا بھی گنبد گردان کی برابر
 خصلت میں جو دیکھو تو ہی انسان کی برابر
 تو نام خدا ہی مہ تابان کی برابر
 ہی گرم روی برق درخشاں کی برابر
 گو ڈیل میں ہی گنبد گردان کے برابر
 پونہچی نہ نگہ چشم سے شرکان کی بار
 خرطوم سیہ شب بھران کے برابر
 ہو دج ہی سو برج مہ تابان کے برابر
 ہی اگرچہ سخندان میں حسان کے برابر
 سر کاٹ کی رکھہ دن سے جوان کے برابر
 ہو شکر نہ تیری گل احسان کے برابر
 جو پونہچی ابھی عوش کی دکان کے برابر
 تاحورین پیرین خلد میں شکران کے برابر
 پر لگی نہ خزان تیری گلستان کی بار
 پونہچی نہ فلک ہی تری دامان کی بار

در مدح حضرت خاقان زمان و خدیو گهسان
 ابو نصر محمد الدین شاه زمن غازی الدین حیدر
 شاه غازی زرا و ملکہ و سلطنتہ

خیال ز کس میگون جو ہتھاد م تحریر
 وہست ہون کہ مری خاک کا ہی تخیل
 خیال سبزل خط میں چلون جو میں خوش
 زبان سی گوئے کہا حال ناتوانی کا
 فتادگی مری منظور کھاک قدرت
 وہ شوخ طفلی میں کرتا تھا شطرنج کی
 نظر پڑی تری لسل کی جیسی بیتیابی
 فلک کے پیر ہوا اپنی آہ نیم شبی
 کچھ کہن ہون کروں میں جو غم کوہ
 رقیب یکہ کے کٹے میں اس لیے سکھو
 وہ ہم سخن ہو تو عیسی کا دم بہر گجا
 مری سبک جنوں کا ہی سلسلہ
 سیلی قامت موز و نکاد و بیتان

ہوئی ہی قفل منیای می تلم کی میر
 پلایا ہی مجھی طغنی میں دخت و شیر
 قلم کی طرح مری نقش پائین زنجیر
 شکست رنگ کسی تار مہون میں
 جبین نقش قدم پر لکھا خط فتنہ
 صریح کھاک پر رکنا تھا بہت تیر
 مزہ کی شکل ہی جنبش میں جو ہر
 ہمارے تیرے صیاد ہو گیا تجھ پر
 وہ آب تیشہ روان ہو بجا چشمہ شیر
 کہ آب تیرے اپنی ہوئی ہی خاک تیر
 یقین ہی معجزہ لب سے بول دہی
 قدم سی ہی مری آباد کو چہ زنجیر
 تو چاہیے غزل عاشقانہ ہر تیر

هنوز عشق جوان ہی اگرچہ ہونیں پر
لکھون چینی و زلف و دم کین او صفا
کردن جو شرح جدائی تداوی کمان
بہارے ضعف کی تاثیر دیکھ ہی مجھوں
کیسی زگرہ جادوئی مار ڈالا ہی
تو جنوں میں ہی یادِ خدا نہیں ہوا
قدم اوٹھانا نہیں سکتا ہوں نا اوائی
جنوں میں ہی مجھی منظور از پستی ہی
ہوا احلال میں لی تیغ صورت ہی
میری جو رشتے تو میں ستار او کی
چھو جو آبرو کو دیکھا عقب سے قاتل
نہ لپٹیں بار کی زلفیں صبا چلتی
و خفتہ سخت ہوں کہانی جو سخا
تم اس جناہ زرا دیکھو و فامیری
تری مرہ فی ہیدہ کی مشق ناوک انداز
ہماری قتل سی قاتل ہی کو نہیں کچھ
گھلایا آتش غم فی یہ بھگو طفلی میں

اک آفتاب ہی مثل سحر گریہ
کہیں یہ سبب الف لام می
جدا رہیں لب سو فارسان لب
دیکھائی دیتی نہیں صورت صلا خیر
ہماری خاک ہی ہم چشم سر نہ خیر
مجھی ہی دازہ تسبیح دانہ بخیر
سدا ہی مثل جنا پای غیر سی شکیں
مثال گیسو جانان ہی بی صدا
ہزار شکر نہیں سر پہ منت شمشیر
شفق جو سرخی لب ہی تو رخ ہی بدخیر
کمان باتہ میں لی مہنی اوئی مار تیر
کمی نہ کوئی کہ یوسف ہی بشتہ زخم
بجاگی صورت اصحاب کھف پھر خیر
دبان زخم سی لیتا ہوں شمشیر
اوڑا جو چہرہ عاشق سی رگزار تیر
مرہ کی طرح سی مٹہ موڑ لیتی شمشیر
مثال شمع پیا ابی استخوان سی شمشیر

حق کا ہی مثل لفظ یا دراز
 کس شوق کو رکھد و غیر طلاق نیست
 کہ ہزار ہا شجاعت و دیر دل
 جنابِ قدس سلطان ہر شاہِ مر
 کروں حضور میں اعجازِ الٰہی و مطلع

مہی ہی خوب کہ ہو نصیبی ابر
 قلم او مٹھا کی کروں مٹا ایسی کی خبر
 خدیوہند و سلیمان و قار و کشور گہ
 ملک سپاہِ فلک تہ آفتابِ ظہیر
 کہ جسکا مطلع خورشید بھی نہوی

مطلع

جو چاندنی ترا سایہ تورخ ہی ماہِ نیر
 تری کرم کی بدولت یہاں زرِ جہتیر
 نہ کیوں ہو صورتِ درج گہر و بان ال
 تری کرم سی گلابی طبع ہوئی ایسے
 زبکہ ہی ترادریائی فیضِ طغیان
 تری بہار کرم کا یہ فیض جاری ہے
 کیا ہی سر کو آزاد توئی گلشنِ مین
 لگی ہیں نخلِ تصاویر میں بھی چالِ اہل
 غنیمتِ آب گہری فقیر کی کشتی
 لبِ لعلی جو کوئی مشک او سکونِ بخش
 جو دیکھی تری سخاوت فلک کے اور گئے ہر

خدا کی فضل سی حکم آفتابِ عالمگیر
 کہ خاک و کھریج باہمال ہی کسیر
 کہ تو ہی بحرِ سخاوتِ فیضِ ابرِ طہیر
 کہ مثل آب گہر ہو گئی ہی موجِ حصیر
 گدائی آب گہری کیسے بین گہرِ تعمیر
 نکل کی صفحے سی اوڑتی ہی فیضِ بھر
 نہالت چند ہوا بازی ہو جی کیا ہر
 نہال میں ترخشش سے گلشنِ تصور
 تری کرم سی ہوا پانی پانی ابرِ طہیر
 جو شال مانگی کوئی بخشش ہی او ہی ہر
 گدا کو گاؤں زمین نی بجای کا شہر

بہر ہی اک اوز بھی مطلع تری صفحہ نکلا

شما اگر چہ ہی قاصر مرا لہر پیر

مطلع

بہر ہی تری در دولت کی خاک کی تیر
لکھی گامشی گردون کچا پنا حال تھے
یہ کہ مکشان کا نہیہ خط فلک کے صفحہ
وہ تیری عدل حفاظت میں لکھو مطلع

ق

کہ جس فہم کو کو دیکھ دی صبر
ترا وہ رتیبہ ہی اسی آفتاب عالمگیر
کہ عرصہ داشت کی مداوستی کی شمار
کہ جس کا مطلع ثانی ہی مہر عالمگیر

مطلع

ہو ہی ہین تری طعنا سنی خط غیب
تری زمانی میں ظالم ہین مہر سامان
تری نسیم کرم گر نہ اس چمن ہین چلے
تو چشم کم سی جواو سکی طرف نگاہ کری
ہوا و تیری اشاری سی جو نہ تو تھا
تری غضب کی صفحہ لکھا ہی مطلع

ہوا نہ زراغ کمان آج تک نشا
کمان چرخ کو دیکھو تو ذہ ہی تیر
خراب پانی سی ہونسل گلشن تصویر
ہلال سی بھی دو چندان ہوا آفتاب چھر
کھلا ہی ناخن ابرو سی عقدہ نقد
تو مثل شور قیامت ہوئی قلم کی صریر

مطلع

نگاہ تہر سی تیری بنی ہوا و بکلی سیر
کہی جوہ تری جیکم مہر او بھکا ذرا
جو چشم مہر سی دیکھی تو ذرہ ہونو شید

ابھی ہوا طائر رنگ خناتک چھیر
مثال طوق بنی ماہ نو فلک بھیر
نگاہ کم سی بنی ذرہ مہر عالمگیر

ہوا کہ ہر وہ شب کو احیائے
 ہر وہ شب جو گلگیر کا ٹٹا ہی سر
 شکار کا شہر چینی و موتی
 مدد تو کیا کہ شہر کی ہر بی بی
 کہ جس طرح سی کوئی سانپ نچلی ڈالی
 بخل جو دیکھ کی جو ہر تری شجاعت کے
 بخومی دیکھیں تھی پاکی مریق کہیں
 ہوا یہ ہو جو ترا سخت اسی سلطان جاہ
 قلم کے سری ہاتھ سی نکل جانی
 ہزار بار پھر آؤں رعب مسکون
 فلک کے ساتوں طبق ایک دم میں کوی
 جو دیکھیں اسی نام خدا تو اوڑھائی
 اوسی ہی تارنگہ تازیانے سی فزون
 سوار فیلچ دیکھیں تھی تو سب کہیں
 لکھون و فیل کی تعریف میں نیا
 جو فیل کا ہے فراد تو ہی تیشہ کچک
 یہ جلد روی کہ ٹھہری نہ ایک دم

تو کاٹ ڈالی و مین سر کو شمع کی گلگیر
 کہ دزد شمع کو کیوں شمع فی ندی
 جو دیکھ لی کہیں خاقان چین ہی تصویر
 تریا یہ رعیت کے اسی سایہ خدا ہی پر
 نکل کی بہا کتی ہی یون نیام شمشیر
 بزرگ مورچہ شمشیر سی روان خیر
 کہ ہر فوس میں آیا ہی آج مہر شیر
 غبار اوڑھنی ندی پھر زمین ہی ابر
 تری سمند کی چالاک کی گر کر وں تجر
 نگہ کو تازیانہ ہوئی آئی میں تاخیر
 تری سمند کو کیونکہ کون نہ خوش
 بجا ہی رنگ پریدہ سی گر کہی تصویر
 جو دیکھ ہی تو نکل جانی صفحے سی تصویر
 کہ آج رات کو نکلا ہی مہر عالمگیر
 قلم فی آج تک جو کیا نہ تو سریر
 پہاڑ فیل اگر ہی تو دانت چشمہ شیر
 اگرچہ سطرین ہوں مضمون فیل کو بخشیر

یہ غل کیا ہی تری مچ کر سکی کو یا
 اوٹھاؤں بہر دعا تا اپنی امی ملی
 الہی تار ہی قائم یہ آسمان زمین
 فلک پتا زمین اختر زمین آپ دہم
 شرہ کو تیر کمین اور کمان ابرو کو
 نگاہ یار ہو یارب بلا جان جبک
 کمان چرخ تری دست کی ہو حلقہ گوش
 الہی مشرق سی تا مغرب تیر احکم رہی

تری صفت میں ہی قاصر شدہ
 کہ تو ہی شاہ زمین میں ہوئی کل
 الہی تاکہ رہے آفتاب و سہیل
 الہی تاکہ رہی برق و رعد و ابر و طیر
 حیشہ یار کی زلفوں کو تاکہ پین بن
 سواد چشم پر ہی نا ہو سر سہ سحر
 تری عدو کو لگا ئی شہا ثاب قہر
 کما کرین تجھی سب آفتاب عالمگیر

قصیدہ

بہارنی یہ کیا گلشن جہان میں از
 خیال قامت جاتان میں نالہ عشق
 ز بسکہ خوف کف برگ کی ہی سیلی کا
 خزان غنیمت ہر اک مثل سرور ہی آزاد
 خوشی سی پہول تو پہولی ہندیں جاہن
 ہر ایک خار ہو سوزن برای نخی گری
 یہ تازگی ہی بگملتی ہی آتش گل سی
 زمین پہرگی نزاکت سی ہو گیا ہی کبود

کہ کس کی غنچہ تصویر ہو گئی گل تر
 بنی ہن سرور ہن ہی جہان ہو باہر
 جہان کی بلغ سی اب ہو گئی ہوا مہر
 سیہون کو غنچہ روشا بند ہی ہو چہر
 نہال ہو گئی ہن گلشن جہان کی شجر
 بغیر لطف گریبان گل ہو چاک اگر
 کمان شمع ہر ایک شاخ گلبن پہر
 و گرنہ سایہ گل تھا برنگ گل احر

پڑا ہوا کس جوتہ کی کا وقت نظر د
 یہ غور کیجے ہی خوف اور نہیں کہتے
 صفار وشن کی نہیں کچھ بیان سکتی
 عجیب نہیں ہی جو ہوں ہوئی شاعر
 زیادہ کہنے سی ہی صفای ہر دہار
 کمال جوش پہ گلزار کی ہی نگینی
 سیاہی و بیکہ کی سبیل شا کا ہون
 غلط ہی یہ نہ بھی ہی گمان نہم کا
 ہر ایک نگ سی یہ ہو رہی ہی نرگی
 جوشہ می کا ہی پانی میں جوش سستی
 ہر ایک مرغ نوا سنج ہی جوشہ را
 یہ رنگ و بیکہ کی حیران ہوا میں آنید و
 بہار فیض اوس کے ہی یہ جہان گشن
 محیطہ پنجمہ مرجان ہی نکالی ہاتھ
 تمام خلق کو اوسنی زربن نہال کیا
 یہ جان حضور میں الہا جواب کہ مطلق

ہوا ہی لاکے کو وہ ناز کی سی دروغ جگر
 ہوا کی صدی سی ہوتی مین گل جوشہ
 نظر کرو تو پہننے لگے ہی پائی نظر
 کہ اب نہال تصاویر مین لگی مین مٹ
 ادھر سی صاف نظر آئی جو کٹر اہر
 پڑی جو عکس گل تر تو لعل ہوتہر
 سمن کی دیکھو سپیدی تو جیسی صاف
 کہ یہ اور تری مین گلاست کے لپی ختر
 کہ صاف بگنی طاوس طائر ان نظر
 تو ہر حباب لب جو ہی صورتہ پیا
 تو مال دیتی مین کفہای برگ سی ہی
 کہا خردنی کہ امی سادہ لوح فکر نہر
 ہی جسکی ابر سخا کا ہر ایک قطرہ گہر
 سخی نہی دست سخا کی مین سکے دست
 رنگ غنچہ ہی مغلس کے مشت مین ہی
 اگرچہ وصف سدا غائبانہ ہی لب بر

مطلع

تری بہارِ کرم کا ہی فیضِ عالم پر
ہر ایک فیض ہی تیری ہی زندہ جاوید
فقر در پہ ترے جو گیا بنا و غنی
نسیم صبح کو اگر حکم ہو حفاظت کا
ذرا الم ہو کسی کو تو ہو زیاہ خوشی
ہلالِ بنتا ہی تسلیم کو منہ کامل
نگاہِ گرم سی گلشنِ بزرگِ محبت ہو
جہان کو ہی یہ تری چشم پر در سے فغیر
تری تو عہدِ مین غم ہی یہ اہتِ جان
مشالِ سرورِ بنی شمعِ باغ ہو محض
برنگِ شمع ہر اک نخلِ حلیٰ لگ جا
حجر ہی مثلِ شجر ہو گئے ہیں سب ہر ہر
تری قلم نی بھی لکھا نہ لفظ و لکھو شکست
ذرا جو سر کو اوٹھائی وہ تری حکم بغیر
لگان سب کو ہوا برسیہ کی پاس کی برق
ترا جو اس پر فلک سیر ہو و گرم خرام
کوئی کہی کہ یہ بجلی جکتی ہی بی ابر

کہ پہل تو رکھتی ہی تلووار اوپر ہوا
یہ کیا ہی دخل کوئی ہو قیہم جو کور
کہ تیری خاکِ قدم میں ہی کیا کا
نہ چاک ہو وی کر بیانِ غنچہ بادگر
جو نکلے آنکھ سی آنسو میں ہی کور
صبح آتا ہی مجری کو خسرو خواو
شمیمِ لطف سے بن جائے مثل گلِ گلر
کہ طفلِ شک کو دامن ہی دہن باد
کہ سر کی کٹنی سی ہو تی ہی شمعِ روشن
کری جو بزمِ مین تیری فیہ لطف گذر
گذر کری سو گلشنِ ہوم نہ اگر
بنی ہن سبزہ ترنگ سے گلکی شر
کسی کی دل شکستے تجھے ہو بہلا کیو
ہلالِ گردن گردن یہ پہیر و خنجر
گرا ایک جاہور کی تیری تیغِ اوپر
ہر ایک ہو و اوسی دیکھ دیکھ کر شند
کوئی کہی کہ یہ شے ہی قیاسِ باہر

کولی یہ کہنی لگے ہی سمند برق خرام
اگر تو شرق سی دورای اس چاہے
قدیم اوٹھایہ جب تک کہ باو پاتیرا
جو تو سوار ہو مانتی پاؤں فوج ہو
نظر پڑا ہی ترا جب فیل چرخ خرام
ہراک کو غار ہی دونوں میں کون پائی
ہی تیری وصف میں قاضی زبان گویا
ز بسکہ ماتہ سی ہوتا ہی کیر سب کا
آئی تاکہ رہی آسمان اور زمین
خدا کی فضل سی مانند دانہ سیب

ابھی زمین پہ ہتھاجا تار ملی گرد
سمند وہم کی لی باگ کولی او شہر
ادھر ہی جائی او دھیر او اور دھیر آئی
تو کہی تو ہی قمر فیل چرخ فوج اخر
کسی کی چرخ میں ہی عقل اور کولی
کہی نگاہ فلک پر ہی گاہ ہاتھی پہ
کردن دعا پہ قصیدہ کو ختم ہی بہر
دعا یہ مانگنی لازم ہی سب کو تمام
آئی تاکہ منور رہیں پنشن مقرر
مدام ماتہ میں تیری گردش خیر

قصیدہ در مدح حضرت خاقان مان خدیو گیمہاں ابو الفکر
معزالین شاہ زمخزاری الین حیدر بادشاہ غارمنی او ملکہ

ہوای آتش گل سی بہ عالم گزار
عجب ہے نام خدا لطف نگاہ گل چمن
نسیم گل بن ہی تاثیر معجز عیسی
خروش خندہ گل اسقدر ہی گلشنین
گدھوزار کا ہو تو بزرگ طوطی ہو

کہ خنل طور میں گلشنین اک ظلم شجا
حنائی مہولی میں پای تباہ مہ فضا
نہ کولی دیدہ ز گس کو آب گہی ہمایا
کہ کان تک نہیں آتی توای میل ار
عجب نہیں جو زنگی مہی ہو گل خسا

جو گرد باد او مٹی خاک سی بنی وہ سرو
 چمن میں لائین اگر عند لب کے تھو
 جو باد صبح بنا گوش میں کر دن میں آج
 زمین تو غیرت تہین ہی عجیب کیا ہی
 او گا ہی خندہ گل تجم اشک بکس کے
 بسان شمع کہ روشن ہو شمع و شمع
 خمیدہ شاخ ہر اک گل کی ہی تر کر گیا
 کہن نظر کی نہ صبر کے نیلوں ہو جا
 یہہ پارس ناز کی شاخ گل ہی گلشنین
 بزرگ عارض طوبان میں صا دیوار
 ستراب و نس ہی گل جام غنچہ دنیا
 چمن میں بھرتی ہی سستی سی لکڑی ہو
 یہ عند لب بون گائین میں نغمہ نگین
 بزرگ شمع میں گچھین کے او گھلیاں
 فلک عطا کر ہی شب بزم ہی اوستہ
 ہر اک شاخ گل تر ہی گردن طائر
 دماغ سبک فلک پر ہی اوج کیا ہی

چلی جو باد خزان ہی تو ہوسیم بہار
 قصے سی و نکل جامی ہی جو چمن
 زبان تاکتی ہی آتی بنی نسیم بہار
 لگی جو بولنی طوطی سبزہ گلزار
 کہ کچھ تلف نہیں کرتی بہار فضاں
 رکھیں جو شاخ نر وار پر عصا ہون
 ہوا ہی رنگ ہی اپنا گلوں کی او پار
 نگاہ کر نہیں سکتی ہی گل پہ پیل
 کہ دم چراتی ہوئی پھرتی ہی نسیم بہار
 مثال گیسو محبوب سایہ دیوار
 نسیم لاتی ہی گردش میں کون سا قی
 کسی و نس پہ صبا اور کہیں نسیم بہار
 کہ رشک غنچہ گل ہی ہر اک کی منقا
 زبس فروغ پہ ہی آتش گل گزار
 رکھی جو ضعفِ بصر چشم ز گس بہار
 چمن میں بو قلمون جلتی ہی نسیم بہار
 اوڑیں جو کرک شبنم بسان حجر سی نگار

قلم بنائی اگر کوئی شاخ گلشن کا
 بزرگ شمع ہر اک نخل ہی عیان اس سے
 چمن کی سبز پہ اگر گرجا جو شاخ پہ
 بزرگ تیرنی شاخ ہر گل مین پر
 طراوت ایسی ہی گرجا کہ جیب گل کو
 ہر ایک شے مین رطوبت فی کیا
 بہار دیکھی جو یہ مینی باغبان ہوا
 گل طرب سی ہوئی شاخ و لکبیل طبع
 کہ ناگمان یہ خردنی کہا کر اوکی
 صبا سی کدو کہ اب گل کی لکھی
 عوض و اس کے لازم ہی غنچہ سون
 لکھون مین مچ مین شاخ زمین مطلع

خط غبار لکھی تو بنی خط گلزار
 مگر ہی غیرت فانوس باغ کی دیوار
 سنا نہ متا کہی ہوئی گل سپاہ
 مثال مرغ خزان کو کیا چمن تھا
 روان ہو دیدہ سوزن آب و تار
 بنا ہی کا غذا بری بزرگ ابرو ہوا
 بسان غنچہ گل کھل گیا مژدہ
 خیال آیا کہ رنگین کہی کچھ اشعار
 سب کے جسک ہی اس گلشن جہان کی بہا
 ہی اب مجھی نے زکس قلم کی جادو
 عوض مین آب کی شایان کلم گلزار
 کہ جسے قدرت شایان دل ہوتا

مطلع

جو بیٹھا شاخ زمین تخت پر ہوا
 جو ماہ رخ ہی ترا چاندنی قبا پر
 جو تیرا بر کرم مجر بہ ہوسا یہ فلک
 لگی جو سنگ کو ٹھو کر تری تو با

تو چتر من کے پھر سر پہ گنبد دوار
 لگی مین روکش پروین موتیوں کا
 جاباب مین ہون بسان صد شہوار
 قدم کی فیض سی کہی ہو گرو غبار

صبا کری جو تری جو کا چمن بیان
کردن این عرض ادا نکین مطلع

تو گل صدق بنی شبنم بنی مویشوار
که جس چه برگ گل ترند بر کیچی نشا

مطلع

تری سحاب کرم کا جو دشت میں گداز
زمین پہ ماتہ جو تو دھوا ہی سحاب
جہان بل جہان تیر زیر دست ہیں
ہی ایک آئینہ بردار نیر اسکند
جو ٹہنی تخت پہ تو سب کسین سکایا
اگر مبدی اقبال کا نظارہ کی
شہا تو ظل الہی ہی اور خلیفہ حق
چلی رکاب سعادت پکڑ کی افروختن
رکھا جہان کہ قدم تو نی اچھی کریم
ہر اک صندل تھی ابسان حجاب

تو شاخیں آمو دنی سنبھ کی لہریں
تو آب خاک کو کردی طلا و افشار
زمین پہ دست سخاوت ترگا اہوا
مثالی فیض و خاقان ہیں تیر فدا
ہوں دست بستہ کٹری فرخ چمن
سرفک سے گری آفتاب کی ستار
قدم جو کرسی پہ رکھی تو ہوئی عرش
بجای ہی کہی جو دارا کو غاشیہ بردار
بنا ہی ابر در افشان زمین اوٹھکا
ترا جو دست سخاوت رہا ہی گوہر بار
شیم زلف جو ہو تیری حامی شتاب
دہن میں رکھتی ہیں تریاق بد دہر کا
سر حجاب پہ آوی نہ موج کی تلوار
گیاہ و شعلہ رہیں یوں کیسے سنگ

کری نہ جیب بحر جا کہ نیچہ سحر شید
گزند عند میں بہر تیر کس طرح ہو
نیم حفظ جو حافظ ہو تیری دریا
کنان و ماہ دین ملکر ایک جامی

یہ عدل ہی کہ نکالی ہی گر گناہ سے
 یہ عدل ہی کہ نکالی ہی گر گناہ سے
 ہو اسی صورت میں جہاں رہو
 نگاہ گرم سی دانی انار کی ہوں شر
 بساں آغ کمان تیری نہ پوچھی گند
 رہی ہی آب سمند کی طرح آتش میں
 ہزاروں قلعے ہوں مفتوح تیری حکم میں
 کہنتی ٹھہری تری سانی تری ہوں
 زمین تو مثل فلک بھاگی اور زمین
 عدل کے نظر آئی ہیں قطری باران
 زبکہ ہی تری تیغ خمیدہ کی بہت
 ہوشہ کاٹ کا او سکی خیال رہا ہی
 عجیب نہیں ہی کہ دشمن بصورتِ اجول
 کمان قوس قزح ہی شہا ثبات
 تری سمند کی کس سی بیان چالاک
 کفل پہ یعنی ذرا چو گیا جو خامو
 تری سمند کا مضمون اور کوڑی کا

ق

ق

جو لگ کے لوٹ رہا پایا گو سفند میں
 گس جاتی ہی شادابی عنکبوت کا
 بسان دو سہ پہلے، دشمن ہر ایک کا
 شمار سنگِ لطیف سی دانہ آنا
 اگر چہ ہر گاہ کا ہو خانہ کمان میں گدا
 پٹی ہی صورتِ ہا ہی میان آب
 کہلین نسیم سی جس طرح غنچہ گلزار
 اگر چہ ایک نویت کا ہوا دروہ لاکھ ہزار
 مثالِ مہر جو سیکے کپڑے کے تو تلوار
 برنگ برق نکلتی ہی جب تری تلبا
 چلانا سر کو اوٹھا کر یہ گنبدِ درواز
 ہی آگے آنکھوں کے آئینوں پہ تری
 جو ایک شی کو کھی و دھین اور کو چا
 فلک ہے تیر فلک ایک چاکر سرکار
 مصور دن کو ہی تصویر کہینچا
 شکل گئی وہیں تصویر صفی سبکار
 جو ایک بیت میں بات ہی کوئی بہت ہمار

جو ناز آئی ہی مضمون و سکا اور جا
 معصوم اور سکا پری چہرہ حب بنایا، ق
 نہیں بناتا ہی پاؤں کی خوف جلا
 گراؤں کی گرم روی کا بیان کہ چون ہی
 عیان صاف شہر رسر کی جوتی
 ہوا کی دوش پہ گویا کہ سنبھلتا ہے
 دم سیاہ ہی یوں جلوں گر غو نہیں
 بھڑائی روی زمین سب کا لہر دن
 یقین ہی سکا دن و سنگاؤں کی جا
 شہا صفت نری توں کی محبہ چو بان
 سوار چوئی جو فیل سیاہ رنگ پہ تو ق
 جو کھینچا و سکو کھینچ کہ چا گئی ہی
 اگر چہ اتری طغی ہوں بلبل زنجیر
 جو پانی پھینکی وہ خرطوم سی کہن
 کروں عا پھینک کو ختم ای گویا
 نسیم صبح اجا بے ہوائی ہی جیش من
 آئی تار ہی گلزار خلد و باغ جہان

بزرگ طائر رنگ جنا ہو آخر کار
 اور اوں کی کرتا ہی اعضا کو بیکہ
 نہ گرد کہنچ لی جب تک کہ چرخ دیوا
 تو شکل برقی بنی پھر مر اے بیکہ
 مطلوب صبح ہی اوں کی جبین مرقع
 ہی اوں کی گردن موزون خیال ہی
 کہ در بیان مدھر ہی عیان بنایا
 کہ جیسی صفحہ قرطاس پر پھر پرگار
 لگائی ساز میں مطرب ہوی یاں کا
 خوشا وہ مرکب عالی کہ جسکا تو بچا
 تو کیسے نومہ تابان ہی اور شہنا
 کہین چاک گئی بھلی جو دیکھ لہر فنا
 نہ شہر ہی پس ہی مضمون تیری فنا
 ہماری کشت پہ پرستانج ابر بہار
 کہ مر کر نہیں سکتا مر اے بیکہ
 میں اپنی دست دما کو لوٹن ساکن
 چمن میں بہر ہی جب تک کہ نسیم بہا

بگوئیں کی سنین جب تک شکوہ متانہم
 ربانے چنگاوت فی ہوا کہ رونق ہم
 شہا بخت اقبال شوکت اجلال
 نسیم پیش سی خندان فہم گلے ش
 گرہ کشای جبین ہو صبا دشمن کے
 کما کر یہ عدد سوز آتش غم سی

صدف من نظرہ فیسان ہونا و سوار
 پیالہ اور طرحی ہو محی ہوا و رخسار
 ترا دام رہی تحت و تاج و جاہ و قار
 چمن میں عمر کی اونکی رہی ہمیشہ بجا
 بزرگ غنچہ تصویر تابر و زشمار
 جلا جلا و قنار بٹنا غدا بشار

غزلیات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کہا کہا کردن میں شکر خدای قدیر کا
 مانگوں خدای عشق بشیر و نذیر کا
 خون و خون چشم زخم سی مہتری بادی
 دل تڑپی مثل برق تری ذوق و تہن
 روشن ہو تیری یلوسی دل مثل آفتاب
 بخشش و جہ جو آتی تو اہل نعیم سے
 بیدار ہوں نصیب آنکھیں میں ہوں

بخشش ہی مجھ فقیر کو رتبہ امیر کا
 رو کب کری کریم سوال اک فقیر کا
 یارب نشانہ ہوں تری الفت کتیر کا
 عالم ہو میرے چشم میں ابرسطیر کا
 عالم جبین میں سجدی سی ماہ منیر کا
 ہر گز ملی دماغ نہ اہل سعیر کا
 دیکھوں جمال تیری بشیر و نذیر کا

<p>وعدہ کری تو جو رکاوٹیں ادریں کر دین اس بندہ پروری کا بھلا کس شکر پا پوش جسکی سر پہ رکھی بادشاہ ہوا یا رب میں تیرے ہا میں ثابت قدم رہوں یہوشی میں ہی ساتی کوثر کا نام لوں</p>	<p>تیرا تو وہ کرم بندہ قصو اس قصیر کا جب ہو خیال پھلے تولہ سی شیر کا اندری مرتبہ تری در کی فقیر کا چھوٹے مجھے ماتہ مری دستگیر کا ایسا ہوشہ بادہ خیم غدیر کا</p>
---	---

سلطان سلیم کی گویا صفت کروں
 کیا موندہ بھلا ہی مجھ سے فقیر حقیر کا

<p>تصور تھا جو وقت مرگ اک لیلی شامل کا وہی تھا جسکو میں سہماں دینا لکھا تعلق ہوئی انگیر سالک کا بہر کن ہے نہیں ہے علم جا بنا زنی میں کچھ چٹم کی خدا کی یاد ہی غافل مگر اس غلو کی بساں شکابی تاثیر ہر کشت عالم کی نہیں ملتی ہی ماتھو مگر گریساں گہنی سو یاد ہی سوا دمنزل قصو زائد کو سپہندان زن ہی روح کی کیوں برا مدد کیوں ہی دیاتشنگی میں مدد یغی سی</p>	<p>مری تابوت پر درو کسا ہوا مجھ کو محفل کا زہی غفلت بائیں سے دعو ا باطل کا نہیں آج وہاں کو خوف موجو کی سلال کا تڑپتا آپ ہی اوستا ہی تعبیر سہل کا کہ نور ذکر رونق بخش ہی اجڑے گل کا ارادہ میر دینے نہ رکھے کوئی حاصل کا پکڑنا قیس کو دشوار ہی دامن محل کا نہ پونچا کعبہ کو جو نابلدہ ہی فاد دل کا ملک کو کس طرح خوش آئی مسکچہ پل کا اگر میں غرق ہوئی اس کہی پڑ وں اصل کا</p>
--	--

بہر اہی جام مر ملا میں شہر شہادت کا
 ازل سے چلتے چلتے گوئی نہ تھی میں مشکل
 برنگ غم شہر گور تہین لاکھوں گدین
 زبان کی بند نہ رہا روز کن کے دل کے
 نہیں ممکن کوئی سلیقہ دریا الفت سے
 بنایا کعبہ براہیم فی او سکا یہ عیش
 تھوڑی راہ ہو کر پہنسا د اعلیٰ میں
 جیون پر میر جو ہستہ میں لہے نہ میں
 مثال انہا تہیج کی ہاتھ نہ تھکا
 مری مشکل کشائی غیر ممکن ہے کہوں سے

بہر مینا فلک شیشی اس کے ہر لہلہ کا
 کنارہ اب ملک پایا نہیں قصہ کے لہلہ کا
 کھلا اک جام سی سانی کی عقدہ میر
 نظر کی بند بردہ او تھک گیا بس لہلہ کا
 باہر قربت ہمیشہ خشک لب ہستہ لہلہ کا
 کہ بنا سخت مشکل تھا کسی کشتی کا
 بڑا نادان ہی آسانی سی جو جوانان
 کہ ہی مذکور دیوانہ کا اکثر نقل محض کا
 کسی سی حل ہو عقدہ ہر گز نہیں لہلہ کا
 مگر مشکلا کشا مشکلا کشا ہر میری مشکلا

ملین ہیں روح کو شہر برای عرش پر فاری
 نہو پاندا ای کو پیا تو جسم پاد رنگ کا

اگر نامے میں لکھ دوں حال کچھ مینائی دل کا
 یہ کہ کسی بات سے آج لیا گل شمع محض کا
 بو و شمع موندہ کو پہیر کی تکبیر کشتا
 گرفتہ خاطر و کمزور خم کاری ہی کشا دل
 برنگ گل جگر ہوئی میں ٹکری سنی دالوں کے

ابھی عالم ہو مرغ نامہ برین غریب کا
 ہوا گلگیر میں عالم جو منقار غنا دل کا
 عدد و قاتل ہی کیا اسدا کہ اپنی بھلا
 کری وانا خن شمشیر عقدہ مری شکلا
 نیا انہا زہی بیل چار شہرین دل کا

ہوئی ہی جب الفت یار چاہو چند
 ذرا توجہ تو اگر دیکھ طرہ سیر ہی ظالم
 مرا سر کاٹ الا آج اوتر اوجہ گردن
 موی پر ہی ہی فکر زینت معشوق عاشق
 جنون تیر میں سرنی پہ نیاز کد ماحی
 لکھو وصف تیر نور جان و شنائی ہی
 یہی تہائی لیت چہ شمشیر میں دبو
 تماشائیت باز یکا دکھایا اوس پر و کو
 مران و شہت شہت تیر ہی بلبل جو کچھ
 میں ٹانگی جاؤں گے چہ سونو لورین ہی
 زمین پر بار جب چلتا ہی ان مال ہوتا
 تو وہی شمع رو تھکے اگر کشیدہ تیار
 آئینہ نصیب سی آئینہ مرخ صفا کہہ بیٹھے
 شہقت کا گردہ حال پوچھی کیو ہی صفا
 جو شہت میں کم کہوں میں آسمان کا
 بتنگ بسا غم وقت میں نہ رہے ہی ترا
 جفا گروہ کرگا تو وفا میں ہی دکھانگا

فرشتوں کی طرح مجھوس ہی لہ چاہ بابل کا
 تماشائی ہی عالم آج تیر ہی وسیلہ کا
 دہان خم تا محشر کر یکا شکر قاتل کا
 حنائی ہو گیا خون سی چکر تا قاتل کا
 رکھا ہی پہول جہانی پر تو گویا دھڑکا
 زمین شمع میں دکھلاؤں جلوہ کامل کا
 گوار ہی جہان ہونا کس شہر تامل کا
 کھایوں حال قاصد فی سہری نیالی دکھا
 بزرگ گل ہی ہو گا ہی مگر ہی مچھلکا
 دہان خم سی میں کام لوں بہا سائل کا
 قدم ہی عرش پر پڑتا مری شہزاد کا
 فلک پروانہ بن جا تا چرخ ماہ کامل کا
 کہ ہی جیا او جہنا ہر کسی کام اجل کا
 بہت رویا بہت پیشا بہت پڑا بہت کا
 ہلا دی عرش کی زنجیر کوناہ سلاسل کا
 بتا دی قضا جو گھاٹ جھکوتی قاتل کا
 دہان خم سی لی لوں گا بوستہ قاتل کا

برہنہ کیا ہی دریا میں گویا تیغ عیان ہے
ہوا ہی مردم آبی میں عالم ہم بسمل کا

کوئی جھسا دیوانہ پیدا نہ ہو گا نہ دیکھا ہو جس نے کھی او سکے آگے کیا ہو گا گلگشت کو جبکہ وہ کل قیامت کے منکر جو بین امی سنگر کجی اسکی ہسی بخای گی ہرگز	ہوا ہی تو پہر ایسا رہو نہو گا ہمین لن ترانی سنا نا نہو گا تو گلزار پہو لا سنا یا نہو گا تری قد و قامت کو دیکھا نہو گا فلک جب تلک خوب سیدنا نہو گا
---	---

وہ ایسا نہیں چہر بات منکر
کوئی اور ہو دے گا گویا نہو گا

صندلی رنگ پین مری گیا جی سرائے سفر کر ہی گیا کیا نکمیں خط کہ تری خط نکلا میری قاتل کا لڑکپن دیکھو میں موا کون کر گیا وہاں شور قتل عشاق سی اب نفرت ہی واہ ری رشک نہ تھا چھوڑا اوسچا نہ خبری تو نے	درد سر کسکا یہاں مری گیا وہ تو گہرین رہی یہاں گہری گیا کھسو قاصد کہ وہ دفتر ہی گیا دیکھ کر خون کو مری ڈر ہی گیا آپ کی کوچی سی اب شری گیا تیغ ابرو سی یہ جو ہر ہی گیا جی سرائے برابر ہی گیا وہ جو یہ مار تہالی مری گیا
---	--

پانوں تو مینے ادب سے مذہری	راہ میں میری میرا سہری گیا
جان بھی میری گئی ہے ہمراہ	نامہ کیا لے کے کبوتر ہی گیا

اور گویا سی و کیا کست ہے	ایک سہرتاں فدا کر ہی گیا
--------------------------	--------------------------

پڑ کیا ہی عکس وہ جو تیری گال کا ادب ہی پیکر میں بیان ہوں تیری چال کا گرم رفقاری وہ نبی دیکھ کر کہنے لگا حال لب تک آیا ہی یہی حکم وفا نوقدم حصار کھی لکھنچ بائیں خوب وصف امیری لکھ کا خط میں لکھدین اگر یہ یقین ہی دم میں خم خشک ہو جا رہا انکھینسی جب جبر میں دل ہوا جل کر کیا باب تونی جو چاہا کہ ہر دین ہو اچھی سی عمل یاں تڑک دیا کہ پونچھا ناکھانہ رای دیکھ کر موعیل سوزان سرائانان ہوا جواوٹا تہی طبع سی کاتہ نہ رنج ہی پانوں میں پونچھو تونی ماہ کا من نیکیا	ماہ کامل بن گیا ہی چاند تیری ٹال کا طوق ہو میری گئی میں حلقہ خلیخال کا شعلہ ہوا کہ ہی حلقہ مری خلیخال کا مہر خاموشی رکھا ہی ہا یا بن خلیخال کا حلقہ چشم پر ہی حلقہ بنی خلیخال کا دائرہ ہر اک کبوتر کو ہو ہندیاں کا ہوں و گریان کہیں پہاگ کر تری مل کا مونہ سی جیسا غزل کا عالم ہوا خلیخال کا ہوگا تیری ہاتھ میں نلہ سرے اعمال کا عقرب گردوں میں ہو کا ہو گیا گنجل کا آفتاب چشمہ کو دیکھو ہو گنجل کا طاثر رنگ پریدہ کو خطر کیا جال کا تھا بزرگ ماہ نو حلقہ تری خلیخال کا
--	---

تری سوخه دوان کلا بنا ابرها
 مست چوپان کول بازم غلامی نوی
 استفادہ ہے شکل و رنگ پر بھاری
 دیکھ لیتا ہوں جو مہر کو بارہ مرتبہ
 جو کہ دنیا میں ہی و پتہ ہی تیری چال
 قتل کر نیکو جو آیا ہو گئی بس محکومید

دم میں کھل جا کھانچہ ہی تر منال کا
 مہر و مہین میں تری عالم ہو اتھال کا
 نقش ہو ایدہ تصویر میں تمثال کا
 پھر تو وہاں ہی یقین میں جس جھک لگا
 مانع عالم میں ہی عالم سبزہ پاپال کا
 تیغ قاتل کو میں سمجھا چاندی شوال کا

پاؤں پر شوگرین کمانی کئی گویا کی عمر
 نقش ای یاری نامہ سرے اعمال کا

ہی جو مضمون فتنہ انگیز اس میں تیری حال کا
 مری جی اوتھتی میں شکر ہی طر گفتگو
 اب کہنی میں جسی ہی سایہ مرگان تر
 خون باقی لی نہ سر پر ہندی باتھون
 چاندنی کا دکو بھی نمی تری کتنی غم
 ہی یقین انگیز میں ہی اب تو کی کو کین تجھے
 ہی پریشانی سر سر گیسو خمد از میں
 میں فقیری میں بھی خوشچہ نشو ہستہ را
 کیا دہوان مارا ج جسی شہر موزوں گیا

اب زین شعریں ہی خفی ہی بہ حال کا
 ایک عالم سپہ مرزا ہی وہ عالم اصل کا
 دامن دریا ہی اک گوشہ سرئی مال کا
 دل پسا جاتا ہی او ظالم تری پاپال کا
 پر تو افکن ہی زمین پر چاند تیری ٹال کا
 حسرت دیدار میں ہو گا مری خوں بل کا
 بڑ گیا ہی صبر ظالم کس پریشانی کا
 بستر اینے بنایا ہی ہر کج کہاں کا
 نہ گما مضمون جو تیرے خیکے منال کا

شیشی کی منال پر عکس بان سہری
 عجب سے اگلی طائر دیکھنا ہونگی ہیر
 دیکھ کر زقار و نظام موعی جاتی ہی خلق
 کیونکہ بن جانی میں قد مونگی چچی آہان
 تیری عکس رخ سی خمی بندو سپر ہون
 بھیجہ خط انتظار ایسا کہوتر کا کیا
 تو گزرجی گیا اور میں ادبہر ہنس مر گیا

صاف ہو جاتا ہی وہو کا لعل کی منیا
 کہا کی بل موعی کمز بتا ہی پشدا بال کا
 کم نہیں تلوار کی چینی سی عالم چال کا
 ہی برنگ ماہ نو سایہ تری نخل کا
 روغن گل ہنگیا ہی صار و غن کا
 ہو گیا آنکھ و نمین آخر عارضہ پر بال کا
 کوں حلت کی صدا ناہ ہوا گل مال کا

ہم نصیری میں بھی گویا بادشاہی کرتی ہیں
 زیر سایہ اپنی ہی سایہ ہمالی بال کا

وصف لکھا ہی کس گل تر کا
 آپ سے جب گزر گئے ہیو پچے
 آہ موزون کے ساتھ ناہ کرو
 یاد دندان میں ہم چور و میں ابھی
 کب تلک ان بتوں کی ظلم ہوں
 ہوں وہ ثابت قدم کہ صورت شمع
 ہی بھی عشق ساقی کو شر
 کون سویا تھا کھول کر زلف

ہی رگ گل جو تار سطر کا
 یاد ہی راستا ترے گھر کا
 خوب مصبح ہی یہ برابر کا
 اوٹھے طوفان آپ گوہر کا
 ای خدا دل نہیں ہے پتھر کا
 کٹ گیا سرولی نہ میں سر کا
 ساقیا جام دبو کوثر کا
 تار سنبل ہی تار بستر کا

لگا یا مئے پر
ن ابرو کے
کونامہ برستے کجے
کھوا بہار سے آئے
وہ پری رہے مین سلیمان ہی
خال مہر و سی دی ہی جو تمثال
زخم پانی چورائے ہن ظالم

درو و دنا ہوا سر کے مگر
چو سنے لائے اوس کمانگر کا
کون احسان لی کبوتر کا
دیکھ لے جوش دیدہ تر کا
نقش پا آئینہ شکنہ رکا
ہی فلک پرو مانع اختہ کا
مین و پیا سا ہون آیا حنجر کا

داغ دل گرد کہاؤں ای گویا
ہو گمان آفتاب محشر کا

یہ اشارہ کر رہا ہی ہکو حلقہ دام کا
گر کبھی چشم چشم بن گلفام کا
کھل گیا کیسو چن مین کس گلفام کا
آگاہہ پڑتی ہی جو ای صبا رخبر کی
مجھیں مہراو سینا بیا ہی جو م اختلا
بہول جای اپنا بل کرنا ابھی شاخ نوا
تہی الفت چشم جانانی محی غلی مین ہی
ہم اسیرن لی کیا جو کس گلشن کا ذکر

ہی کف صبا مین دانہ مہتا گرام کا
پوست کینچا جا اس تقصیر یاد کا
موج بوی گل مین عالم ہو گیا گلدام کا
آگاہہ کا ڈولہی کیا ہر لکڑی وادہ کا
دخل ہو سکتا نہیں ہی بیچ بخت کا
بچ دکھلا دی جو تو کیسوی غیر فام کا
شیر کی بدلی سدا شیر و پیا بادام کا
آنکھیں کھلائی لگا حلقہ ہر اکھدام کا

چشم کی ابلق کو جسم لایا جو لایین
واہ کہ قسمت غولی آگیا پیغام موت
اپنی پہلو میں جگہ دی کون غلام زین

رہ گیا بتی پہچنی تو من گردن نام کا
پر جواب یانہ وہاں ابتلا نام کا
آہ میں شک چکیدہ ہوں کہا جام کا

نکچے سنگِ سیاسی برق بنکر سر
ایک دانہ سمجھے اس کو یا جو سیر نام کا

واہ ری تو کوئی رنگِ نفسی بالکل
مصرعہ بروکر لکھ دیا استاد نے
رکیتی ہی زلف کا مضمون تہ آیام کے
دقت فکر آیا یہ کہ تیر کا خیال
جائی شکِ سیاسی کہ نویں بادل گرا
ہو گیا تاراج اپنا کشور و قرار
انتظارِ عشق آخرِ حرج لی دکھایا
مندی ماتم نہیں لگا کر یا بچتا یا

ماہی کے قدر جس کے سارے سے مودن
اوس سے بہتر دوسرا مصرعہ بخین
محبو سنبھل کا نظارہ سب کا آئین
صفحا کا غنیمت بھل طائرِ مضمون
ای جنوں امن ہمارا دامن مانوں
ملکی سستی پان کا کہنا ہمیں جنوں
یعنی وہ لیلی شائل ہی ہر مجنون
مفت میں جب سنی دیکھا شاعر کا

تذکرہ ہی رخ کی گویا صاف تھی آنا صبح
ہو گئی شب بھر جوڑ کر گیسو شگون ہوا

ناتوانی سی نقشہ ہی کج رنجور کا
ہی دم گریہ جو دہیاں ہر گھٹن کا

سمجھ پائی پیل گرد مہر پا مور کا
آنسو دین میں ہی ہی عالم خوشہ انگور کا

بهاسری اغوش کو
 کیوں کچھ چو تھو
 موزیون خانہ برکات میں ہی کثرت پہلا
 کیوں زمین کو نغمہ گلشن گلشن ناگ کو
 حق پر سر کٹا دیا ابن علی فی کبریا
 مثل دوزخ جسم جنت میں اور پستان دوزخ
 وصل کل وعدہ کب لکھتا ہی تھی

کس لیے مشتاق میں پہر تا کس کو
 کیا سری دل پر گنہ ثابت ہو منصو کا
 شہد ماتہ آیا جو گھر ویران ہوا زبور کا
 تا کئی دلا لاہون او سکے زگرہ منو کا
 طعن ناحق ہی جو سر کا نا گیا منصو کا
 بعد مردن بھی سید عالم ہی تھ مجبور کا
 نام وصلی بر نہیں لکھتا جو مجھ مجبور کا

بادشاہی کو فقیری سی سمجھا ہی دلیل
 حوصلہ تو دیکھو گویا سی جمیع دور کا

کشتہ ہون تیغ نگاہ زگرہ منور کا
 وصف گر لکھو غین او سکی عارضی نو کا
 دیکھ لے اگر زمین کے آسمان ستارہ
 اشک مثل آبلہ میں اور منہ ہنسم خا
 جامی حلقہ بنے لگیں زہرا ناحق جذبہ
 حسن نے دیکھا بس میں دنی لگا ہنسم
 جام می بی یار سکو آفتاب حشری
 لب کبھی شکوی ہی اپنی آشنا ہوتی نہیں

زخم ہی ہر ایک ساغر بادہ انگور کا
 ناتہ میں میری قلم بن جای شعلہ طور کا
 خاکساری سہرہ کا دیتی ہی ہر خور کا
 صنعت اک چشم کی گردش سفری در کا
 رشتہ تیغ گر ہو پنبہ منصور کا
 چشم خورشید ہی چشمہ سری ناسور کا
 قلقل مہمائی ساقی صاف صفا صفا
 ہی رہا شکر ہر اک خم مجھ مشکور کا

بنگیا وہ طوہین جس کوہ پرنالان موا
 شمع سان سو بار سر کٹر مراد ہوا
 اپنی جہوم کو جو وہ یکہی نماہست
 ابر تر مژگان تری برق آہ شعلہ بار
 گیسو مشکین مین سکنی ل کوہ عالم
 موندہ چہا لیکا جو وہ لہ سے صبح
 زلف بچان کا خیال آجای گرنہنگار
 دل کس گل عرق آلودہ رخ آبیای

نالہ سوزان فتنہ چہا نیکو
 ہوا و شمع سان سو بار سر کٹر مراد ہوا
 ہر اک سوزی مین عالم دانہ انگور کا
 بیتیاری سی نقشہ ہی تری بخور کا
 رنج ہو جاتہی افزون ات کو بخور کا
 روز محشر پر گمان ہو گا شب بخور کا
 بانہ ہی سوچ ہی مضمون شب بخور کا
 عطر دان کا موندہ نہا ہی نہ ہر اک

نام اک میخوار کا ایسا کیا گویا نی ورد
 دانہ تبیح دانہ بنگیا انگور کا

ہننے جب روی یار کو دیکھا
 خطہ در خسار یار کو دیکھا
 صاف تو کہہ کے کیوں کہہ رہا
 یہ تڑپ کر جو گر پڑی جھیلی
 تجھ سا کوئی نہیں گزرتا
 دل صد جاں سی کیا سنتا
 نہ اوسے لاسکے تو کہہ رہا

صنعت کرد گار کو دیکھا
 سنبہ و لالہ زار کو دیکھا
 کیا ہمارے غبار کو دیکھا
 کیا دل بیتہ ار کو دیکھا
 چمن روز گار کو دیکھا
 بیچ سے زلف یار کو دیکھا
 جیت کر دراخت یار کو دیکھا

موت الی مرگ آنا
یا دایا مرا تن بہر دواغ
دیکھ کر مجھ کو بزم میں بولا
چٹ گئی بات سے غناں تکب

خواب میں بھی مایہ کو دیکھا
اثر انتھار کو دیکھا
اوسنی جب لالہ زار کو دیکھا
بانع بہن سہنے خار کو دیکھا
جسے اوس شہسوار کو دیکھا

ہو گیا مست جب سے گویا نے
ساقی گلفزار کو دیکھا

باہر گر آنکھوں میں گروہ بی نشان جاگا
چاند قاتل کی سپر کا چپ بیان جاگا
جی اکل جائیگا تن ہی تو گیا حیا د
حسن و زافزون کما گیا بخورہ حال
موت بزدلی کی بھرے اوس کو کیا
میں و گریا میں کہ بعد از مرگ تو جس کے
وصف قاتل کر چکا میں دہان زخم سے
ای معلوم پڑا اوس طعل کو فیر
ہو گئی رفون صفائی وی جا مانگی
چلوں مایہی جو آب سیر ہی لب شیریں کیں

بہر مکان نی نظر میں مسکان ہو جاگا
جامہ اپنی زندگانی کا کتان ہو جاگا
طائر جان دیکھتا ہی آشیان جاگا
بیر مانند زینجا بھر جوان ہو جاگا
فاتح گروں ہوا تو یہ زبان ہو جاگا
ابر رحمت کا مقرر سامان ہو جاگا
ٹٹ کر گر رہ گیا خجستہ بان ہو جاگا
بجیل لب سی تہ و بالا جہان ہو جاگا
صلح و ہر کی جو و آن و میان جاگا
بہر رخ طوطی شیریں بان جاگا

کہوں نیکی شعلہ زلفیہ توں روکا جانا
 پست ہوگا آسمان ہوگی زمین بلخند
 جو ہوا کاملہ کرتا ہی خوشی اختیار
 آستانِ یار چو یوگانہ بعد از مرگ بھی
 دل جلا تو آئینہ گلاب پر مقرر و دول
 سرخ مو باف و سکی چو ٹیکا نظر آگیا اگر
 شور ہوگا چار سوای یا الم شاق کا
 ایک لہری نہروں کی سکی ہوگی بھی ہم
 برقیگی کی چین میں کرتی سہمی ترے
 اگر رہی عشاق کی جانب نہ نہیں ٹھہری
 خاک میں میری ملائی کی لپی کر دینا

آگہی کلیں کے آنسو بہاؤں
 میری ناکوں کے دہلا جاناں جا
 ماہِ نوجب بدر ہوگا بی زبانِ جا
 شگِ مدفن مجھ کو سنگِ آستانِ جا
 آگِ بھڑکی گی وہاں اور ایں نثرانِ جا
 وصل میں مجھ کو شمعِ نکاح میں جا
 ایک دم بھی چو نظر دل نہال ہو جا
 قائمہ ہوگا بہت تھوڑا زیاں جا
 نخلِ المین ہر نہال بوستانِ جا
 آپکا یہ تیرم شکل کہاں ہو جا
 مر گیا میں اب تو ساکنِ سماں جا

جا لگا لیکر دہ ہوش و صبر و آرام و قرار
 ساتھ اوں بسف کے گویا کاروانِ جا

ماتہ سی کچھ نہ تری ی
 ساقیا بھرمین میخانہ بیابان
 ہوگی تلوار تری ماتہ میں
 دیکھ کہدیتی ہیں ہو

ہاں جو ہوگا تو سری موچکا سا مان
 دور سا غویں رحم شیم غلام ہوگا
 خونِ عشاق سی جو ہر گل خندان ہوگا
 آج بالفرض جو تو شل سلیمان ہوگا

شند رنگ رشب عوس و آینه
 و آن خون و جگر جلکی را بدین
 چو ما هرین کسای بی آن

کو چو یار و ه جنت ہی جوان بی شکلی هم
 ای بتو کل تو ہی الله کو موند کسنا

اسطری می تریت پرا غایوگا
 کس می خوار کا غم سینے میں ممانی ہوگا
 یارب آباد یہہ کس نہ تزدان ہوگا
 طفل اشک آنکھ سی نکلی گانہ غلمان ہوگا
 آج موندہ ہو کد کماؤ کی تو اوصا ہوگا

بطان بخش صنم کی جو کلیکا تعریف
 نام گو یا تزل اعجاز رقم خان ہوگا

پہر یہ دل شیفہ زلف پریشان ہوگا
 ای جنون پہر بھی شش آن لگی عویانی
 پہر بہار آئی ہو اجوش جنون مجبو
 پہر مود اشوق شہما دھجے پہر شہید
 پہر لگی لالہ رخون ہی محبی الفت نے
 پہر حلیج کے تر افدیکہ کی گلزار زمین
 پہر تیرے قد کا خیال تھے لگا گلشنین
 پہر کسلی مینہ رخسار الفت ہوگی
 زعفرانی کستی تلوار کا بہر رمال
 چاہ بہر تیرے چنکا ٹیکے کو میں ایو

پہر مرا جوش جنون سلسلہ جذبان ہوگا
 بہر نہ داسج ہی گانہ گریبان ہوگا
 چاک پہر گل کی روش میر گریبان ہوگا
 پہر کلامیرا تہ خجستہ بران ہوگا
 سینہ بہر داغون سہا من گلستان ہوگا
 پہر چراک سر و چین سر و پیمان ہوگا
 نخل تیرے پہر سر و گستان ہوگا
 پہر آسہ بہر دل مرا جبران ہوگا
 میرزا ان زخم می جسم کا جسدان ہوگا
 پہر یہ شیفہ چاہہ رخندان کا

پہر کسو گاتری ز قمار کی خطیران
 گمیر من ل پہر اگر لہنی لگا آتے
 بہر ہوا عشق کے بارو کہ مگر کانی تھے
 یاد پہر کے تڑپا پانگی بجلی کی طرح
 پہر کے ناکوں کے ہو جائے گا عشق کا
 پہر خوش آتی ہی مرنی لکھو شاہ کی
 بہر ہوا جوشِ جنون جاوے گا پہر کو
 مجھ سے پہر نے خوفِ چشم کر لیا کی
 پھر طبیعت مری آنے لگی اک کا وہ
 بھر مر عشق کا چمکین گئے خیمہ

نامہ بر پہر مرا یہ کہ خراہ ہوگا
 اسی جنون پہر میں مکانِ خانہ
 بہر عفو دلکی مری سینے میں کمان
 ابر پہر ساتھ ہی راتوں کو گریان
 چاک پہر صبح قیامت کا کریشان
 عشق پہر چاند سی مکھڑکا دھو آن
 پہر اک آبلے میں خارِ مغلان ہوگا
 سبز پہر قبر کا با مالِ ازلان ہوگا
 پہر نہ دل ہو گا نہ دینج کا ایمان ہوگا
 ہاتھ میں پھر کے قاتل کی نگران ہوگا

اندنوں پہر خیمہ کو یا جو ہی چکی سی لگے
 بہر ارادہ طرف ملکِ خموشان ہوگا

یہ سر کے عارِ خلافت میں دیندوا
 لال نعل بنا چرخِ نعلیندوا
 سپند وار کی خال کے بندوا
 نہ آئی آپ میں ہم یار پہر نہ اگر
 شراب پیکی میں احمق نہ نگا

کہ سگ کو بھی نہ مرا استخوان پندوا
 سمند یار کو تیسر ہی ناپسندوا
 برنگ نے مرا نالان یہ بند بندوا
 مزاج اپنا یہ خود فرستی پسندوا
 جو روز جمعہ درمیکدہ نہ بندوا

میرا نام نہایت پر اسرار ہو چکا ہے
 یہاں تک کہ یہ سب کچھ گم ہو گیا
 جو سال پہلے تھا تو ختم ہو گیا ہے
 بنا تھا میری استخوان کا کیا سوفا
 کمان بھی دیکھ کے موند نہ میرے نوکریاں
 بلاویہ لپٹاتی سی لب بصورت جام
 ہوا اسیر محبت میں دیکھ کر ای طفل
 مدام دردِ جنا سرکھٹ جو ہی قاتل
 لہو پہ خشک ہوا خوفِ صید فکس
 خیالِ وس شہِ خواب کا دلین بنی لگا
 اوٹھا جو بزم سی ساقی پکڑ لیا دن
 تمہاری تو دی کی تارِ خاک چھائیگی
 لگائی توئی جو گولی وہ گنگنی گنڈی
 کمان تمہا سینہ مرا تیری تیر کی قاتل

چرا جو سایہ جدا میرا بند ہوا
 قدم رکھا جو خریدارنی پسند ہوا
 تیرا رہ سحری چرخ پر پسند ہوا
 تمہاری زراغ کمان کو چونا پسند ہوا
 میں وہ ہر طرف ہوں کڑاؤں کے ناپسند ہوا
 شراب پکی میں بیہوش ہونے لگا ہوا
 تیرا یہ طوق بھی حلقہ کھنڈ ہوا
 خانی ماتہ سی مرزا لگے پسند ہوا
 نہ میری خون ہی تراوس کا شکار لگا ہوا
 مکانِ فقیہ کا اب دشہ پسند ہوا
 میں آج دستِ سب کو کا نیاز مند ہوا
 گرا پنا تیراں سی غبار بند بند ہوا
 لگا جو تیر وہ میرے قہار کا بند ہوا
 کرم جو توئی کیا میں نیاز مند ہوا

کیا اسیر محبت کلامِ شیریں	یہ وہی باتوں میں گویا تھا	
	نہ اجل آئی نہ وہ میرا آیا یہ بھی نہوا	

نہ تو وصل ہوانہ وصال ہوا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا

ہر رگ کو سونق تھا نشتر کا مشتاق گلاتا بخبر کا

لیکن نہ مٹا یہ مقدر کا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا

تاثیر نہو جب ان مین دزاروئی تو کیا تڑپی تو کیا

بجلی نہ گری طوفان نہ اوٹھایا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا

نہ تو صدمہ کواہ الم اوٹھا اور زار یہ ہون تنکا نہ ہلا

جھکے تو سنا ای گاہ ربا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا

تڑپا نہ تہ خجرتین ذرا سپنا دیا شکوہ نہ کیا

تھا پاس ادب جو قاتل کا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا

کہتا تھا ہوا وس کو صال مرا یا جلد کمین ہو وصال

تھا خواب مگر یہ خیال مرا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا

منہ نہای نہیر سا تیر و نکا اور اون ابری شیر و نکا

کچھ بٹ چلا تدبیر و نکا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا

بازار محبت گرم رہا اوس یوسف سی سودا نہ بنا

نہ تو مولانہ تو آپ کا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا

مین مین تھا بلوانہ سکا کوئی مجھی و ان پونچا نسکا

وہ آنسکا مین جانسکا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا

زادنی طوف حرم گیا ہندونی بت کو کیا سجدہ

نکاح ماہ وہ ہون مجھ سے کو یا یہ بھی ہوا وہ بھی ہوا

چشم جانان کو دل زلزلے سونی ندیا
آنکھیں دکھلا کی مجھی بیکر سونی ندیا
درونی رنج و الم فی غم تنہائی فی
ابھی آنکھوں میں کشتکارتھنکی کیلیج
طور پر برق کی مانندین تپا شبنم
باد دلو کی مجھی بیکر تری آنکھوں کی
باد و شرکان سی نہ آنکھوں میں سرخسائی
نمک و ابرو و شرکان تری کاوش
پاتوں سو جاتو گردش سی بھینا کوئی
خواب میں بھی ہوا وہ ماہ کا ماہ
روز کرتی ہیں گلہ میرا سیران کہن
رہیو شاہد مری شیخ شریف وقت نو
دہن گوسی مالان میں باختر تلک
موت بھی جگر کی شیش تیر ہی مٹی ہے
اس سی طوفان و شہا او گرائی کلی

رات بیکر کو بیہارنی سونی ندیا
رات اوس نقشہ بیدارنی سونی ندیا
قبر میں بھی انہیں چاہی سونی ندیا
محبو اس میرے تن زارنی سونی ندیا
ایک دم حسرت دیدارنی سونی ندیا
باغ میں زگرسن سیمار سونی ندیا
آہ و نگو خاش خاڑنے سونی ندیا
تیرنی برجی فی تلوارنی سونی ندیا
انکوز بخیر کی جھنکارنی سونی ندیا
اس لیے جرج ستمگاری سونی ندیا
تار تازہ گرفتارنی سونی ندیا
صبح تک آہ شر بارنی سونی ندیا
میری بھی حسرت دیدارنی سونی ندیا
ایک بیکر دل بیکارنی سونی ندیا
چشم آہ شر بارنے سونی ندیا

یہی دم ہمارا ہر کار کا شکیں مر مر کرتے
 برقی کی طرح سی بی یار بھی نہ پایا
 قلمہ سزنی وان شب تمہیں آ گیا
 سو گیا شب کے جو میں ادنیٰ نہ تھکا
 جیتی جی بھی تھی آئی گی ہم میں
 تیغ فی اوسکی گل کی سولیا جکو
 غار کو بی کھن پامیر نہ آرام آیا
 یارنی وصل میں جا پا کہ بھی نہیں آ
 اوسکی آنکھوں کی تصویر اور ادنیٰ نہ
 وصل میں آنکھ لگی تھی کوئی اوسکی
 تہمین نہیں آئی نہ وان فکر خاکین
 ہی یہ مشہور غلط سولی بھی آتی نہ
 بال سا آنکھوں کی کشا کیا میرے
 جلد تلوار اور ٹھالی مری پیر نہ
 ہجر میں تی تو کیا وصل میں نہ دکھاتے
 قبر میں جبکو نہ سوتا تھا سولیا آو

دن کو کسی خوفِ شب تاری سولی نہ
 بارش بارش ہمارے سونی نہ
 بیان ہمیں آنسو فکی تالی سولی نہ
 سیکر طالع کو مری یارنی سولی نہ
 سو خیال ہمیں یارنی سولی نہ
 کیا ہوا ساتھ اگر یارنی سولی نہ
 پاؤ نکو آرزو خارے سولی نہ
 پیر مری طالع بیدار سولی نہ
 اپنی جہار کو بیارے سولی نہ
 عمر و حرج جفا کارنی سولی نہ
 یار ہمیں دیدہ خونبارنی سولی نہ
 ہکو یاد قدر دلدار نے سولی نہ
 یاد موی کمر یادنے سولی نہ
 سایہ تیغ میں بھی پا کر سولی نہ
 خیر گد جو غم یارنی سولی نہ
 پر بھی حرج ستم گارنی سولی نہ

چونکہ دھاسبڑہ خوابیدہ چین میں گویا

نالہ بیس گلزار نے سونے ندیا

<p>نہ زمین سے اوٹھا غبار اپنا دور دم جب کاغذ اپنا نہلا ہر کج جسم زار اپنا کہ ہوا ہو گیا غبار اپنا بہر دی اک شیشی میں غبار اپنا نہ گیا مر کے انتظار اپنا کوڑی رکھتا نہیں کٹا اپنا دل سا دشمن ہی دوست اپنا دیکھنا شوق بیشمار اپنا طول کھینچا انتظار اپنا گل ہی اپنا ہوا نہ خار اپنا ہو گیا تیرہ روز گارا اپنا آج نکلا دلا بخار اپنا</p>	<p>سنا جو افتاد گے شکار اپنا تازے دی نہ رخصت لگی کے آپ میں عمر بہر ہم آنسکے نہیں معلوم کیا صبا نے کہا ساقیا یوں بناؤ گندہ قبر ہو میں انگھیں نہ بند تو یہ کھلا خون بہا اس کے ہلکے نوکے جاگ اوٹھی بخت یسی نامی کچھ بوسی لیتا ہوں یار بی گنتے بندہ گیا اب خیال زلف راز مثل سبرہ ہن سبک بیگانے کو لہری کسنی رخ بہ زلف سپہ تپ فرقت نصیب غم ہوئے</p>
---	--

اوس سر پہ ہوا ہون ای گویا

لی نشان جاہ سے سزار اپنا

ستار تہا نری قریب کا سو قریب

تیر کہا کز قریب جوقریب ہوا

کر گئی ہنفسان قطع منازل و عرس
لخت لکھا سہی انھوں جگر بھیجی
تیری کوچکی فضا جسکی نظر میں
باتے میں بھی تو زنا رہا کر دین
تشنگی کی لب ریگ سنی لاکھ گلی
کون میں وہ جو کیا کرتی ہیں قتل
زور سے نہر کیا جا ہی نفس کو
سخن بد نہ کہی فائدہ بخشی ہرگز
آسیا آروسی خالی ہی فلک کیا
عشق کا بار اوٹھا ہے گردن کیا
برق شمس جب جسے چھوٹے اوٹھایا
سینہ گرم مرا خود ہی تنور رو
حیث عالم کا نہ دیکھا میری آنکھوں نے
اک غزال و رسناؤ کوئی گویا ہو
دیکھ کر کون تری چہرے کو حیران ہوا
بیکسا نہ میں ہوا خنجر قاتل ہی
جب میں سمجھا کہ یہ سی سا گویا ہو

پہنچے ہیں کابلہی قطع بیابان
بہر یک ناں کہی منت کش و زبان
کہی مائل وہ سور و ضہ زبون
ہمے آوردہ دل گبر و سلمان
اگر اک روز وہاں جا میں گریان
ہم سے سیلاب کشتہ کسے عنوان
آپ سے خر تو کہی مائل بالان
خسوف خاشاک کہی سنبل و ریان
اس کے کوئی کہی منت کش و زبان
حامل اس بچہ کا جب گنبد گردان
اک قدم ملک و عالم مرا جو لان
میں کسی کسی کہی منت کش اک ناں
کہی آلودہ غش و اسن پاں
اس کے اسودہ ہمارا دل ناں
کسی دیکھیں تری زلفین چویشان
کوئی جز زخم مری لاشہ گریان
پھر بھی کچھ غم طول شب بجران ہوا

هم در پناه تو ای کس که سنان چو
تری ماه تو ای گر چاک گریبان چو
مطلع صبح مرا مطلع و دیوان چو
ماه کس است چنان تر دامن نهوا
خون می آلوده بهار تر دامن نهوا
تو تو را کز مری روی پر خندان نهوا
ای فلک کوئی بهی بهی ترا احسان نهوا
غسل میت کا چاری کبھی سامان نهوا
قبله دین نهوا کبھی ایمان نهوا
یان بهی آیا تو مری درد کا دربان نهوا
خیر گزری که مرا و مکنان نهوا
هی بهی درد که جاک کبھی مان نهوا
کبھی مجنون مرا همراه بیابان نهوا
چشم درد کوئی یون تر خزان نهوا
چاک یون غم میں کس کا گریبان نهوا
ای اجل ایک همین پر ترا احسان نهوا
یہ دن گوئی جو کبھی قابل چکان نهوا

هم در پناه تو ای کس که سنان چو
تری ماه تو ای گر چاک گریبان چو
مطلع صبح مرا مطلع و دیوان چو
ماه کس است چنان تر دامن نهوا
خون می آلوده بهار تر دامن نهوا
تو تو را کز مری روی پر خندان نهوا
ای فلک کوئی بهی بهی ترا احسان نهوا
غسل میت کا چاری کبھی سامان نهوا
قبله دین نهوا کبھی ایمان نهوا
یان بهی آیا تو مری درد کا دربان نهوا
خیر گزری که مرا و مکنان نهوا
هی بهی درد که جاک کبھی مان نهوا
کبھی مجنون مرا همراه بیابان نهوا
چشم درد کوئی یون تر خزان نهوا
چاک یون غم میں کس کا گریبان نهوا
ای اجل ایک همین پر ترا احسان نهوا
یہ دن گوئی جو کبھی قابل چکان نهوا

میری اشکو بنیں مجھی تنہی گراؤ سکے
یہہ جنون جہاں کچھ پیچھے جمی چٹا ہی

جو لگا زخم مری جسم پہ خندان نہوا
اکسی دامن جو جوڑا یا تو گریبان نہوا

قتل ہو نیکانز اکچہ بھی نہ اوٹھا گویا
میری زخموں جو قاتل قاتل نشان نہوا

وصف ندان میں کیا ہے جو اوشسار کا
دیکھ کر ہاتھ لگیا مہنون لعل پار کا
ہی گریبان جہر میں گروں جاتی تھیں
بہم جو کنگے کی زندانی کہیں ندان مار
اس ادب کے رنگے دلین غم کی ہو
صبح محشر میں صفحہ خامہ صحرے
آسمان اک آبلہ ہی باؤں کا اپنی جنون
دیکھ کر چہرے پہ پیر زلف شکیں کچھ ہما
ہاتھ روشن صبح کو تھا پنچہ خوشید سان
ایک کافر کی غم فرقت فی زار ایسا کیا
سر جہاں تہی تہ شمشیر ہر اک آن کر
برگ گل ہر ایک نجمہ بن تیغ خون آلود
رونیسے حال دل صد بارہ طاہر گیا

چشم آئینہ بنا روزن لہر کی یوگا
ہو گیا نظارہ سنبھل ہی مہنون مار کا
سر پہ کیوں احسان کا تل کھین مار کا
حلقہ گیسو میں عالم ہی دہان مار کا
پاس تھا خون ہی نہ آلودہ ہوا مار کا
وصف لکھا ہی جو مہنی بابلی فدا کا
ایک کاتنا ہی ہلال پنی کھن پر خار کا
ہو قلق پہر باغ جنت کو فراق مار کا
ہاتھ میں جو ہاتھ دیکھا خواہیش مار کا
میری ہر رگ پر گمان گشتہ رتا کا
ہی خم محراب شاید غم تری تلوار کا
بن تری ہر سر وید مجھ کو گمان ہی کا
اشک خون رختہ ہوا گلزار کی یوگا

شام کو پڑھنی نماز صبح اچھے گئی
چشم جانا نکا بیوشہ وصف لکشتا نہیں
کلتزج دنیا کا پہل ہر ایک کے چیک پہل

روی عالم کتاب کے سگر جو گیتہ یار کا
ہو گیا ہی اب ظلم میرا عصا بیدار کا
چرب بان ہی نہال خشک اس گلزار کا

مرکب طوطی دھتتے ہیں لی سنگی سی کو پیامری
بندہ گیا ہی بہ تصور یار کی گفتار کا

جوداں سپینہ چشم ہی خورشید امان کا
ہاکی سلیمہ کی مرغ خائف سان گریزا
خسان زمین فی کرویا ایسا اسی لڑک
دوان شکوہ پارتہا ہی دہر چہ جاناں
تصور پڑکا نہ تھی ہی خشک آنسو موتی میر
دہن میں یکہ دانت دس صنم کی خضر کشتا
کیا کرنا ہون شانہ نہیں گیسو سبتل کو
شعلہ مہر سی ثابت ہوا ہکوا سی گردن
سیکڑون ہی کی خاطر ہی حوت خاک تارہ
زبان میر موتی صاف چھلی آب گوہر کی

شعلہ تہر جو تار ہی سیر کر سیان کا
اندھیر مینی دیکھا ہی جو اکثر شام خبر کا
دو عشا کستی نہیں آنکھ اپنی بو جودہ کا
کوئی میر ہم نہیں خروصل از خرم نایا کا
اوڑی زگر سے شبنم دیکھ جلوه مٹا بان کا
خسایا کیا بدمین ہی شمع جودہ کا
پی تسکین تصور باندہ کرین لب بایا کا
کہ خورشید خشان کشتانہ تیر پیر کا کا
بھرت ظلمات کے قسمت میں چہ آج جو کا
کیا ہی وصف از بس مینی او کی سکند کا

موجب کچھ نہیں ہی طوطی خط ہوا گد گویا
کہ عارض رشک یہ نہ ہی اوس سچ و انکا

دردندان کو دکھلایا تو ہوتا
حسرتی ماتہ دکھلایا تو ہوتا
کبھی دیدار دکھلایا تو ہوتا
تبسم منہ میں فرمایا تو ہوتا
نہ آنیکا ترا شکوہ عبت ہے
کرین گے کیا بہہ دعوائی خدائی
قیامت کے جو منکرین ستگر
نہو چہو سیر کیوں ہو زمگی سی
نہ جلد دن کا گرہوئی ابھی رات
و رہتا یا نہ رہتا لیکن ای چرخ
اگر آتا نہیں ہی وان سی قاعدہ
سخن کو چشم ہی گریب نہ ہو
کبھی کب مر کو آزاد بندہ
سمجھتے ہم ہیں مصحف تیرا خشکو
چراغ زیر دہن کیوں نہ ہو
پس اندرون اوسی ای جذبہ دل
نجاتی یاریوں جلد اوس گلی سی

درد اور یا کو لکھ لکھو ہوتا
کبھی دھندھن کا برسایا تو ہوتا
خدا رابت کو شہر بایا تو ہوتا
ذرا بجلی کو ٹپایا تو ہوتا
کبھی مین آپ مین آیا تو ہوتا
بتوں نے منہ کو مٹوایا تو ہوتا
اونہیں قدا پنا دکھلایا تو ہوتا
ہماری طرح غم کھایا تو ہوتا
تو نہ لعین کھول کر آیا تو ہوتا
بھلا رہتے تو نے برسایا تو ہوتا
پیام موت کا سن آیا تو ہوتا
کچھ اکھنوں ہی سی منہ بایا تو ہوتا
خط آوازی کا لکھوایا تو ہوتا
ہمارا ماتحت کھوایا تو ہوتا
دو پہنٹ منہ سے سر کایا تو ہوتا
بھڑک کھینچ کر لایا تو ہوتا
جنازہ میرا ٹھہرایا تو ہوتا

اگر آئندین ہمیں دی ہیں خدا نے دکھا کر رہی کیا تیغ کا گھاٹ جو کاہیدہ تھامیں تو کھربا سے بنایا اسی خدا کو اسکو یوسف	کبھی اوس بت کو دکھلایا تو ہوتا لہو میں ہکو نہسلا یا تو ہوتا سری لاش کیواو ٹھوایا تو ہوتا ہماری ہاتھ بکھوایا تو ہوتا
--	--

اگر کہتے ہو تم آئینہ حسن کو کبھی گویا کو دکھلایا تو ہوتا	
---	--

غم نہیں سکا مجھے میں مر گیا اولیٰ و بھلائی سچائی مجھے صفت کے جب پانوں بنی رہ گئے مرنے پر بھولانہ مجھ وحش کی وہ میرے موتی غیر پر کرتا ہی ظلم تعم گئے آنسو تو دل کہنے لگا تب کسی راہ عشق میں بگرا ہوں	غم نہیں ہے قاتل کا خنجر بھر گیا یعنے میں ہر بات پر مر گیا راہ میں تیری ہمارا سر گیا انگی اک چھائی پہ چھنہ ہر گیا اوسم ایجا د کیا میں مر گیا ہاتھ سے کیا کیسہ گوہر گیا صبر سا جبے مرا رہ گیا
---	---

طوق منت کا دکھا کر دوستو آج گویا کو وہ محسن کر گیا	
---	--

کس ناز سے واہ مہ کو مارا سو پہچم میں لاکی آتش کا	کی تر چھے نگاہ مہ کو مارا ای زلف سیاہ مہ کو مارا
---	---

اور مہمانی و کما کی کا کل رخ
 خواہندہ تری تھی اسی پری ہم
 اعجاز ہے یا ہی سحر او سین
 اسی دل چسبو میں بیٹھ کر آہ
 کہے کو جو ہم چلے بتوں نے
 شکوہ ہیں کچھ نہیں فلک سے
 کہتا ہی سچ جنکو جان بخش
 چاہِ ذوقِ مستم و کما کر
 ایسے ہیں ضعیف مر گئے ہم
 او کے زلف دراز نے شب
 شمشیر نگہ سے اوسنی ہیوت

ہر شام و بیکہ ہم کو مارا
 کیون خواہ نخواہ ہم کو مارا
 زندہ کیا گاہ ہم کو مارا
 تو نے دالہ ہم کو مارا
 کہ کر گمراہ ہم کو مارا
 تو نے اسے ماہ ہم کو مارا
 اول ہونہوں نے آہ ہم کو مارا
 تو نے اسی چاہ ہم کو مارا
 جس نے پرکاش ہم کو مارا
 قفسہ کوتاہ ہم کو مارا
 خالق ہی گواہ ہم کو مارا

بوسے کی طلب میں اوسنے گویا

ناکر وہ گستاہ ہم کو مارا

زلف کو دیکھ کے سنبھل ہی پریشان کیا
 شکوہ اسی قافلہ والو مر کنعان کی قسم
 سینے آنکھوں سے دیکھا پنہا ہوا ہوئے
 قاسم سے روئے انچھڑا ہی فری

اوسکا منہ دیکھی ہے آئینہ حیران کیا
 پیسے بونفکا جیسے چاہے غنڈہ کیا
 کیا بتاؤں کہ ہی وہ سیبِ دشت کیا
 دیکھ تو ہی ہر مہر اسے و خرا مان کیا

سرو پادشہ بفل کا کھی رکھدین کو
 بلبل ناروغ ہن صیاد نہ کہہ قید مجھے
 اوسکی جاتی ہی ہوا صوبہ بسل جل
 سخت دل دیکھ کے غم گاہی مری کتا
 تو رکتی نہیں اک تار بھی اب نہ ہن
 اب یہی تجکو تم نوح کی آواز بھی دیکھ

تجکو دکھلائی ہن ہم گنج شہید کیا
 اندون دیکھ تو ہی رنگ گلستان کیا
 ہو گیا سخن ہن گنج شہید کیا
 آج دیکھی کناری ہی چراغان کیا
 چاک کرتی تھی کبھی اپنا گریبان کیا
 آج ہم کرتے ہیں ان شکون ہی ٹھکان کیا

کون سی فصل کو برسات میں کہتے گویا
 اشک برجنی دیکھا کہ ہی باران کیا

گہرین اک مادہ نقا کی ہی گذارا اپنا
 آتی ہی بحر محبت سی بہہ ہر آن صدا
 نقد دل میچھے اوزلف کا بوسہ لے
 مٹھ ہی اوسن شکی بھلنا ہی کہ سبحان
 گزری جات ہی جا پونھی دجالتان
 قبر کو دیکھ کے اوس ماہ فی سنہ پیر کیا
 ہم وہ پیکرین پیکرین کہی یا کریمت
 منع کرنی ہو مجھ دیکھنے سے تم اپنے
 دیکھو آئینہ من اکبار ذرا شکل اپنے

اندون برج قسمین ہی شہر اپنا
 گور کستی ہن جسی ہی و کنار اپنا
 اسی جنون خوب سے اسو دیمین اپنا
 جب آئینے میں کرتا ہی نظار اپنا
 اب تو بی منت پاوان گذارا اپنا
 کیون فلک اب بھی ہی گردن میں اپنا
 سوئے آب دم خنجر سے اشار اپنا
 شاید اب تک نہ کیا ہو گا نظار اپنا
 تب میں جانوں کہ نہ منہ دیکھو دوبار اپنا

ہم سا ہو گا نہ کہی بیسہ سامان مخون
آج کل سی تو نہیں ملک سخن نگین
وہ بکھر تشنہ دیدار مجھے کہتے ہیں
وہ سیمہ مرا غیروں ہی کا دم بہتا

سحر عریان تو گریبان ہی پار اپنا
اس قلم و شبنم مدد کے اجارا اپنا
ماگنا ہی نہیں پانی کھے مارا اپنا
ای اہل اسد ہمیں مرزا ہی گوارا اپنا

اوٹھ گیا آنکھوں کے جستِ دہنی کا پردہ
غیر کی دید ہی گویا ہی نظار اپنا

چشم بیمار نے ہمیں مارا
تیرے لگ گئے ہنسی لب
اپنا لاشہ ہلاٹے کیو نہ کر
دیکھنا دونوں مصرع ابڑ
دامن گل سے ہو کفن اپنا
مر گئے اوس بجا زرد پہ ہم
چرخ کجہر ہو گنبدِ دفن
کج ہے شرکان یا رہے سے
لاکھ و عددے کیے نہ آیا بار
بیلو ہسم شہی پہول گئے
لی نشان چاہیہ نشان مراد

مردم ازارے ہمیں مارا
لب سو خارے ہمیں مارا
کمر یار نے ہمیں مارا
حسن نکار نے ہمیں مارا
پہول سے یار نے ہمیں مارا
زعفران زار نے ہمیں مارا
نر چہرے رفد نے ہمیں مارا
بس ماسی خار نے ہمیں مارا
اوسکے اقرار نے ہمیں مارا
پہول جب یاد نے ہمیں مارا
دہن یار نے ہمیں مارا

ناز و غم نے چشم و ابرو سے
 سنگ بخار سے گران گذرا
 دعویٰ خون بہا کر بن کس سے
 شبِ فرقت کی رنج و کدلا کر
 ہوسیدہ پوش کیون نہ مردم چشم
 طور پر جا کے لاشہ رکھ دینا
 مر گئی بس اسی تمنا میں

انہیں دو چار نے ہمیں مارا
 پہول جو بار نے ہمیں مارا
 چشم میخوار نے ہمیں مارا
 چشم پیدار نے ہمیں مارا
 نگہ یار نے ہر حسین مارا
 شوق دیدار نے ہمیں مارا
 نہ کبھی یار نے ہمیں مارا

بندھنے کیا ہی گویا کو
 اسکی گفتار نے ہمیں مارا

ہمسے گزشتہ ہوئی ابرو و خدا جدا
 ہم بغلِ تجھی جو ہون ہوئے تنِ ارجدا
 عشق اسی کتنی میں لب پر یہ دعا
 شمعِ کھٹک کتری میں یہ جلی جا
 دیکھ کر دکھو سر بہیر لی یوں اکلمہ آئے
 ہی مرا وہ مہ کھان کہ جسے بکھ کی ہو
 دل سی جاتی نہیں اوس گسٹور کی یا
 رہا دن بس میں سی سوچ میں تہا ہوں

بہر گئی بخت کی صورت شرفِ یار جدا
 جس ریش گل سی رگ گل نہ نہ جدا
 سر جدا ہو نہ قاتل خونخوار جدا
 تیری داسو خون کی سبک پی فنا جدا
 جس طرح ہو کوئی بیماریا جیار جدا
 او نکلیاں خچہ خورشید کی دو چار جدا
 میری کبھی سے نہیں خانہ خوار جدا
 شہسوار ایسا ہوا کونسا غنوار جدا

ایلی چشمی گردش این آنسوین
پیچ من لاینگی و ده و بیس آب کس کس کو
تیره خشی مری اتنی تو بهلا کام دی

جا کر آواره جدا بهر تی بن بر تو جدا
ایک دم سری منین بوئی هی دستار جدا
هونه سکر و کبی سایه لیا جدا

فکر و صف در دندان زین جی هوں ای گویا
یا تخته هوی منین کلک گهر بار جدا

درد سهرین بر شکنا ہی دو اعنید
سار عالم کی ہی لب پر ماجرای عنید
کہہ ناہی وہ گل تر ماجرای عنید
اوس بھہو کی کی رخ گلنگ کو گود کیہ
یہ بھہن من نقد جان زین یوسف کیہ
ناتہ دل کو چہ دلدار تک جانی لگے
ہر قدم پر کہلتی ہن گل نقش پای یار
زخم منستی ہن جدا کر ناہی دل لابی جدا
یہ بھی قصہ ہے کوئی عاشق کوئی معشوق
یار لی گل کر دیا ہی منہ سی اپنی شمع کو
تو ہی گل تیرا گلی ہو دی کہ تو زمانہ
کفش نامن گل لگائی زین سر صیاد

شاخ گل بچ بچ بندل ہی برا عنید
ہی صدای کلف و شان ناگہا عنید
یاد مان گل سی آئی ہی صداعنید
آشیانہ آتش گل سی جلای عنید
کوڑی کوڑی گل کین لینی نہ آئی عنید
گلشن ز دوس تک پونچھی صداعنید
کفش پای ہی لگی آئی صدای عنید
خند نا گل سنون یا ناگہی عنید
ویراک ہی ہی خدائی گل خدا عنید
جای پروانہ کہو محفل ہن آعنید
ہم ہن عاشق خط ہمارا لیکے جا عنید
چاہی ہی ہر قدم آنکھین چھا عنید

اب گلابی کپڑی پہنی ہرین مرصا
مثل شبنم ہر گل ترسی ہنکھاری گلاب
باندھی ہی وہ رشک گل چکا جوتیلج
چشم جاکان کہا احوال نہ ہون
تو اگر جاکو چنکو برگ گل کا فرخ
نودہ گل بی تہمتیں اگر تلو
شاخ گل ناوک نکل ہی برگ گل شیرین
بیلو نکو دیکھ کر دیا کا جانا چوڑ
کوئی بلبل گئے تو دیکھ لینا باغبان

چاہیے گھر بیٹھے اوسکے نامہ آئی عید
گرم ہی ازیکہ آہ شذہ زامی عید
چومتی ہرین آج غنچی چشمہای عید
نرگس بیجا کر پوچی دوا عید
ہم بھی جانچیں تو میرا کنہیں عید
اسی جو ہر کہ چمن سے بھی صدا عید
مژدہ آ صبا آ پوچی تھا عید
کدہ گل جا گلستان ہرین برا عید
بیچکر ہو لو کو لو گناؤں عید

یاد گلرویان ہرین کیا گویا نی کہینچی آہ
جو ہرین گل چراغ داغ زامی عید

ایکیا ہرین شیدا قدیار درخت
دیکھدین گرسر و قدیار درخت
اشکیار او نہ ہرین جو مرغ چین
سر کشی کی ہی کیا تری قد سے
کیا تر قد سے دون مثال او
تری جلوئیے نخل طور بنے

ہرین جو شبنم سی اشکیار درخت
خاک پر لوٹیں سایہ اردخت
پہنے ہرین موتیوں کا مار درخت
کاسے جاتے ہرین ہیشمار درخت
کہ ہی انگشت زینہار درخت
ہرین جو بالامی کو ہسار درخت

بید مجنون کو دیکھو او ایلے
دیکھو تھک پھول جائیں گے
زندگی میں نہ مینی پھل پایا
فائدہ بھی یہاں تو نقصان ہے

ہی یہ مجنون کا یادگار درخت
کل کھلائیں گے بی بہار درخت
ہو نہ میرے سر گزار درخت
سنگ کھائی بہن بار دار درخت

داغ تن کس سے بہن صورت گل
ہم بہن گویا شگوفہ دار درخت

او نہ گیار خرا کیا باعث
کیون لیا منہ کو چپا کیا باعث
اکچھہ توف راؤ مکدر کیون ہو
لگ چلا ایک سہی قدر سے دل
جو گیا کوچی میں تیری قاتل
امی صبا تو ہی خبر لا دے بہلا
کاش سرتن سی جدا کرتا وہ
دل تو تھا چاہ ذوق پر شیدا
مرتبہ بہن حضرت عیسیٰ ختمہ پر
مر گیا کیا تری کو چے بہن کوئی
کہر باگر ترا دیوانہ نہیں

ہای میں مرنہ گیا کیا باعث
ہم سے اور ایسے حیا کیا باعث
کیا گنہ کیا ہے خطا کیا باعث
آپ غولی پہ چڑھا کیا باعث
بھیتے بے پھر نہ پھر کیا باعث
قاصد اب تک نہ پرا کیا باعث
کیون ہوا مجھ سے جدا کیا باعث
کنوئیں میں گرنہ پڑا کیا باعث
چشم بیمار بتا کیا باعث
خاک اوڑائی ہی صبا کیا باعث
تنکے چنے جو لگا کیا باعث

وہ تو ہر بات میں روٹھا گویا
ہاں بیٹا توں میں کیا کیا باعث

کب پہلا وہ جوان آئیںسی ہم یہ سوچ
نیر جو پیر لگا ہی سولہ معشوق
ای جنوں کو کہہ دے یہی سلسلہ کہنا نہیں
آئینہ خانی میں عکس اپنا جو دیکھا ہر
گرچہ پلانہ ہوں پر طوطی ہی اخفای از
تشنہ کام آیا ہوں وقافلہ کہ سیر واسطے
کیا چرخ جاؤں میں یوانہ نازک مزاج
جب صنم خانی میں جاتا وہ بت نام خدا
بانہی شب فتراک سی صبا و چوٹا مجھے
رنگ و رجا بھی کاتیری رعیت میں
ننگی جب سے شہید کر بلا کی ہی سنی
مغنی حق میں کہی رکھنا نہ ثابت اکتفا

جو کمان کو بھی نہیں کہتا کہی میرے کچھ
اس لیے ہی ناز مجھ کو ساری نچھوڑی کی
طوق میں گردن ہی ان بان بون نچھوڑی نہ
بن گیا تصویر حیرت آپ تصویر کے بیچ
قید رہتے ہیں سر نالی بھی نچھوڑی کچ
جو ہر روک موج زن آب شمشیر کی بیچ
موج بھی گل ہی ہو جاتا پود نچھوڑی نہ
جان چڑ جاتی ہی سب تہر کی تصویر کی بیچ
میں کیا صید زبون تھا سارے نچھوڑی نہ
گوڑی تصویر رکھ دین کہ تصویر کی بیچ
آہ لہریا نہیں ہی نام شمشیر کی بیچ
عمر ساری کٹ گئے اپنی تصویر کی بیچ

واہ کیا کہنا ہی اوسکا سحر ہی بائیں نہیں

بند کر دیتا ہی جو گویا کو تغیر کی بیچ

بجھلت سی تابہ شہر پہر منہ کھائی

اوس شگفتا کو گر دیکھ پائی صبح

جونی کی بال ٹیٹہ پرانی وہ کھول کر
آجاتی ہی تھی جمی یاد ایک صبح کی
بند قبا جو کھولی تو ای رشک آفتاب
نیر ارج صبیح اگر دیکھ لے کہے
کس ناز میں سی سکی ہی اور سگری
چپکن کی تیری بند جو دیکھی ہو یہ
جایگا یار او دہر تو میں مر جاؤنگا اور
کپڑی سنبھالے وہ رشک آفتاب
پیری میں آہ سر دہر نہیں ہی بجا
زلف دراز چنی میں لٹی ہی نفی
کیونکہ آفتاب سے بچاؤ نہ دل
ہم کو شبصال میں ہی غم ہو نصیب
آئی نہ رشک ماہ کسی شب نظر میں
آیا نظر جو یار مرا منہ ہوا سفید
گویا یہ رات مصرع صفا پڑا کیا
نظر آئے کیسے کو کبھی غصا ہی وہ رخ
مرومہ پھر میں اب تک نہیں جہا ہی رخ

کنا ہی غصے شام ہی دیکھو قفا صبح
روتا ہوں دیکھ دیکھ کی میں خند
کیونکہ نہ اپنی جیب کو ٹکرائی
خوشید کی نظر میں نہ ہرگز سا صبح
دیکھا زمین پر نہ کبھی نقش کی صبح
تار شعاع مہر سے بند قبا ہی صبح
ظاہر ہی مجھ پر شام ہی کاجرا ہی صبح
یا آفتاب پہنے ہوئی ہی قبا ہی صبح
او تو جوان ہوئی ہی شہنشاہی صبح
ای ماہ شام ہوئی ہی ایک پائی صبح
تو منہ چہ پائی تو نہ کبھی منہ دکھا صبح
دیر کا یہی رما کہ کہیں ہو سجا صبح
یار ہو مستجاب چاری دعا صبح
مکلی جو آفتاب نو کیوں ہو سجا صبح
غافل مشور خندہ دندان کا صبح
سچ بتاؤ کہ کسی نے کبھی کہا ہی رخ
مہ خوشید کا دیکھو تو تاشا ہی وہ رخ

باعث روشنی دبدہ بنیای ہی وہ رخ
 چاندنی سا پیکر لب لباب خرافشا
 دید ہی سکی ہر من گھنٹے سی و سیکہ چین
 مجھ لیاں کانکی بائیکلی مہر کشتی ہر چکا
 قد قیامت ہی تو ہی صبح قیامت کھرا
 دیکھنا محو تصور سی کہتے ہر
 او سکے ہون کا فروغ دیندار کیون
 کیون انکشت نامہ وہ فریاد کی طرح
 آنکھیں گسٹیں غنچ ہی عارض گلین

سب نظر آتی ہر جہک نظر آتا ہی رخ
 جسکو متاب سمجھتے ہیں کی کل ہی رخ
 آنکھیں ہر قاتل عالم تو سیکہ نہ
 موت ہی خط جہنم کی دیر ہی رخ
 ایسے قد کا لمبی سچ یوں کہ چاہے
 جسکا منہ دیکھوں تو مجھ کو نظر آتا وہ
 کہ چراغ حرم و شمع کلیسا ہی رخ
 کہ ہمیں بعد غصے کی دکھا تا ہی رخ
 پہو لون کی ڈالی جہاں نظر آتا وہ رخ

فاصلہ شام و محبت میں نہ رٹای گویا
 دیکھ لے متصل لطف چنیدہا ہی وہ رخ

جو ہم جھپٹی میں ہو رنگ وی جا مان رخ
 خیال آتش گل میں ہر بسکہ گر فغان
 کری جو قتل وہ بجائیں کروں رسوا
 لگا یا آنکھوں سی جو یار کا خالی ہاتھ
 بقای رخ منم سی ہی کیا اوی نہت
 گمان ہی سب کو کہ الماس ہو یا قوت

لمو پہر روئیں کہ ہو جیسے رخ و لمان
 ہوا ہی شعلہ آواز عند لیاں رخ
 لمو ہی میر کہی ہونہ تیغ جا مان رخ
 تو میری ہلکے ہونین شل شاخ غلام رخ
 کہ عند رشتہ گل کا ہی گریبان رخ
 جو یار کیانی سی او سکی ہو یں ممان رخ

<p>ہر ایک خار میں عالم ہوا رکھل کا میں کیا بتاؤں کہ کیسی ہرین سرخ ہوئی جو عند لب کو غیر تھوڑا ایسا خون قبا سفید جو بھنی تو سرخ ہو جا پس از فنا بھی جو ہی تہیان و گھٹیا برس نامی لہو میر چشم خون ہمار قبر پر شوخی ہے سینک کپک</p>	<p>ہمایتہ ملو وں خون ہو گیا بیاں نہ لعل سرخ ہی ایسا نہ ایسا سرخ کہ گھڑوش کی ہو جا سار و گان فزون ہی گل سی کین نگاہ حاکم تو مہربان ہین حری مثل شاخ گل وہ بکھی اکی نہ کیا جو جینی باران کہا کہ چاہیے تہا مرقہ شہیدان</p>
--	--

بہند طبع ہی گویا نہ مصرع صائب

بود ز لعل لب اور رخ بدخشان سرخ

<p>فلک ہے زیر فرمان محمد بیان او سکا بیان کبریا ہی مکین ہی وہ مکان ہی او سکا گویا چراغ ماہی پروانہ جسکا ہوا وہ باعث ایجاد عالم کمون کیونکہ نہ مین دریا کو نہ جویا چراغ آسمان اکدم مین گل ہو مسیحا کی موئی آست کو دم مین</p>	<p>بڑی ہی عرش شان محمد کلام حق سے فرمان محمد یہ عالم سب سے مہمان محمد وہ ہے شمع شہستان محمد دلا ہی سب پہ احسان محمد کہ جنت ہے گلستان محمد نہوگر زیر دامن محمد جلا دیوین خلا مان محمد</p>
--	---

خدا سی کم زیادہ سے کہیے
محمد سے صفت پوچھو خدا کے
کہاں ہی منہ جواد سکے کر سکین
رہوں محشر میں یہی یارب بن خندان

یہی کلمہ سے شایان محمد
خدا سے پوچھیے شان محمد
ملک ہوں گر ثنا خوان محمد
برای چشم گریان محمد

گنہ گویا کی یارب بخش دی سب
سجھ آں و یاران محمد +

صوت صبح کرین چاک گریبان تاجند
کب نظر آنگی یارب مجھی زلف تاجان
دل مجروح مرا خانہ زنبور ہوا
یار سی کیون بسلا دست گریبان
دیکھ لو گنا جو تصور میں تو کیا کیو گیا
بن گیا چرخ مری اشک کے دریا کا جتا
شکل فانوس خیالی ہوں سدا گر تیرا
کردی قافلہ ہن زخم سی خندان
کہا گیا آہ جو غم تو کیجا میرا
پاؤں رو جاہن چلنے سی تو بہتر
کہا کی زخم او سکی بہت اپنی گنا گائیں

رخ ستے رہن ای ہر خشتا جند
دیکھوں تسکین کے لیے سنبل سجا جند
رہی ظالم ہوش وک مشکان تاجند
ای جنون کرتی زین چاک گریبان
میری نظر و نہی پہلا ہو گا پنہان
رہوں ای ماہ تری چہرین گریان
تجھ کو ہونڈ ماروں اک شمع شمع تاجند
میں ہوں آذر و فکدین گریان
ای ستم گار کروں دعوت مہمان تاجند
رہوں سرشتہ میں اکندہ گریان
سر زہین ہم تری تلوار کا احسان تاجند

به دلش زنی من بد کسی مطرب کی
 کبھی کا شایہ دل میں کیا تو نے گدہ
 تنگ میں نیست سی ہم سے جبال گدہ

دیکھیے فی کبطرح رہتے ہیں نا تاجند
 خانہ آباد مرا گھر سے ویران چند
 تیری مشتاق میں خنجر جاتان تاجند

نظر آتا نہیں گویا بھی سامان وصال
 دشت و حشت میں ہر دین سر سامان چند

ازاد بنیم سو خرم دل میں نکند
 نام و حیف لب بام تو شیون نکند
 جامہ گر چاک شد از تار کفن خفته ام
 زیر دیوار تو از رشک نگہبان شدم
 عشق کیسوی تو گر سلسلہ جہان نشود
 چون پرو مرغ دل میں گفت ای صیاد
 استخوانم بغیرم عشق چینی می نالد
 تنگم روی گلی پیش رخ نگینیت
 جان میں لب مکشاور دندان منا
 لاف سو ختن مرقد عاشق نبود
 هست باقی اثر ناله من بعد فنا
 سوخت کا شایہ دل این شرہ آشبار

تا مسحا و ضوا و چشمہ سوزن نکند
 گرم و اشک روان دیدہ روزن نکند
 چون من زار کسی خواہش مردن نکند
 کہ نگہ بر رخ تو دیدہ روزن نکند
 کار زنجیر بگردن رگ گردن نکند
 ملا ز رنگ خا میل پریدن نکند
 حیف باشد کہ سنگ کی تو شیون نکند
 رنگ من گر پر درو سو گلشن نکند
 مگر گوشت نگہ از دیدہ روزن نکند
 شمع را اگر نگو گرم تو روغن نکند
 پس لب گو چہ سان ناله تو شیون نکند
 ایران کردین برق بحر من نکند

از عرق شعله حسن تو در بالا گردید
آنکه از چادر قرن چشمه زمزم دارد
و این با نیکیم چسان ای گویا
هر ریش خاک اورتی ہی صبا میر بعد
کتنی دن یارنی نشانه کیا میر بعد
خون مرا کی لگانا نہ حاکم میر بعد
کوئی لاشی پیر می آو بہر امیر بعد
کرد یا ادنی اسیر فکور نامیر بعد
ذکر اوس مصحف عارض کا کیا میر بعد
قتل سی پی بہت خوش ہوئی غم ہی
ٹھو کرین سر را کہانا نہ پیرا کس کے
سنگ سی پوڑنگی سر جام چین ہوا
شہاد قتل ہی مہربان پنجوڑن اوکو
استخوان میری سگ یا تکیا چھاؤ
صدہ متع سی اور فطرانہ اکت کی برب
چمن جو ہمیشہ سی منگوئی پھول
کباہی مرنی سی مرنی شہزادہ

آب با آفت آن کرد کہ روغن مکنہ
حیف باشد کہ غم تشنگی منجمنہ
با گریہ بان کند آن مست کہ دشمن
ہو گئی اور ہی گلشن کی ہوا میر بعد
کیا پریشان ہی زلف و نامیر بعد
دست رنگین نہوں انگشت نامیر بعد
استخوان کہانی ہی آیاتہ ہما میر بعد
طائر رنگ خنک نہ ہما میر بعد
اس طرح یاروں نے قرآن پڑھا میر بعد
دست قاتل کو بہت رنج ہوا میر بعد
کون ہی دوست کہ دشمن ہوا میر بعد
کاٹ ڈالکی صراحی ہی گلا میر بعد
خون ہی قاتل ہی کی جانب کو ہما میر بعد
اتنا احسان کری مجھ پہ ہما میر بعد
پھلے میں گر پڑا اور بار گرامیر بعد
خوب قاتل نے سو مہر کیا میر بعد
بت کیا کرنی ہین اب شکوہ امیر بعد

نری بعد میرا نامہ و پیغام کی تم
 منہ دکھانا تو کہاں پائیں تہیں سکتا
 کیا ہو غم نہ کیا اوسے مری مر نیکا
 چاک کرتا ہوں اسی غم سی کفن ہر قد
 مجسا بد نام کوئی عشق میں پیدا ہوا
 کبر پائی تری ثابت ترہگی اوبت
 استخوان کو نہ جلا دیجو اسی آتش غم
 دہن گور ابھی واہو بیان کر نیکو
 سر اوٹھایا مری وحشت پس آگ
 سنگ مدفن کی عوض کہید یاد حق
 سبے پھلے ہوں میں اس فرخ خراگ
 تیری آئی کی دغا لگی ہی اول مہنے
 اوٹھ گیا صفحہ ہستی سنی گئیں کیفیت
 وہ جو بستگی بخت بہرگز نہ گئے
 آخر اوسنی مری مٹی کا بنایا تو وہ
 ولولہ جوش جنوں کا تھا محی تک گویا

خاک و آبی پھر گلیوں صبا میرے بعد
 فن زنی کی ہی آئی نہ صبا میرے بعد
 اوسکا گیسو تو پریشان رہا میرے بعد
 کھلے رستے میں نری بند قبا میرے بعد
 بان مگر قیس کا کچھ نام ہوا میرے بعد
 کوئی کہنے کا نہیں تجھ کو خدا میرے بعد
 آگلی مایوس نہ پھر جا ہا میرے بعد
 آگلی پوچھتے تو اگر حال مرا میرے بعد
 بید مجنون مر تربت پر اوکا میرے بعد
 کوہ غم جیکے کسی سی نہ اوٹھا میرے بعد
 طوق قیر کی بھی گردنیں مرا میرے بعد
 ساقیا ہمتہ سبو کا بھی اوٹھا میرے بعد
 زبا میں تو مرا نام رہا میرے بعد
 خاک مرقد سی مر چاک بنا میرے بعد
 کوئی تیر و نکاش نہ نہوا میرے بعد
 نظر آیا نہ کوئی آبد یا میرے بعد

بید مجنون مفلوکل کا گریبان نہ پھٹا

سنبھل کر بھی پریشان نہو ایسے بعد

بگیا شوق کی مضمون سی کبوتر کا
خط پہ خط نہیں لکھ سرتہ لکھا تمنی
حال دنیا اگر کاغذ بڑی لکھوں
سبکدوش بھی میں نہ بنجھو عجب انکس
مال لکھا ہی تری چینیچین میں موز کا
اس قدر بار کو خط میں لکھ میں ہی
دم تحریر گیری قطرہ خون انکھوں سے
اب کبوتر کی غرض خط مرا بلبل لیا
آتش رنگ خاسی نہ کہیں جل جائے
وصف نہی جو لکھا او سکے لب گلگو کا
آج بھیجا او سی بے نیت قاصد آ
قریو سرو کو آزاد کیا یا رنے کب

خوب خود یا ر تلک جا سکا اوڑھ کر کاغذ
کہو قاصد کہ ہوا کہا نہ میسر کاغذ
صورت پر عیشہ وہ رے تر کاغذ
اوڑے پھرتے ہیں تر کو چھین اکبر کاغذ
جیسے رکھتا ہی شکر صورت مسطر کاغذ
شعر میں اب نہیں ہوتا جس کاغذ
بنگیا تخت گل اپنا سحر کاغذ
عطر گل سی ہی کیا بینی مسطر کاغذ
کہتے ہیں دست خانی میں ٹیکر کاغذ
بنگیا صورت بر گل گل امر کاغذ
ایسے سرو کا گیا تھ سے بہر کاغذ
میں کھلاؤ تو آزادی کا لاکر کاغذ

یاد آیا جو خط عارض جانان گویا

دم تحریر یہ روئے کہ ہوا تر کاغذ

طبیعت کی جان و جون کی طعن نہیں
ہوا یہ تیر لکھ کا کنگلے کی کر میسے

گمان ہی نالہ نافوس کا اب میر شہر
ہوا پر ہی اوڑھی جاتی لگا شائیلی ناگن

بیهوش و طوطا و سمن چو دشمنی میکند
 نظراتی چو سی کی دهری پر پان سرخی
 هوا سیه پانی پانی و یکراوس غیر تو گل کو
 شب محتاب من منشا منتارا لاله گشت
 تبسم بیکراوس شعله رو کا جل جبین گل
 دهران حبس او ستاری بن کسیرنی
 تکیو کمر سید و دل خانه زنبو هو جانین
 هوا تارنگه بین رشته ز تار کا عالم
 متو زو گمتی میری کج کس کی پر تویی
 کوئی خورشید تابان جلوه گشتی کی او ملین
 منور ہو گیا ایسا مکان دس کی جلوه
 بنایا ہی زمین کو آسمان شمس و زحل
 مری زنجیر پر یون سنگ لعل الی لکشی
 اگر مجہ ناتوان کو خست گلشن بنین تی
 چمک کیزی و استون کو نہیں عجم شمشاد
 مری چمکے چاشمع روشن چشما خدی
 ہر فی جب مریا دوستی دس شفی ہی

دل پر طبع کیوں شیدا ہو کر زلف چو
 کسی نے برگ گل بار کہ دیباہی برگ سنا
 غلب کرتا ہی اٹھ جانیکو ہر بلبل سی گشت
 گری گی اکبرن بجلی مہ ناسا کج خورن
 بجاہی گر کمون بجلی گری ہو نو کئی خورن
 تو اک کالی گشتا سی یا چہا بجاہی گشت
 طبیعت آگنی ہی اک نگار واک افکن
 ہماری آنکھ پڑتی ہی جو اک طفل برہن
 چڑھائی چادر محتاب کس کس بکیرن
 شعاع نہ کا کیونکر گمان ہو چلوں
 ستار و نکا گمان چہا ہی دیوار و درون
 مہ نو کا ہی عالم ہر نشان نعل توس
 کہ بیتا بانہ دور جسے مقنا طین
 بجایا خار شہلاوین کو دیوار گلشن پر
 ہنسی شئی خدائی ڈال دی مہر و معد پر
 پڑا ہی فاختہ یہ ماتہ رکھ کر کس مہر فن پر
 نہین کم بجلی گشتیہ اگر منہ ہی خورن پر

کس از مردن ہی کہ چشم گویا لڑو مٹایا،
 ہوا ہی بید مجنون کا سبزہ میرے مدفن پر

کہوں مچنی زلف کسنی پہول کے خسار
 کیا ہی فشان ہی جبین ابرو خدا رے
 نقش ہے پنج شاخہ قبر پر روشن کرو
 چنم بد و در آج ہی پکون گل و جہا
 ناتوانیکہ بھلا کس مٹے سی مرین شکوہ کن
 ہم ازل ہی انتظار یار میں سوتے نہیں
 کفر دنیا صین بندار سگی گریہ کوی
 ٹھوکرین کما یگا اکدن مگر کشی تھی کر
 زلف و سکی اپنی حق میں کبھی ہتی ہی کیا
 گر جن میں سی بی برگون کو جاوین ہی نہ
 ہی اگر عرفا کمال الخا کسای کر شعاع
 ابرو و در کان اوکی دو کھینک کو بھڑک
 اہمکما عشق میں کو جان مینی اسلے
 رابطہ گر غیر سی ہوا کر کو چاہوں نہیں
 دل جیلا ایسا ہوں میرا نام لی بیبا جو

چھا گئی کالی گٹاسی آن کر گلزارے
 ہی چراغان آج کبھی کی درو دیوارے
 مگر کیا ہوں میں مہماری گرمی ز قضا
 چشم ز کس کی ہی عالم روزن دیوار پر
 خال ہی یان مہر جامو گب فقار
 آفرین کبھی ہماری دیدہ بیدار
 اجتماع سحر یان موقوف ہی تار
 او سر بیخہ کیوں بہول ہے اس ستار
 ہی ہمارا فیصلہ ابتو زبان مار پر
 خار کی مانند بھلا دین سر دیوار
 دیکھتے ہیں آئینہ اکثر لگا دیوار
 ابتو نوبت آگئی ہی تیر اور تلوار پر
 لالہ با صد داغ او گتا ہی مگر کسار
 میں من بیل ہوں کہ مرنا ہو گل جیوار
 چر گئے چھالے زبان مرغ آشوار پر

اودھ کے تھانے ہی مسجد کو اگر جایگا تو
 جیف کو ہی باز تک پونجی نہ میری تھان
 سو کہہ جائیں گر ہماری آبلو کی چمکین
 بعد مردن ہی باقی میری مالوں کا اثر
 تیری آپ تیغ سی ظالم جو ہو ملو فانی
 خطا دیتے لکھے سینے کو ان بھڑا
 حشر تک ممکن نہیں اب چمکی تیغ آقا
 کفش پاکی گل نہ کہا کہ مناسکے یوں کہنے لگا
 دیکھو ضد میر سرخ نامہ بر کیو اسطے

سیکڑ دن ٹوٹیں گی تسبیحیں سر زنا پر
 مدنون اگر ہا میٹھا رہا دیوار پر
 پاس کے کانٹے نظر آئیں زبانِ خا پر
 تارِ طرب کا ہی عالم ہر کفن کی تار پر
 حوت تڑپتی مثل باہی گنبد و دار پر
 بیٹھے رستے ہیں کبوتر سیکڑ و لٹا پر
 بازہ کو آتا ہی ظالم مغربی تلوار پر
 سیر کو کیوں جاؤں گلشن ہی کمر پر
 قینچیاں لگوائی ہیں ہر رحمی دیوار پر

یار کو معلوم ہوتا، بھرمین سویا نہیں
 خط لکھوں گویا بیاض دیدہ بیدار پر

جو کوئی وہ چشم و ابرو دیکھتا رو تا ضرور
 تیری آگے ہوتا یوسف پر گمان یعقوب کا
 گردشِ چشم یاد یاد آتی بسٹے
 یہ خبر ہی ثم وجہ اللہ سی کچھ نہ بھی خبر
 رات دن رستم کو گو تیغ و سپر ہم تھا
 شجگو خندان دیکھ کر موسیٰ بھٹا برق

عین کچھ میں گرا ہوا دیکھتا رو تا ضرور
 قد و قامت دست باز دیکھتا رو تا ضرور
 گر کبھی رم کردہ آہود دیکھتا رو تا ضرور
 ہی یہ لازم شجگو ہر سود دیکھتا رو تا ضرور
 یار کی شمشیر ابرو دیکھتا رو تا ضرور
 سامری گر چشم جادو دیکھتا رو تا ضرور

کس طرح کشتی دین این کس طرح گذری کن
 ایسا رویا کل مشر منده هوا ابر مبار
 جو صبا کی ظلم رانی ہی ہماری حال
 گر چه یوسف کا بھی تھا مصر است ظالما خوا
 ہی یقین اللہ مجھ کو حافظہ و آں اگر
 و یک لیل کو ہنسنا جب میں مجھوں نے کہا
 جکی جیسے تونہ نہ کا بھی برستا تھا
 باغ میں لاکہ نہرین ہوئی ان اس رنگ
 چشمہ دور انگلیں میر غیرت لیلی کی گر
 نگینا ہوں غم کی میں تصویر اسکے خبر
 لاسکان تک میں تلاش میں تپڑ
 خلق تو ہستی ہی تیری مبتلا کی حال

شمع کعبہ گروہ برو دیکھتا رو تا ضرور
 مجھ کو رونی رات اگر تو دیکھتا رو تا ضرور
 میری حالت گروہ بد خود دیکھتا رو تا ضرور
 میرا رونا من بود دیکھتا رو تا ضرور
 اوسکو ای غافل اگر تو دیکھتا رو تا ضرور
 یار کی گریست ابرو دیکھتا رو تا ضرور
 آگی اوسکا مصحف و دیکھتا رو تا ضرور
 میری آنکھوں اگر تو دیکھتا رو تا ضرور
 میں تجھی ہنستی جو مر دیکھتا رو تا ضرور
 جب تر امین گلشن گود دیکھتا رو تا ضرور
 وادی مجھو نکا آہود دیکھتا رو تا ضرور
 مجھ کو وہ جو سر برانود دیکھتا رو تا ضرور
 جرن گز میری لگا بود دیکھتا رو تا ضرور
 توادی گرای پر بود دیکھتا رو تا ضرور

<p>خون اگر اعمال کئی کا پہلی گویا ہے</p>	<p>چاہیے یوں جب نرا زور دیکھتا رو تا ضرور</p>
<p>دعا بین انگلیں ہرین منوں تک جب کا کی سر ہاتھ اوٹھا اوٹھا کر</p>	

ہوا ہون تب میں خدا کا بے خدا خدا خدا کر

و عالم عالم نے بھی مانگی سبونی بھی مانگا اور مانگا

ہماری محفل میں آیا ساقی خدا خدا خدا خدا کر

کہا یاد دہشت اپنا جلوہ دہشتی کا پردہ اوٹھا اوٹھا کر

کردن میں سجدہ تبون کی آگ تو ای برہمن خدا خدا کر

ہر ایک شکستہ نمون ہی سچہ جاری نہ دیکھی ہوگی یہ شکستہ

نہی ہن چشم پر آب قاتل دید زخم بانی جورا جورا کر

کہان وہ شکستہ کہان وہ باتین کہان وہ جلیسی کہان وہ جلی

یہ سب کاسب خواجگانہا سامان چہا پالیا بس کہان کہان کر

بزرگ ساغر ملا یا منہ جو منہ سے تیری خفا نہ موتا

کیا یہوش نفع نے ساقی شراب محکو پلا پلا کر

اور مٹایا یاروں پر نہ اوٹھا زمین سے ہرگز ہمارا لاش

بہ کسے محو ہے مار ڈالا نافر سے اپنے گرا گرا کر

جو یہ مجھ میں مرغ نامہ بر کو تو چنگیز میں آوے اور آوے

اگرچہ وہ طفل کہلنا ہی پر کبوتر اور آوے اور آوے

پس فنا بھی اگر تو آئے کروں سب یار میہا نے

کہ استخوانوں کو اپنی تن میں رکھا ہا سی چہا چہا کر

ای اگر کشی مجھے ابھی تک کہ زمین پر پشکون	
کہ توڑ ڈالے میں ایسے سینے ہزاروں شیشے اڑھا اڑھا	
کبھی کر دل سے کرنی ہن بکن کبھی ہن شانی سی ہیا و کستین	
غرضکہ زلفون کو تو فی ظالم بکارا ہی سر چڑیا پڑھا کر	
شکست لکھتا تھا نام دل کا یہی تھی طفلی میں عشق تیری	
بنا دیا دل شکن ہدیہ خج کو معکون نے لکھا لکھا کر	
بڑی نگلی میں اجل کہ تجھ سے مسخ کو بھی بہت دین شکوی	
کہ دم میں تھو ہن مارو ا ہزاروں مرد جلا جلا کر	
پلانا پانیکا جام زائد گناہ مشرب میں ہے ہمارے	
قواب لیتا نہیں ہی کیون تو شب اب مجھ کو بلا پلا کر	
منہن کوئی راز دار مسکبنا نہ وحشت میں تجھ کو رسوا	
کہ داغ مانند غار ماہی بدن میں رکے چہا چہا کر	
گلی ہزاروں انہی کا لی ہزاروں بیوجہ ہو گئے خون	
بہت ہوا پھر تو بار نام کف خنای د کہا د کہا کر	
نگہ کی صورت پہرونہ چہ سو حجاب نم مردک سی سیکھو	
اب آؤ آنکھوں میں سیر دیکھو مژدہ کی چلوں وٹھا اڑھا	
دکھا کی گل سی عذار تو نے کیا دل عاشقان کو بلبلین	

بنادینی گوش غیر شکر گل مسد سے	کس شاکر
گناہ کرتا ہی بر ملا تو کسی سی کرتا نہیں	جیسا تو
خدا کو کیا منہ دکھائیگا نوز انوائی	جیسا کہ
چلا ہی محفل سی انپی ساقی دکھاو نہیں	اشکباری
کردن بطمی کو سرخ آبی ابھی سے	دریا بہا بہا کر
رولائی برسوں نہیں تو جس سے دکھائی گزلف مار رکھے	
کری نو در پردہ راہ دل میں خود یکھی پردہ اور ٹٹا اور ٹٹا کر	
وہی اثر ہی جنونکا ایک ہے ہی	کو کو نکو اپنے کاوش
کہ میری مٹی کی روز محبتوں بگاڑتے ہیں	بنا بنا کر
عجب نہیں نامہ عمل کا دلا ہو کا غذا اگر خطا لے	
خطائیں کیں میں آشکارا کی ہیں عصیان چہا چہا کر	
اثر ہی جاہِ ذوق کی الفت کا بعد مردن بھی آہ باقی	
کہ کہہ سکتے ہیں چار مٹی کی ڈول لڑکی بنا بنا کر	
کیا ہی پوشیدہ عشق چھپے کسی سی در پردہ محبت	
پڑی ہوئی بسترالم پر جو روئے ہیں منہ چہا چہا کر	
جو خوف طوفانِ شک سی اب ہمیں جانا بجای قاصد	
روان کروں سوئی یا رجائی خطوں کی ناوین	بنا بنا کر

نہایت سحر و جادو کی سی صورت نہ بنسکی بھی

اگرچہ صنایع فی لاکھوں نقشے بگاڑ دے بنا بنا کر

ادھر ہر شے نے لگا لی پرچھی اور دہرنگا ہوں نے تیر مارے

شکست و فوج صبر دل کو یہ کہنے انگھیں ڈال دے اگر

کتنی ہی گویا شب جوانی بس آن بونہی ہی صبح پیرے

بہت سی کی توئی بت پرستی اب ایک و دوں خدا خدا کر

شعلہ او سکے زیر پاؤں اور جوان بالاسر

ہوں میں وہ بیل ہی میل آشیان لاسر

و ان میں بالاسر ان آسمان لاسر

اکیسا یہ بھرتا ہی یوسف کا و ان لاسر

گر پرے گویا کہ مقف آسمان بالاسر

داع سودا بزرگ گل عیان لاسر

صدقی بڑی بیدار و فرمایاں لاسر

حاملان عرش کرنی میں فغان لاسر

آسمان ہر دلی پھر تاخوان بالاسر

بی سبب پھر تا نہیں یہ آسمان بالاسر

باؤ کا جو نکا او مثالیگا مکا بالاسر

ہی لپٹ میں جنا کا گل عیان بالاسر

سینے نالوں کو اوتھایا ہی مکان بالاسر

ہی حیات موت میں با گر ان بالاسر

سید کوئی دل میں کا گل عیان بالاسر

نا تو ان لیا ہوں گریسا یہ چود یوا کا

نا تو انی سی مرا بیکر ہی مثل شاخ گل

ہی رخ رنگین ترا گل فامست موزوں

زیر پایا زمالان اسقدر ہی لہرا

ہی یہ یہودہ تلاش رقی میں لکھی

یقین اب ور کیتازی بلانا زل کی

قصر ہے نا تو انکا ہی مثال گرد باد

شیش بازی کا ناشا گر تجھے دکھائوں
 دیکھ لے دنیا میں کون کون سے دشت بہشت
 تیرا لاکھ نہیں کچھ کم ہی بارانِ سخن
 سہی کشتی کی جو جہاز ہے کون قافل میں
 آسمان آبی دو پٹہ تار یاقوت چاند
 رنگیہا ہی زخمِ مستون بار کا پیکان تیر
 اس لیے مجھ کو پڑا رہا ہی غمِ سخن
 سابر انگنِ جلیبِ مویا رب کا تیغ یار
 گر چہوا مار قرض کو نہ کر مٹا دیکھا وہ
 نئے سبکدوش لگی پونچھی جلیبِ رانِ صدم
 جھکواں سرور و ان کے عشق کی جلیب
 کانچ کا نہ پڑی ہی اکثر یہی مالکون میں
 ہو گیا اکثر سر شکِ خیم سی خانہ خوا

ہو کہی پاؤں پہا ہی آسمانِ لاسر
 سات زیرِ پاد میں رہتا مانِ لاسر
 کیلے نکلے یہ اگر دون کسانِ لاسر
 ہو کر مثلِ شانِ میرِ زبانِ لاسر
 مانا کے ہی بنگ کی کشاں لاسر
 وہ دھنِ لاسر ہے پڑیاں لاسر
 پاؤں اپنا کاش رکھ سارا لاسر
 ہو گیا بہر عام ہر موزبانِ لاسر
 ماضی ہی کا کل غمِ نشانِ لاسر
 یاقوت ہی عصبا نکا اک بار لاسر
 کیا عجیب اندھی جو تیرا نشانِ لاسر
 کیوں تیار بگر پڑا لکھ مانِ لاسر
 گر مٹی ہی بارِ اسقف مکانِ لاسر

اس میں میں اور اک ایسے غزل گویا کہوں
 جسکو شکر کہیں سب اہل زبانِ لاسر

کہوں نہ وہ چھپرے سے تھماں لاسر
 ہی ہر اک داغِ جنونِ آتش نشانِ لاسر

چاند و سجِ دین تیرے ای جانِ لاسر
 کاش پونچھی اشکِ آبِ ان لاسر

ہی زمین پاک و پاک جان بالاسر
 ای قیامت کی موتی ترانہ چنانکہ
 سرخ پا کرتونی ای ظالم بکارسی
 اس قدر کھکاریان کی ہنر ملوار
 شل گھبراؤں گرجا میں میں میں
 بہرے ہن صحران میں ہن گرجا میں
 بادشاہی سی یہ نعرے کہ ہن ہن
 یان خزان میں شگفتہ ہن گرجا میں
 مجھے یہ بار غم اوٹھانا نہیں سکی
 اگر تری تیغ بلانی ان پر جو تو ظلم
 بعد یہ کوئی اس کے ظلم سے کا نہیں
 سنگ طفلان کی ہی نظر کی حسرت
 کون فتادوئے دنیا میں یادہ قوی
 سر جہا کر دیکھ لینگے روز محشر ہم
 لہن ترانہ شکر کی دن ہی بخائیگی تری
 روز محشر وعدہ دیدار اس خاطر کیا
 ہجرتی ایسا مجھی زار و خمیدہ کر دیا

مہربان ہی زیر پا تا مہربان بالاسر
 ملو طیلون لکھی با بندہ آستان بالاسر
 کرتی ہی بل کا کل عبرتشان بالاسر
 زخمون کہتے میں اک گلستان بالاسر
 گرز گل ہے رکھوں میں تا توان بالاسر
 خارا سپے زیر پا بوستان بالاسر
 گر چے ظل جاہی آسمان بالاسر
 کداب بیلک باندھے آسمان بالاسر
 کاسن کہد تیار میں آسمان بالاسر
 پشیمان ہوں کہ زخمی کشتاں
 خاک اور نیگا ہمیشہ آسمان بالاسر
 وارغ سودا بنگے میں چشم بیاں بالاسر
 کیا اوٹھا ہی زمین آسمان بالاسر
 غم نہیں گریوئے چشم دریاں بالاسر
 دای حسرت مونگی چشم دریاں بالاسر
 جانتا تھا ہوں چشم دریاں بالاسر
 طوق گردن باؤن میں ہی بالاسر

سے گزرتے ہیں شکر چاکر خیرین
 کہ جس میں باز آکھشکا گل پہنکدی
 سر چڑا یا باہر سے دینوں کہ بقدر
 ہی باری بفراری ہی نہ وبالاجنا
 آسمان مثل زمین ہی گاؤں کی تلی

لوگوں کی میں بار بار یاد روان بلای
 بلبلین آئیں ہوں پر کہیں بلبلان بلا
 شانہ بنکر پونہی میری استخوان بلای
 ہر زمانہ نہ تھکتا ہر زمانہ بلا
 اور زمین ہی گاہ شکل آسمان بلا

دل ہمارا فخر زین سے گزری اشک چشم
 سینے میں گویا جرس کاروان بلا

سرکٹ گیا مرا نہیں جھکو خیرین
 میں مر گیا ولی نہیں اسکو خیرین
 اوس سرکٹ کی دیکھی تھی خیرین
 بیل نہ ہوں چٹا پس لڑ کر جہنم
 سرکٹ گیا تو دور ہو اور دوسروں
 مانع جہان میں آہ ہمارا آئی لاکھ بار
 ظالم تو قتل کر کے ابھی سی مگر نہ جا
 آگواں لوگوں کی نگہی جیت جوی بار
 آگشتے ہیں جیسے ہم تری شمشیر ہار
 اکدن سنا تھا کچھیری سرنگی حال

ہوں آرزوی قتل میں سینہ پر ہون
 باندھی ہی ہے قتل پر قاتل کمر ہون
 آوارہ بھڑکے ہی ہے سیم سون
 گلشن ہے پر ہے میں سرے مشت پر ہون
 قاتل کے کندو باقی ہی درد جگر ہون
 وہ نخل ہوں صبا کہ نہ لایا قمر ہون
 میں تو ترپے ماہوں پڑا خاک پر ہون
 جون گرد راہ سپر ہیں ہم درد ہون
 آگاہ تھی نہ دوش سی تیری ہون
 کہتا ہی یاد نازی پہر نہ ہی سر ہون

یہ زار بولج دی بدن بھی و بالی
سچو پاکستان پیسے دے دے مایے
آخرتے فراق میں میرا ہوا وصل
گویا کا حال ہو چو وہ کہیو صبا

تسپہ ل میں لعلت موسیٰ مرہون
صندل سے تو گیا نہ مراد و ستر نو
دیکھا نہ شام بچے روی سحرہ بنو
بیشا بہی مثل نقش قدم خاک پر بنو

سکڑے پر کرنہ چورنگ اسی سر ملاو
تیرا ہی مصرع قد خورشید خاں
یار کا نقشہ نہ سرگز کہنچ سکا غلگیا
سن نہیں سکتا مگر مالو نہیں ایسا کر
کس کو طاقت ہی سنی دیو نیکی فریاد
مش ستر ہر ہودل قمر کوں کیایاں
تا کجا جو رو ستم تیری سہون شکران

تا کجا ظلم و ستم بس کے ستم بجا دوسر
سرو کی مصرع پہ ظالم ہو چکا ایزد بس
دیکھی صناعتی تمہاری مانی و بہر اوس
جب کروں زیاد کیا دین فریاد
سکڑے زنجیر و کنگاں کسے لگے خدا
ہو چکا تیرا حرام ناز اسٹشاد بس
جہن گیا میر جگر ای ناوک بیدار

مکڑے دل ہوتا ہی گویا نالہ جانکاہ

کہتے ہیں ہم سارے سن کر مرے فریاد بس

اپنا جوش اشک کھلاتا ہی طوفان
آہ و کھلاتی ہی یہ حشرت باں
جیتا آئی نو ہوتا ہی جیتا جوش
ہی سراو اسکی بھی عالم مراد و انہ

خانا آباد ہو جائے ہیں یران ہر برس
جاگ ہوتا ہی ہمارا جیت دامن برس
صورت گل چاک کرتی ہیں گریبان برس
طوق منت کا پنتا ہی جانان برس

یاد آجاتی ہیں ہرکو گوشتن ان یاد
جب بہار آتی ہی خوشن قتل کی کرنا
آب نہریاں سی کیا تیغ ایسی تھی بھی

مولی ہرسانی ہر علمین مثل سان ہر
ہوئی ہی اکو دفنون تیغ جانان ہر
زخم میری مثل گل ہوئی ہر خندان

جمع ہر تلہین مری تربت اگر تیغ رو
اس طرح سی کرتے ہیں گویا چراغان ہر

ایکسو قسے اوس گل کا خم بالا دوش
ای پری موی کمر ہی تیرا بل کئی لگا
گر گیا وہ بت کمر دل سی مجھی اسکے قسم
چون بیا خود روان گشتیم سرگردان

ایکسو قسے اوس گل کا خم بالا دوش

ایکسو ہی قمر وہ تیغ دو دم بالا دوش
تیری زلفون کے جوڑ کی تیغ دو دم بالا دوش
جسے رکھتا تھا کمر کی قدم بالا دوش
ای کیا وہ دن جو رہتے تھے ہم بالا دوش

ازمن ای گویا چراگر و سلمان با خوش اند
ہست مصحف در بقل نثار ہم بالا دوش

دیکھی سی تیری تہی زمین زمان غن
چلتی نہیں بان ہی بل و سکی کیا کری
چینٹا تو دی پسینے کا پانی کہ ہی گلاب
گرمی سی چاندنی کی ہوا ہی عرق غن
مستی میں شمع ہ ماہ جو گرم خرام تھا
نام خدا ابھی سی ہدیہ طفلی میں ہے

آجای بلکہ چرخ کی پسندگان کو غن
آتا ہی چرخن پونری نا تو انکو غن
آیا ہی تیری بیل بے اشیان کو غن
آئی نہ اب کہیں سر سرد روان کو غن
آگیا تھا نرم میں ہر مغان کو غن
آیا ہی و سکو دیکھ کے ہر وچ انکو غن

مافی کی ساتھ جل نہ کا فواصف کے
آیا جو وہ تو اور گئی صبر قرار و ہوش

بیلی سی کہہ دیا ہری سارا باغوش
یوسف کے دیکھنے سے ہو گا زانگوں

گو یادہ ساتھ غیب کے جاتا تھو کہین
آنے لگا ہی آج جو مجھنا تو انکو غنش

قبضہ تیرا بت خود کام قص
تیرے کا نے سے زمین جی جین
انگنی ہی جبرخ میں گردو عقل
تان کی ہر او نکلے میری جان
اولی گردون تلمک ہی او جہین
ہوں وہ بے مل گر تیرا دیکھ لے
تیرے دیکھ لیا کو ای سہ آفتاب
دیکھ کر تجھ کو ٹپ جاتے جہین
نفت قلب نے میٹھ پاد یا
نالی کرنا عاشقوں کا نعت ہے
ہی گردش میں سے باوام چشم
ساقیادی تجھ کو جام آفتاب

لیکھا دل سے مرے آرام قص
کرتے ہیں دیوار و سقف و بام قص
دیکھ کر ای ماوسیم اندام قص
مفت میں او سکا ہوا بزم قص
رقص یہ ہے بس ہے اسکا نام قص
دست قاتل میں کری مصم قص
کر رہا ہی صبح سی تا شام قص
کرتے ہیں صید اسیر دام قص
ہاتھ میں کفی لکاسے جام قص
ہی تر تیا بر سر ہر کام قص
ای پری کرتا ہی یا با دام قص
اکر رہا ہی چرخ نینا قام قص

رقص کی او سکے صفت گویا نہ پوچھ

دل کر دیتا ہی سبے آرام رقص

آکھوں میں آ رہی مدم پر خط
 لکھیں میں طالعون کی دوستی سب سے
 لکھتا ہوں نامہ یار کو ای چشم مگر
 اب لکھ کے نامہ یار کو ایسا ہی رو
 نالان اس کے ہاتھ سے دین چاہی
 وحشی کیا ہی مجھ کو پہاڑی خار پر
 اوس شک گل کو ہی گل خجاشی
 ای جان ہم میں صد تری بالبان
 کچھ حال لکھیے یار کو رنگ پریدہ کا
 قاصد دہن یا کہ کبوتر ہو یا صبا

لب کاش موت امی ویا اور سکا خط
 ڈر ہی کہیں زرتی بدین قاصد گراخی
 دریا کی اشک میں زکدین دجاشی خط
 قاصد اگر نہیں تو بہلا بہہ جائے خط
 خط کو لیے تو آئی ہی اکثر صدا خط
 زلف تو کی آہ جو رکھوں یا جفا خط
 رخسار تکلیف صاف اگر وہ بنا خط
 شہید از زلف ہی جگر تھلا خط
 تار مع نامہ بر کی طرح کوڑ جائے خط
 خط غلامی لکھ دوں اگر کوئی لا خط

گریاں وہ ہوں جو رو نیکا گویا لکھن میں حال
 ہر دائرہ ہو چشم اور آنسو بہای خط

زبان کیا میں کہوں لسی چلو سکا خط
 تراب یار پلا تا، محکو ڈھکا کر
 خوش آئی کیا تجھے زاہد خط غارم
 گناہ ہو میں آد اہ سے خفا کی لپی

لیے جو بوسے ہمارا اوٹھا کیا کیا خط
 دکھار یا ہی عجب ورجام صبا خط
 جسی جنون نہواو سکو بہار سے کیا خط
 آئی کاش نہوتا جان میں پیدا خط

نہاں جن کم بھی رہنے سے خندہ سنا
کہیں نہ لب ہوں کے آشنا سنا

جو پاس یار نہو سیکشتی کا پہر کیا خط
جو تھے گالی پہ گالی اور ٹھانڈا خط

کہ جنون بن نزل ایسی تھے ای گویا
کہ جسکو سکے اڑھاتے ہی روح سودا خط

اشک سوا بھی اگر کہتی ہی ہے اشع
اگر ٹھانڈا ہاتھ دے سنا سنا شمع
بنگیا سا غوجا غاؤ کے حنا ہاتھین
باگرا آئی تو روشن ہو مکان ہر کو
صورت غفل کری نالہ زبان شعلہ سی
ہی بلورین جہاں سار بوجھ بکھوڑے
ساحل روشن کی او کی تب خیر اکر
دو در شمع داغ دل کو چھوٹا آخریا
رونی میں بھی ان جھینو کی سرسری
ہی حمان نظر و نہیں آ بازی شمع
یا آلمی کون ہی برق تجلی جہاں کتا
ہی زبان شعرا کہ کیا اچھو کو بیچتا
نہی مریز گر چاک کے کلیر سے

کس لیے ہے جمع کرنے خرمن پر وائے شمع
محفل می بین دکھائی گردن چاند شمع
عکس خسے بنگے موج می ہمایا شمع
ہوئی کب روشن میان خانہ پرانہ شمع
ساقیا دیکھتے جو میر گز سنا شمع
ساق و ساعد شمعین میں چہرہ چاند شمع
کاٹ کر سر رکھ دے پہلے ہاتھ میں بیچا شمع
منزل کعبے کے بنا ٹیگی سڑتھا شمع
آنسو و سکے تار کے کتے ہی دم دا شمع
مہرہ شطرنج میان بہر ہی پیر شمع
بنگیا ہی روشنی سی روز کی شمع
زلف بر خرم کاتری کہتے ہی کیا شمع
تو جو آئینہ گری سجدہ شکرانہ شمع

ساق و ساعد ابھی تھے ہیں شہرین
 تاج شطری ہدیوں کھنڈی پرانے
 تیری دیوانی کا وحشت خیزی ایسا مگان
 آتش داغ جلدی کا جو لکھنویں حال
 سنگت اگر لگا پر ولا سان جتنے لگا
 سامنے اس کے نرا کا فور ہو جا بجا رنگ
 جب جدا ہوں بھول جانیں جو جوں
 میں وہ ہوں فائدہ دیوانہ گر محفلین
 ساقیا یاد آگئی وہ گردن و چشم و رخسار
 تالہ جانسوز لاؤں لب تلک گر ہم
 ہمسری کی نہی جو ساق پارے نرا
 پیمینک یگانہ سے اپنے اگر گل کر کی با

دیکھو کیا کیا کری گی نار و غم
 بزم میں کتنی گویا شوکت شام
 کرکٹ شہناب سان کو بھی تیا
 کیا عجب ہے گرسنے کا غم
 بنگیا ہی آتش غم سے نہ ہو
 دیکھو اوس خورشید روتی شام
 غم ہی زبور یا ہم پرین پر و شمع
 خانہ فانیوس سی کی محل طہار
 رو دیا نس و یکسر مینامی می میا
 بہاگ جاسا منے سے یہ کہتا ہوں
 باندہ کر لکائی ہی اونی میان
 سر کی بن کر گریگی جو و شکرانہ شمع

بال سلجھاتا ہی وہ اپنے حنائی ہاتھ سے
 چرخہ خورشیدی کرتی ہی گویا شانہ شمع

آگ کی کالی کی بھلا روشن ہی کیونکر چراغ
 چرخ پیدا ہو دھو ہو سے اپنے چراغ
 معنی ہوتا ہی شبنم کی طرح

ہی یقین گل ہو جو دیکھی کیسے دلبر چراغ
 ہاتھ سے اپنے کری وہ ماہ روشن گر چراغ
 کو چہ کیسے دین غم کے سبب نہ چہ گدل

رات میں سیر نہ کر حال تھا انکی شمع
 کس لیے جانا ہی تو سیر چراغان کیسے نہ
 نیری شہا جدائی میں دیا کسنی نہ رنج
 حسبِ نیازِ جهان ہو میں ہر جا دلا
 میرے خاں ہمارا بار و حشت خیزی
 آہی اگلے چرخِ قافونین لگا تھی ہے تاکہ
 مار دالا جھاو داغ دی دی کر مجھے
 ہونہ زون قد حسینان جب قدر معین یہ
 کر چکا ہوں جامِ دو شعر و
 میرے بنگال پر نہیں جلیں گے تختِ جگر
 دیکھی جو گردن کشی اوس شعر کے ہزم
 اوسکی تیغ ظلم سے اب نام کو عاشق نہیں

شعلے نظر و نہیں میرے انگر تھی دو چرخ
 میں معین اغویں کی لبت و پاؤں سی بہا
 اپنی شعلے سی دکھاتا تھا بھی خیر چراغ
 دیکھ لی ہوتا ہی روشن شام کو گھر چراغ
 کر یک شتابان آتے ہیں بان اکثر چراغ
 ورنہ دیکھا ہی کہ گل کر دی تھی چراغ
 چاہیے کوشش کی آگ کی تربت پر چراغ
 دور سے دیکھو تو اتنا ہی نظر آخر چراغ
 موج می ہو جا شعلہ اوز ساغیر چراغ
 ہیں لبہ دریا بہ روشن آری بکھرا
 منہ ہی کیا پہر ہے شعلے او شہا چراغ
 ایک پوانہ نہ نکلے دھونڈ ہو کر لیکر چراغ

ذکر حق سی دل کو روشن کر جلاتا کیا شمع
 گل نہیں ہوتا ہی ای گویا تپا محشر چراغ

آپ سے جاتا نہیں میں اوس سے مگر کھڑ
 ہی دم کہتے ہیں یہ قدر جانا ملی اید
 یا کاروی منور اوتا بہا ہی مجھے

خود بخود گردن کہنچی جاتی خیر کھڑ
 اب جوی اشک جاری ہی منو کھڑ
 نکلیں آنسو دیکھوں گر خوشی غدا کھڑ

اکبر قاصد ستری مفتون گویا انتظار
 ایک آنسو ہی گرا تو سیکڑوں دریا
 بسکہ ای ہر تو گردان تو نکار ہنسا خیال
 اور چلا دل فراق پانی گارین بیکر
 یحیح مینائی کو بدستی میں چنا سمجھ ہم
 ہی قسم اوسکی قدر عیا کی ہنسی غم
 جذب دل نب چا جبید نکل سیر کو
 بعد مروتک یہ ہے یک صبا کا آشنا
 تو نہیں مجھ سے ملاتا آنکھ پر خنجر ترا

اب ترسے شش کی آنسو ہنسی کی کھیر
 چشم کرم سے کیون ہم دیکھیں سندر کھیر
 رات بھر آنکھیں لگی رہتی ہیں غم کھیر
 مرغ آفتخوار دوشے جسے غم کھیر
 ماتمہ دور سے مہتابان کے ساغر کھیر
 آنکھ اوٹھا کر بھی جو دیکھا ہونو بکھیر
 سو کر رہے ہیں اُم سے گم کھیر
 خاک میری جاتی ہے اور اوی کی کھیر
 دیکھتا ہی چشم جو ہے سر سر کھیر

دیکھ لے اوس غنچہ لب بیل گویا اگر
 آنکھ اوٹھا کر پھر نہ وہ دیکھے گل تر کھیر

ماتمہ ہر وحشت دوشے گریبان کھیر
 پھر ہوائی گل خسار یاد آئی لگے
 پھر کسیکا چاند سا مکڑ بھی یاد گیا
 پھر کسیکی غنمی لبی بال یاد آئی ہرین
 آئینے کا اوس پر یکو ہر گمان پھر لگا
 اسی جنون پھر حکو وہ شش چشم یاد آئے لگے

پھر مجھی جانا پڑا کوہ و سیا بان کھیر
 مشن بلبل اور طحلا دل پھر گستاخ کھیر
 دیکھتا ہوں ات بھر پھر مہتابان کھیر
 روتے ہیں پھر دیکھ کر شہا ہجران کھیر
 دیکھتا ہی پھر ہماری چشم حیران کھیر
 روتی ہیں پھر دیکھ کر چشم غزال کھیر

یہ او نہیں لگوں کا سوا سلسلہ چاہا
 ہر ریشائی کی آمد کھینچے مجھ کو پرے
 آستین پر آنسو نہ مای سر ہو لگے
 ہی یقین ہے ایک کھوکھو کنوین جن کو ننگا
 آگے کے تہم پر شاید کہ ہو جائیں ہر
 اسی جنون گہائی میں کو شوق نشتر ہوا
 جیب کے جاب جنوں ہاتھ دھرتے ہیں
 جھٹ گئی دستِ درد پر غنائِ ختیا

پھر گئی جا بجا رہے سبستا کی طرف
 دل کھنچا جاتا ہر زلفِ ریشائی کی طرف
 پھر لگے بہرہ کے جا اشکِ دامن کی طرف
 دل ہوا مائل ہر اک چاہِ بخندان کی طرف
 پھر ہر آتی چلی خارِ غیلاں کی طرف
 دیکھتا ہوں پہر کی نوکِ ٹھکان کی طرف
 چاک نے ہر اون سپیلان ہر دامن کی طرف
 بھلا پھر تو سن وحشت بیا بان کی طرف

پھر ہوا شوقِ شہادت آہ ای گویا مجھے
 پھر ہکا جاتا ہی سر شمشیرِ بزان کی طرف

کا ہر جان ہی لبِ مایِ فراق
 کوئی دوزخ اسی پہونچتا ہے
 کہا گیا عنم ترا کچھے کو
 جان دی او سکا نام لی لی کر
 داورس کوئی بھی جہانیں نہیں
 سقفِ گردوں دن جلا دی کہیں
 دل ہی سگانہ ہو گیا مجھ سے

کس بلا میں ہی مبتلا می فراق
 نہ کسی کو خداد کما می فراق
 دل مرا ہو گیا غذا می فراق
 بس دلا تھی یہی وفای فراق
 میں کمون کسے مابرای فراق
 اسی سری آہ شعلہ زای فراق
 میں ہوا جبے آشنا می فراق

خوار ہوں زار ہوں پریشان ہوں	اوس کے کمد و سیدہ باجری فراق
وہ بھی آیا نہ آئی آپ میں ہم	اسکو کہتے ہیں انتہائی فراق

روند آ کر سزا کو اوس کے
ہے یہ گویا کا خونہای فراق

یہ دلا ہی بعد مرگ چھٹی پست تیاں	سب بھی نہ اوس کا آیا میری سزاں
گو ہم قفس سے جا سکے بوستان تلک	اوڑاؤ کی رنگ چہرہ گیا پروتیاں
بیلن جو مگل ہی چمن میں بہاں تلک	پہو لون کے چہا گیا ہی تر آشیان تلک
کت پہنچی آہ ضعیف گوشن تلک	سو جا ٹھہر کھینے سے آئی زبان تلک
پرواز پیش ازین تھی مری آہان تلک	ابنو چمن سے جاز سکون آشیان تلک
ایسا کیا ضعیف غم انتظار سے	آنکھوں کو میری بار ہی خواب گران تلک
عالم ہوں علم عشق کا میں کریم ہری	ای غدیب تو ہی پڑے بوستان تلک
اوس کے وصف یہ ہوا مرتبہ بلند	پونہجی مری غزل کی زمین آسمان تلک
پاس ادب ماہی جنون میں ہے اس قدر	آتا ہوں سجدی کرتا تری آستان تلک
اوس سے کہے ہیں گیسو کی سلسلی میں	ساتی مرید جسکا ہی پیر سغان تلک
رکبیں ادب سے پاؤں ہم تیری آہ میں	باہر جنبہا ہے ہوں تو پونہجی تلک
فصل خزان میں گل کا تو انا محال ہے	جملی ہی کا شائے مری آشیان تلک
کیونکہ نہ سر پہرہ مرا اوس تنیع کی لپی	گردش ہی جنہو میں سزاں تلک

سو بار اپنی فکر عدم سی چپی گئی
 اوس حجر کا مکان ہی جنت کبھی پر
 اس جعفر طاعت کے ہر چھی رگنی
 دل میں ہمارا و سکی موت نے گھر کیا
 اللہ ہی مانع ذرا دیکھ اسی ہما
 اوس نہ فی جو سر مرا ٹکرایا پاؤں کے
 نخل مرا و بار ہوا آج بارور
 پھر جا تیرا کی وہ برگشتہ بخت ہو
 مر نیکی بعد ہی سگ جان کا قتل ظا
 سو بار اکی موت سے فرقت میں پھر لئے

لیکن نہ پونجی بار کی ہو میاں تلک
 رضوان ہونے سکے نہ کہی اسپان تلک
 پونجی نہ آہ ہی جرس کا روان تلک
 پونجی ہی اس مکان سے جولا مکان تلک
 آیا نہ بی طلب سگ بار استخوان تلک
 پونجی و مانع آج مرا آسمان تلک
 صد شکر کنگلی سر مر پونجی انسان تلک
 رخ پھیر دیکھ کہ جچی اوسکی سچان تلک
 کہہ دو ہمانہ امی مری استخوان تلک
 برگشتہ نصیب کے کہی کہاں تلک

گویا یہ نہ تو ایک احسان مجھ پہ ہے
 آنی دیا نہ بار کا شکوہ زبان تلک

شمع باگی دیکھ کر میری سید خاتون کا
 سا قیا جنت رنگین میں وہ مست
 تو عجب ہو تاکہ امن گل کی رو
 اس پر ہی چشم کی تعریف کا کہون
 سا قیا تو ماہی اور سا غری آفتا

دیکھ لی گر سوز دل اور جا پونے کا
 سرخ ہو جا اگر ہو سہ پونے کا رنگ
 میری خجکتیری دامن سے نہیں جانیکا
 ہو سیکہ مری سچے کہہ دایکا رنگ
 آسمانی چا اس کے میخانیکا رنگ

نغمہ رنگین کو سنکر مثل گل بنی ہر گون شر
 دامن گل کرو یا ہی دامن کو سار کو
 جسم رخ ایسا پہنا او نہی جو نہ نکا یا
 زردی رخ فی بنایا او سکو کشت نہ خفا
 ناقوانی بعد مردن بھی نہیں اکل موی
 کہیت میں کبر شیدوں جو دھتھان

چھار بازمین ایسا کھرگا بیکارنگ
 ابر سبکی کی ہم اشک برسانیکارنگ
 ہر گھر میں صاب بونگی کی ہی دھتھان
 ہنس میں ہن کہہ کر سب کبریا بیکارنگ
 زردی کہو ہمار گل کی چھایا بیکارنگ
 مسخ ہو جائیگا بس گئی ہی ہر دھتھان

مصع استاد گویا پڑتی ہن مستی میں ہم
 سبھی مینا کارنگ اور رخ چھایا بیکارنگ

ہی تری رخ سی آفتاب نخل
 جام پر ہنس رہا ہی ساغر لب
 ہنسنے میں جب وہ دانت دیکھ لھے
 دیکھتی ہی عرق عرق ہو جا
 جام سے اپنی منفعل ہے ماہ
 ہرق نامہ ہے بھیرا رہی
 کیون نہ انگاروں پر سد الوٹی
 سرنگوں ہے ہلال جو اسی ماہ
 یار کی دل سے دھو سکا نہ غبا

کھنک پاسی ہی ماہتاب نخل
 چشم سگون سی ہی شراب نخل
 ہو گیا گو ہر خوش اب نخل
 آگے او س گل کی ہو گلاب نخل
 مئی گلگون سے آفتاب نخل
 میری رونی سی ہی سحاب نخل
 دل سوزان سی کباب نخل
 ہی تری دیکھ کر رکاب نخل
 ہون میں امی دیدہ پر آب نخل

ای گویا کے مسلسل بیل
تجہ سے اسی شک گل گلاب نخل

رہتی ہیں پامال مثل سایہ دیوار ہم
رنگ اسی کستی میں آبی دین او سکون
ہو گئی ہیں گرچہ اک عالم کی نظر میں
کچھ پوچھو ہم جو اوٹھا شکر سحر میں
صورت مرگان جگہ اٹکھو یہ ہم خنجر کو
اپنی کشتے ڈوبیگی تلوار ہی گمان
کیون اب جا عصا مینا می ہو ہاتھ
جنگلی ہی خاک ہی بعد از فنا گیا
ہم تو کیا ہیں حشر عینی ہی دیکھیں لو کہیں
تیغ ابرو کا تصور دین لاسکتی نہیں
نالہ بردای گویا سنا یا چاہیے

تسبیہ بھی ہیں خاطر گرد و گرد و پر بار ہم
بند کر لیں تاتہ چشم ز گس بیار ہم
پر ہیں تیر خاطر نازک بہ ایتک بار ہم
سمجھے ہیں قند مکہ ریاض کی تکرار ہم
مثل ابرو منہ پہ کہا میں بیکر تلوار ہم
دیکھ کر مر جا بین گے وہ ابرو خدا ہم
یعنی چشم ست ساقی ہوئی بیمار ہم
وہ ہونڈتی پھرتی ہیں ایتک چڑ باز ہم
عین صحت ہے ہر دوں آنکھوں کی عین بیمار ہم
ہاتھ میں دیوانگی کس طرح دین تلوار ہم
یار کستا ہی سنیں گی درویش عار ہم

مری خون سرخ کر اور گھٹک نہی ہاتھوں رنگ حنا کی قسم

نہ اوٹھاؤ گناہ تلخی سی میں سر چھپی یار کمر گفٹ پاکی قسم

کہا لیلی فی تقدیر شام میں ہم ہمیں اپنی ہی مہر و وفا کی قسم

جو ہی قیس کو غم ہی بیان ہی اُم کو کہا میں دوبار افسار قسم

کہا لیلیٰ فی ناقہ جو چل شکایا ہی قیس کی بن ہی خدا کی قسم

یہ اوس کی ہی عشق کا جذب ہوا اوس وحشی بی سرو پا کی قسم

کہتے باغین گل کی کوٹ نظر رخ یار کی حسن صفا کی قسم

مری نظرو عین سمانہ ہی منہبل ترجمہ حلقہ زلف سا کی قسم

کہیں آ یا گویا نظر جو کہی کہا لیلیٰ فی باد صبا سے یہی

رہی حال چہ کہی قیس کی بن ہی اوس وحشی بی سرو پا کی قسم

تیری جگر میں آئی جو میری قصدا ہی باغ جانشین دیوانہ

کسی جور کا بہانی نہ ناز واداجھی تیری ہی ناز واداک کی قسم

تھی جہان عین عجیب ضیاع کی ہم کہ سہا کی تا دم زلیست آلم

ہمیں کر چکی کشتہ تیغ ستم تو وہ کماقی ہن جو رو جفا کی قسم

تہ جگر ہی حال تھا میرا برا جو وصال ہوا تو وصال ہوا

نہ تو میں ہی رہا نہ مرض رہا اوس عیسیٰ بیت شفا کی قسم

کہا بار فی دیکھی جو شرم مری زئی قمر کیو آنش اوسنی کہی

ہوں لجا کو یہ جتنی ہن سرو ہی مجھو اپنی ہی شرم جیا کی قسم

گرا مسکی کشتہ جب وہ ماہ لقا و ہن ساقی کی ہوش ہی نہ بجا

سبوتا تہ پیر معان کی گرا اوس مست کے نقش پا کی قسم

جو ہو نجد کی بن میں گذار گئی کانٹوں ہی جہنم نزار مرا

اکرو عضو ہر ایک فکار مرا تہیں قیس سے بہرہ یابی قسم

ہوا قیس کا جب چین میں گذر کہا شرط وفا ہی یہ باد سحر

کبھی دیکھو بون جانب بنبل ترجمہ لیلی کی زلف تان کی قسم

میں کیلا پڑا ہوا روتا ہوا کبھی منشی نہ خون کا قطرہ گرا

مری زخموں کے ساتھ نہ میرا دیا مجھی حجر کی شب کے جگا کی قسم

کبھی آج او سکا خیال ذرا مری نگاہ کے پریمین وہین چپا

نہیں کبھی کسی میں یہ شرم و حیا مجھی یاری شرم حیا کی قسم

کر مہلات وہ گل جو آکبھی لگی چپکی سی بلبل زار کو بھٹے

کبھی چپکی نہ کوئی چین میں لگی مجھی اوسکی وہین صدا کی قسم

جو چین میں ہلا غدار نہیں کسی گل پہ ذرا ہی بہار نہیں

کھین فغا بلبل زار نہیں مجھی جنبش بل و صبا کی قسم

دل مضطرب ہو کوئی میں ہو کو سیدی ہی بات تو تر چھی سنو

ایہہ سمجھو جو کعبہ ہی تم ہو تو مکروں کبھی عجب خدا کی قسم

شب ماہ ہی او چین کے فضائل نہ رہی اور ہی ٹھنڈی ہو

کوئی جام شراب دی گویا تھی ساقی ماہ نقا کی قسم

کیا رہی مایوسانہ چہر آتی ہیں ہم

بلبلو کی طرح چلائی ہیں ہم

کوچہ جانان میں جب جاتی ہیں ہم

بغین بی یار اگر جاتی ہیں ہم

شکل مرغان تیغ گو موند موثری
کیون نہ کہی جنگ ہی بہ غین صلح
مول لیتی ہین لڑائی یار سے
استقد ہم جنس نبی مقدار ہین
صید ہین پر کرتی رہتی ہین شکار
ہجر ہین جز غم نہ کہا یا ہمنی کچھ
یا داتا ہی جو وہ رنگین ادا
اگی اوس شمشاد قامت کے مار
نقش پاکی طرح مست کر پائمال
رشک سی شانہ نہ کیون صد جاگ
کہنچتا ہی جب کسی پر تیغ تو
بھاگ جائیں کیون اگی سی قرب
آتش غم سی تری امی شعلہ رو
مرگئی تھی آہ کس خوش چشم پر
اپنا غمخوارا بتو سمجھو تم ہمہ بین
جب تو آئی لائیں اوس عیسیٰ کا
اپنی رونکی حقیقت ای صبا

سکرو اپنی کوئی سر کا تی ہین ہم
لڑتی ہی انکہ اوسکے ملجائی ہین ہم
دیکھ دل انکھین لڑائی ہین ہم
لو جو تم نظر و نہیں مل جاتی ہین ہم
دام ہین صیاد کو لاتی ہین ہم
یار کہا نیکی قسم کہا تی ہین ہم
اشک خون آنکھوں نشی ساتی ہین ہم
بید کی مانند تھراتی ہین ہم
اہو او ظالم مٹی جاتی ہین ہم
ہاتھ سی زلف او کی سلجھاتی ہین ہم
قاتل اپنی سکرو پڑاتی ہین ہم
اپنی تیغ آہ چمکاتی ہین ہم
شمع سان ایتو جلی جاتی ہین ہم
آہو ون کی ٹھوکرین کہا تی ہین ہم
مد توں سی یار غم کہا تی ہین ہم
امی جل کیا تھک تو رسائی ہین ہم
کاغذ ابری پہ لکھواتی ہین ہم

جلد دنیا سے اوٹھالی اسی فلک
ایک خوش آتی نہیں تیری بغیر
خواب میں اک نور آتا ہے نظر
اور کچھ حاصل نہیں پر نام کو
کب بت مہر ولی پہچین گی قدم

چشم عالم سی گری جاتی ہیں ہم
لاکھ کلہیں دیکھو دیکھاتی ہیں ہم
یاد میں تیری جو سو جاتی ہیں ہم
عاشقو نہیں تیری کھلاتی ہیں ہم
برج میں کب ہاتھ دیکھاتی ہیں ہم

جب مئی حشر ہو گئی گویا ہمیں
شہر وحشی روٹ پڑ ہواتی ہیں ہم

جاتی ہیں یا اوسکو بلواتی ہیں ہم
بل تیری ہونہر کاتی ہیں ہم
اسی بت کا فرو تو نکلا سنگدل
کاہ سان اوڑتی ہیں فرط ضعف
اسی غم و لدار سینی سے بجا
پیشوائی کی لیے اسی غزال
وہ پر ہی پہنائی گرز خیز لطف
ایک ہی غمخوار بہ کہتا نہیں
ان جفا کاروں کو کہتی ہیں غمزہ
گفتگو کرتی ہیں وصل یار کی

دیکھو یہ کہ کہ کی بھلاتی ہیں ہم
شام کو اب صبح دیکھاتی ہیں ہم
دل لگا کر تخت پختائی ہیں ہم
باؤ کی بھی ٹھوکرین کھاتی ہیں ہم
ہجر میں لہجہ ہی بھلاتی ہیں ہم
کسکی آنکھیں کہہ کاتی ہیں ہم
تو ابھی دیوانی بن جاتی ہیں ہم
روٹو اوسکو بھی آتی ہیں ہم
دشمنوں کو دوست کھلاتی ہیں ہم
بھڑکے کہتی ہیں کہ کیا گاتی ہیں ہم

کہا کی بل کہتا ہی وہ موہی کمر
 تیرے مرگان اوسکا پھر یاد آگیا
 تار ثابت حبیب دامن میں نہیں
 انگہ مجھ سے پہر کہ کہتا ہی وہ
 تالو پوچی وہ اپنی تیغ سے
 بھر کی شب ہکونیندا آئی نہیں
 تو فی نظرون سی گرایا کیا ہیں
 نام لکھ لکھ کہ ترا وصلی پہ روز
 سامنی آتا ہی جو یوسف حال
 ایسی خوش آئی ہی از خود رنگی
 یہ غدا لکھی تھی کیا تقدیر میں
 بھیجتے ہیں خط پہ خط او شخصو
 درد سر کی بہ ملی ہم کو دوا
 دیکھ آتا ہی جو روسے بار کو

گدی سو ٹکوپچ سکھاتی ہیں ہم
 پھر کمان کی طرح جلاتی ہیں ہم
 امی جنون تیری قسم کہاتی ہیں ہم
 گردن ایا م دکھلاتی ہیں ہم
 زخم دامن اوروں کہلاتی ہیں ہم
 زلف شگون کی قسم کہاتی ہیں ہم
 سکی زلفوں کی گری جاتی ہیں ہم
 جگر میں یوں دکھو بھلاتی ہیں ہم
 اوسکی ہاتھوں مفت کین جاتی ہیں ہم
 آپ میں برسوں نہیں آتی ہیں ہم
 کیوں فلک ان ٹھوکر کین جاتی ہیں ہم
 گھوڑی اب کاغذ کی دوڑتی ہیں ہم
 سر تری چو کھٹ کے تکرانی ہیں ہم
 پاؤں اوسکی چو منی جاتی ہیں ہم

سر و بال دوش ہی گویا کو اب

تیری پاؤں کی قسم کہاتی ہیں ہم

بھول جانا یاد دلوانی ہیں ہم

اوسکو غفلت پیشہ کہ آتی ہیں ہم

بن تری جب مانع کو جانی ہیں ہم
 دل ہی آئینہ وہ ہی پر تو فکرن
 بیکاری سی گرا دیتی ہیں برق
 محفل عالم میں ہم مانند شمع
 یاد آتی ہیں لب شیریں تری
 کہینچھے رہتی ہیں لیلیٰ کی شبیہ
 ممکن ہو سکی ساتھ اگر سونا نہیں
 ہجر ساقی میں کمان ہی منکشف
 خاکساری ایسی خوش آتی ہیں
 حاملان عرش کو بتی ہیں مجھے
 زندہ جاوید ہو جاتی ہیں پھر
 دیکھتی ہیں ہر مقید میں تجھے
 ناتوانی یاں پر پرواز ہے
 یاد آتی ہیں جو بارانِ عباد
 رہتی ہی یاں بخود ہی آٹھوں
 ترک مطلب نے کیا ہی بی نیاز
 یہ جہان ہی کشتی بھر فنا

داغ تازہ دل پہلی آتی ہیں ہم
 بار کو آغوش میں پانی ہیں ہم
 منہ اگر رو رو کی برساتی ہیں ہم
 ہیں کھڑی لیکن جلتے ہیں ہم
 زہر مٹھا ہجر میں کھاتی ہیں ہم
 یوں دل مجھ کو بھلاتی ہیں ہم
 پاؤں اب دفن میں پہلاتی ہیں ہم
 بھر کی اشک نامہ نہیں بی جاتی ہیں ہم
 پیر میں مٹی میں نگہ آتی ہیں ہم
 تیری ہونک جلی جاتی ہیں ہم
 پہلی مرنی سی جو مر جاتی ہیں ہم
 اور کو بھلق نہیں پاتی ہیں ہم
 رنگ رخ کی ساتھ اڑ جاتی ہیں ہم
 شہر خاموشا نہیں جلاتی ہیں ہم
 اب بلا وہی تو کب آتی ہیں ہم
 ماتہ کہنچا پاؤں پہلاتی ہیں ہم
 بیٹی ہیں نسکین جلی جاتی ہیں ہم

مرنگیو بھی لوگ کہتی ہیں صدا
 ضعف سی صابر ہیں کہتی ہیں لوگ
 گہری کیونکر نکھیں فرطِ ضعف
 قبر پر اوسنی کہا آؤں گا میں
 دیکھیں اب شامِ غربت کیا دگا
 ضعف سی رہتا اب باؤں پر
 زردی رخ سی ہیں کشتِ عجز

گر سچ ہی تو مر جاتی ہیں ہم
 مغت میں ابوب کہلاتی ہیں ہم
 بیت کی مضمون کہلاتی ہیں ہم
 اس قمع پر موی جاتی ہیں ہم
 رخصت ای صبح وطن جاتی ہیں ہم
 آپ اپنی ٹھوکرین کہاتی ہیں ہم
 جا ہی گریہ ہی ہنس جاتی ہیں ہم

بارِ عصیان سر پہی گویا بہت
 کیا اوتھا میں سر جھکی جاتی ہیں ہم

بی سوا صبر کی دولت اگر پیدا کرو
 میں تو کل سی شکستہ کی اگر پیدا کرو
 مقتضا طبعیت صفا فی باغِ دہر میں
 عشق پر خوردار چاہو کہ پہل ہو ہی
 تب اہل دل کی جو کسو مہر ہو دماغ
 بروی ان ای دل جو دائم برزہ دہن
 سنگِ آئینہ گبارنی سی عالم کی بہت
 متحیر ہوئی کی لذت تب حاصل ہو دلا

مثل کل بی ہمت مخلوق پیدا کرو
 خاکِ حشر آقا نعت شکستہ پیدا کرو
 رابطہ مثل صبا با خشک تم پیدا کرو
 پہلے آہ و شکستے نخل و ثمر پیدا کرو
 جستجو مثل صبا جب بدر پیدا کرو
 بقدرِ عین اپنا ہم سفر پیدا کرو
 بیدار کچھ نہ شاخ بی ثمر پیدا کرو
 پہلے جب کیفیتِ شیر و شکستہ پیدا کرو

پہاڑ کی سی برائے شتم و بھون جو
 محکمو فارغ کر دیا جرت اوسکی دیکھ
 گرنہو ہم خزانِ لہن نہ آئید بہار
 مانہ پونجی رنج بانِ احت نہیں ہو کئی
 راہ می بکی کہی ہر قدم پڑنی نہ پائی
 دل کہی خوفِ ندامت کے جو ہوئی شکید
 خوفِ عصیان اگر برساؤن شکل
 محکوبی بر گیسلی آسائیں باغ و دہرین

پھر لگاؤن اترے کئی کھنڈ پیدا کروں
 خود وہ پردہ ہو جوین فنِ نظر پیدا کروں
 پھر تو نخلِ امید سے شمرید اکروں
 کس کے شاخ تاک سان ایل شمرید اکروں
 منزلِ مقصود یہ رہے بگذرید اکروں
 اوسکی ہر قطر سے میں سنو گویا اکروں
 نو تو نخلِ خشک کئی میں شمرید اکروں
 سنگ ہی میں چینِ نخلِ رو پیدا کروں

اس غزل فی ذائقہ دلکو نہ بخشا اوس قدر
 اور نخلِ فکر میں گویا شمرید اکروں

آہ میں جبر کی شب میں شمرید اکروں
 نخلِ تم ہو کہی گریں شجر پیدا کروں
 وصفِ تیغ یا کو طرزِ گریہ پیدا کروں
 یا نخلِ قامتِ جانان میں گر رکھوں قدم
 مد تو کج بان صبا کا بھی گزرتا نہیں
 چو شمعِ صبر پہ پونجی کہ از خود قوتِ شجا
 آشنائی تب ہو مڑگان دراز بار سے

دامنِ شب گریبان شمرید اکروں
 پہل جی تلوار کا جوین شمرید اکروں
 اک زبانِ مثلِ سنانِ آلا شمرید اکروں
 تو گم کی طرح پتھر میں شجر پیدا کروں
 خاک کا اپنی کسی مین با شمرید اکروں
 اتر میں مثلِ سبزو گریہ پیدا کروں
 جا ہی ہو ہر عضو جی شب شمرید اکروں

تاو کہ مگر کاٹا او سکی تب بدی ہو کر
 میری تربت پر اگر قاتل قدم نہ بکھری
 باغ عالم میں اگر پیوند الفت ہو کر
 ہوئی سنجہ کی طرح پرواز میری فلک
 طالع و اثر و ک دولت اندون حال
 کہیں بھی ہر چرخ شکر مجھ پہ تیغ آفتاب
 سرب جان بھوساں انگوٹھ نہاں ہو گیا
 یار تک کب اور کی جانی دیکھ بخت ناسا

خداوند پروردگار ہر روز
 زریہ پائش قدم کی بدلی سپید کروں
 تو تو شاخ بیکہ ہی میں شمرید کروں
 پر تو خوشید گریہ بال و پرید کروں
 عیب جاتی ہیں میں جتنی خبرید کروں
 صورت شبنم جو اوس گلشن میں گھرید کروں
 اپنی یوسف کے کسان میں خبرید کروں
 خود بخود کت جا میں گن میں بال پرید کروں

ہوں جو ای گویا اسی بحر میں غم طرد
 بی بہا اس بحر میں کیا کیا گھرید کروں

ہوں وہ بلبل جا ہوں میں گلشن پیدا
 تیغ ابرو کی ترسی مضمون گھرید کروں
 آہ بی تاثیر میں گر کچھ اثرید کروں
 ہوں ہ گریان بعد مردن بیکہ خبر
 خود بخود جلنی لگیں وہ انسان ای شمع و
 خط اگر لکھوں کہی میں اپنی شکر یاد کو
 خنجر غم سی کروں سینے کو اپنی خاک چا

صوت طائوس اپنی بال و پرید کروں
 اپنی ہر مصرع میں سیفی کا اثرید کروں
 گھر میں مٹی مٹی بٹھی او حکم لکھیں گھرید کروں
 سنبہ ترک عوض مڑگان ترید کروں
 گر وہ پھرنی کی لی گریہ بال و پرید کروں
 بیضہ گردون مرغ نامہ پرید کروں
 یاد میں اوس ایک کی لاکھ پرید کروں

اس کی ہر سانس کے تھرکڑ میں
 بغض مینا اوسے ہرگز نہ آئی بھول کر
 ہو کر ہمراہ جاؤ نہیں جد ہر خانہ بدوش
 وہ نہ اپنا ہو گا کر سکاٹ کر کھدی فی
 یہ فوراً آتش غم فی دیا شعلہ مینا
 بچتی پہنا کر پناؤن موتیوں کا پاراوسے
 یار اگر عیسیٰ بنے بیمار ہو جاؤن ایسے
 کیوں اٹھاؤن فرقہ جانکی صدر انجم
 مین یون اور ہو خیالی اوسکے دہاننگ کا
 تھک چکا کروں خط زہار مجھوں نے لکھا

مین جو نخل آرزو نہیں خرید اکرون
 نقش کھیل طرح کر گیتی ہی گہر پیدا کرو
 چاہی ہی صورت آئینہ گہر پیدا کرو
 پاؤن بڑا کر کس لیے اب دوسرے پیدا کرو
 آگ لگ اٹھی اگر مین بال خرید اکرون
 نخل قندیار مین برگ خرید اکرون
 وہ اگر صندل لگائی دوسرے پیدا کرو
 شام ہی حالت شمع محمد اکرون
 ولین میں ایسا مکان چھ خرید اکرون
 اب بتاؤشت کہاں ہے مسافر پیدا کرو

اوس پر کسی صورت سایہ نہوں کو یا جدا
 اس کی بیخنی مین اتنا تو اثر پیدا کروں

و چشمہ ہر سے جسم نگاہ کرتی مین
 جو ہم کہی جو فرقہ مین آہ کرتی مین
 نہ یہ اوانہ کہ شمعہ دست و پا نہ مین
 گواہی بگاہر اک عضو بر ملا اکدن
 لکنا مین اک بروں شکر زلف کا صوف

کسے چاہے کہو بھی شکستہ کرتی مین
 تو ساکنان فلک کو گواہ کرتی مین
 برابر ہی تری کہ مہر و ماہ کرتی مین
 چپا چپا کی عجب ہم گناہ کرتی مین
 پس اب حوالہ ابر سیاہ کرتی مین نہ

سفر وطن میں ہمیشہ ہی لڑبا یون
فلکسینی پھیری گو مہرو ماہ کی ستار

اگر کس میں بھی زمین رد لینا کر تین
نکاح کی پھر سنل کلاہ کر لی تین

وہ عین عری پر آتی ہیں آج اسی گویا
ہم اپنی آنکھوں کو اب فرشتہ راہ کر تی ہیں

موندہ ڈھانکے میں جو رو رہا ہوں
کیا ہجر میں نا توان ہوا ہوں
تیری ہی نہ ہو کسی میں پانی
بلبل ہی چمن میں ایک ہم درد
آئینہ ہی جسم صاف اوس کا
گستا ہی بہ شتری فلک پر
رخسار وہ رکھ کی سو گیا تھا
خط لکھ کی جو ہی تلاش قاصد
مہرجان کہی دیکھ دیکھ وہ ہاتھ
اتنی تو جفا میں کر نہ ای بُت
اب تو جھی غیب دان کہیں سب

اک پردہ نشین کا مبتلا ہوں
تنگنا نہ اوٹھی وہ کمر با ہوں
سارے پہو لون کو سو گستا ہوں
میں بھی کسی گل کا مبتلا ہوں
کیونکر نہ کہی میں خود نما ہوں
یوسف تیری ہاتھ میں بکا ہوں
گل تکمیل کو روز سو گستا ہوں
مانند قلم میں بھر رہا ہوں
رہنمائی کی طرح میں پس گیا ہوں
آخر میں بندہ خدا ہوں
میں سے کمر کو نہ بچتا ہوں

گویا ہوں وقت کا سلیمان
پریون ہی پہ حکم کر رہا ہوں

ثانی تر اگوئی نہیں حسن و جمال میں
 خال سیاہ یار جو دیکھیں تو ہون نخل
 آنکھوں میں چار کمر کس انسان خیال
 چلنے میں باپی باری آتی ہی بد صدا
 دھڑکاشب فراق کا دل سی نہ جاگتا
 تہا دل میں بوسہ اک خط جان کا ہے
 دل نے جو عشق لے لے میں صدا دہائی
 دیکھیں سو کہ سی ہم آغوش ہو جے
 دیکھی اگر تری لب جان بخش سی مثال

سو جاکے قبضی میں کمرن جانڈ پلہ
 ٹھہرن نہ پتلیاں کہی چشم غزال میں
 آتی نہیں قسمتی ہی اپنی خیال میں
 نسبت نہیں دو کو کہ چہ چاٹ لال میں
 ہو جا لگا وصال ہمارا وصال میں
 کاٹھی سی بڑ گئی ہون بان وصال میں
 لاکھوں ہی بال بڑ گئی ہون اسفان میں
 ہی کیا خیال اس دن نکل خیال میں
 طر جانی جان لال کی مانند لال میں

اسیام میں مثل آئینہ آتا ہے روزِ نظر
 اگو یا وہ بی مثال ہی حسن و جمال میں

شبِ سال میں کیا یاد دو چاہو نہیں
 نہ منع کر مجھے سوچے امی گلِ خونے
 اگر خیال تھی صید افغانی کا ہے
 سیاہ کیوں نہ مگر نقش یا ہون مثلِ قلم
 یہ مگر ہی تری صورت کو دیکھنی دو لگا
 یہ کہ سکے کانکے بالی کی مجھ کو دیکھی ہے

رہا فراق میں جیتا سو سزا ہو نہیں
 جہن ہی کو چہ ترا اور نو بہار ہو نہیں
 لگا دی تیرا دہرِ مہفت کا شکار ہو نہیں
 طریقِ عشق میں کیسا سیاہ کار ہو نہیں
 پڑو لگا غم کی آنکھوں میں دُعا ہو نہیں
 مثال (ماہر) رہا آبِ بقدر ہو نہیں

عوثر صبا کی بناؤں سحاب کو قاصد
 ہوا میں خاک کہ درت نمٹ سکی و
 جو سے تیغ جہاز نشی جھمسی موندہ ہوڑ
 جوں ڈرین کے نازک مزاجی پر پتھر
 نگین کی طرح سے ہر چند دل نگار ہوں
 نہ کس طرح ہو بہلا مجھ سی بار کو نصرت
 برنگ برق تجلی ہر دی طور جان
 ہر ایک حضور مناسک چشم مینا ہی
 اسی آفتاب قیامت نگاہ کم سی ندیکہ
 سخن کے میر جو سن کے ہی کٹا جاتا
 ہنسے جو زرد جھبی دیکھی غصہ ان کی طرح
 جو محک جو خاہی او سکی گلی میں ڈالا ہار
 بہا نہ سنا مہوش سی ہی لپٹی کا
 نجائی بعد فنا خاک سی بھی بیتابی
 دل داغ مرا حانتی ہی کیا بلبل
 یقین سے دل جو بھی پانی پانی ہو
 ہر ایک داغ ہی گل اور آہ سر سیم

مطلع

کہ آج برق کی مانند بقیار ہوں
 نہ جھمسی صاف ہو آئینہ وہ غبار ہوں
 تو پہلی وار میں دریا غم سی بار ہوں
 لگا میں پھول جو لڑکی سنگسار ہوں
 پر اپنی بار کی ہاتھوں کے نام وار ہوں
 جو رنگ عاری ہو سکا بھی رنگ عار ہوں
 کسیکو نور ہوں اور کسیکو نار ہوں
 تو دیکھ لی تہن چشم انتظار ہوں
 جلا دون دامن محشر کو وہ شرار ہوں
 مگر عدو کی یسی تیغ آبدار ہوں
 خزان میں گلشن ایجاد کی بہار ہوں
 نہ کیونکر اوس گل کے گلے کا ہار ہوں
 نہیں ہوں نشے میں بہوش شہا ہوں
 مردن تو شبہ ساعت کا پھر غبار ہوں
 نہ اول جہون دامن گل گہی خار ہوں
 جو کیر پاؤں پر سر کہہ کی شکبار ہوں
 وہ غزلیب ہوں گلشن کا یادگار ہوں

تو اپنی آجائید گھر سے کو گر کہے گلزار

بالا کہنی لگی اس چمن کا خار نہیں

اور تو دیکھو گویا نی گل کہلائی ہیں کیا

ہجوم داغ سی کہتا ہی لالہ زار ہو نہیں

داغ اور ہی پاتی ہیں ان جبینوں نہیں

خیال کف ہی یوں عاشقوں کی سینوں نہیں

کمال حسن کی چرخ ان جبینوں نہیں

قسم خدا کی نظارہ کر میں خدائی کا

ہمارے ماہ کو یہ زارہوں کی سجد کی

بتوں دو ہیں اب کیا خدا کی قدرت کے

خوشی کا روز ہی اب تو گلے لپٹنی دو

اس ایک حال پہ اسی ماہ تو نہ ہو مغرور

جو ماہ شام کو نکلی تو صبح کو خور

کیا ہی سہ سارا جو ایک سرش کا

خط عذار کا مضمون جو بندہ کیا ہم

نہار دی بھی گردش فلک فی مین بھرا

بھمایا شمع کو فانوس مین لگا دی

کہ تو نہ ہو مگر آواز بھرا

یہ ماہ وہ ہیں نظر ان میں جو مبینوں نہیں

کہ جسے سانپ چون مٹی ہوئی خوں نہیں

ہیں آفتاب عذار و نہیں مہ جبینوں میں

لگا لیں میرا دل جو دور مبینوں میں

سنا کر بنگالی گنتی جو نہی جبینوں نہیں

کہی ہو تہی کہ ہم بھی تہی ہم نشینوں نہیں

نظر مٹی ہوئے عیدان مبینوں میں

ہزاروں داغ ہیں ان عاشقوں کی سینوں نہیں

ہی اتفاق نہیں دیکھو جبینوں نہیں

ہی آسمان کے شعرا کی زمینوں نہیں

وہ تنکی چچی لگی تہی جو نکتہ جبینوں نہیں

یہی تو فرق ہی ہزاروں اور کہیں نہیں

کلا نیان جو تیر دیکھیں مبینوں نہیں

کہ تو نہ ہو مگر آواز بھرا

نحال سنا سہوش بزرگ گل مرغ
 ادا ہو شکر ترا کس طرح زبانوں کے
 جو میر ماہ کو ہو فوق شہسوار کا
 کہو نہیں کیوں گل اندام ان حسنین کو
 ان کیوں ہو جام ہمارا بزرگ ساغر ماہ

نرا کہ تو غنچہ روشن طہ استثنیٰ نہیں
 سمائی نام ترا کیونکہ ان گیسو نہیں
 رکابین ہالہ کی لگاؤں یونہی نہیں
 گلاب کیسی کچھ آتی ہی بوسپین نہیں
 ہی آفتاب نہاں اپنی آگینو نہیں

ہوں بادشاہ سخن کو فقیہ ہوں گویا
 مرا اجارہ ہی اشعار کی زمینوں میں

کیونکہ نہ خوش ہوں سراپا کا کی داز
 چاہا بہت ولی نہ مواجہ بیا رہیں
 موباف سنج کیوں نہو گیسوی یار
 موباف ہی کنار یکازلف نگار میں
 راحت کے ساتھ رنج بھی ہی نگار میں
 پنهان ہوا ہی خال خط مشکبار میں
 مر جاؤ نگا خیال رخ وزلف یار میں
 لپٹی ہی چوٹی بار کی پھونکنی ہار میں
 آؤں نہ آپ میں جو وہ آئی کن میں
 سبزہ تک اپنی قبر کا خواب رہ گیا

کیا پہل لگا ہی نخل تنہا می بار میں
 محبوب کیا اجل بھی نہیں اختیار میں
 شبنون یعنی لاتی ہیں شہا می تار میں
 یارب کو ندتی ہی یہ ابرہا میں
 ہنسے پگل کی روتی ہی شبنم ہار میں
 رلتا نہیں دھو پھر ہی ناؤ تار میں
 آجائگی اجل اسی سبیل ہزار میں
 سحر گل کھلائی ہیں فصل ہار میں
 کہوں میں اپنی طرح اداسی نظر میں
 ہر جگہ کو نہ آئی نہ اکدم مزار میں

او برقی طور تا به لجا لمن تر لیا
جایکین کب آشنا تر می در یاکی سیر کو
یمنه کسنه اکی قبر به بی جین کردیا
آیا بی خواب بهی شب و عده اگر میوز
خاک جین سی کیا بی مرا کا لب بنایا
بعد از فنا بهی حسن پرستی کا م
آنسو بهاون انگهون او سکو لگا کی مز
کیون سکه بولتا نهین بکلا بی متو خط
رونی مین بادگو هر دند ان مین لادن
کیسی به لعل لب خط مشکین مین مکیکه
فرهاد کی به انگهین مین شیر کو به پوچ
موتو سچی چرخ اس گنهین کجرو مین
جنگه بن نهین به جلوه نماش کو به هشتا
توس کج سانه و ورون جومین منع کد نو
پچولو کشا بارین گیا بی موتو نکا بار
نفرت به ان گلو نکو بی مر نیکی به
گیسو کو او سکی کچه نهین پروا نقد

بتهر انگهین مین انگهین مین خط مین
اشک به روان کجی رکتی مین یا کن مین
کیا سور تھی جین کج مزار مین
انگهین کملی ہی مین مین نظر مین
داعوان کج کل جو کملتی مین فصل بهار مین
آینه سان صفائی سنگ مزار مین
موتی پروون یاری کی بھولو کن بار مین
دروازه بند باغ کامت کد بهار مین
موتی بھری مین شل صد یان کن مین
پیدا ہو کا لعل بخشان تار مین
ابدل غزال بھرتی نهین کج بهار مین
سج یون راستی نهین رفتار مین
چشم فلک سفید موتی انتظار مین
ظالم عنان صبر نهین اختیار مین
ایسا خوشی سی بھول گیا دست یار مین
ہوتا نهین ہی گل مین شمع مزار مین
یہ مالہ ہی جبر ہی سبک چشم مار مین

دستی ہی ناتوانی اگر حصت چمن
کرتا ہی کوئی ترک ولایت و بازیان
پسی گاستخوان اثر ضطرب دل
باغ جهان بن عشقے فرست چمن
کس ناوشے رات ہم آغوش ہم چمن
مثل سنایی غیر کی مائتوں مہر ہمار
آتا ہی جب تن میں مہر جان آتی ہی
التدری صفائی رخ بار و کھن
اپنی گلی کی ہار کی گروہ چڑھا چمن
گر پیشوئی خلق ہی زارہ تو کیا ہوا
مضمون تری مکر کا ہی کیا آج بندہ
جوڑتی ہیں جسکے پھول جو کرتا ہی
قاصد تو جسکے گدی نگذرتی چمن
تکوار لی جو دانہ میں نجائی شاخ گل
بر کسنی آگے قبر کو روندی ہاپتون
بعد از فنا ہی خواہش ویدار بار
جبات ہوتی ہی نوسنگر نکلتی ہیں

پہنستا ہوں ام موج شہیم ہار میں
و نہا برے کا بہر نہیں چشم ہار میں
عالم اب سیا کا ہی سنگ مزار میں
لبز جام عوی گل کا ہمار میں
عالم ہال کا ہی ہمار کنار میں
سرسبز اگر چہ ہوں چمن و زگار میں
جانی میں مثل عمر نہیں اختیار میں
حیران آئینہ کف آئینہ دار میں
پہولانہ پھر سماؤں میں گنج مزار میں
تبیح کا امام نہیں کشتار میں
عقبا ہنسنا آنکی دائم شکار میں
بجسائیں گل چمن بو زگار میں
لکھا جو نامہ یار نے خطِ عبارت میں
سوسن کا پہول ہو سپریت یار میں
آتی ہی بوی گل مری خاک مزار میں
روزن کوئی ضرور ہی مہر مزار میں
افشان ضرور چاہتی لب یار میں

کسکو بہہ ہوش ہے جو کرمی چاک جب کے
 فرمایا ایش اپنی دیکھنی و الو نہ کرتی مین
 پاؤں اپنی آنگلی صحرا میں بھی ہمار
 واجب ہی اب تیغ سی کہ لچھی وضو
 دریا میں و سکی تیر مڑہ کا چر جو عکس
 آیا کہہنی یار نہ آیا مین آب مین
 نامور پر گئی تیری انتہ کی شک سے
 کہا کہا کی گل موان ہو جو مین میر خاک
 آتی ہی فصل گل مجھی جو شرجون
 کرتی ہی صاف آیت کو خاک دیکھ
 رکھتی نہیں غرور وہ پاؤں خوش
 بتلاؤن کیا وہ کیسی ہی آرام کی
 اپنی مواندین ہی کوئی اپنا آشنا

باہر ہون اپنی جامی فصل بہا میں
 انگلی کی آدور ہون کے پہلو کی ہار
 پمالی ہمار پھول پر یونگ خا میں
 سجدہ جو کیچی خم ابروی یار مین
 سوراخ ہو ہر اک گہرا بار مین
 اپنی اور اسکی شکو کی تظار مین
 روزن نہیں مین یہ گہرا بار مین
 طاموس بنتی مین چمن وزگار مین
 زنجیر درسی باغ کی باند ہو بہا مین
 جو نہ پوچھ جو مین ہر اک خاکسار مین
 چلتی مین سر کی بل جو رہ کوئی یار مین
 سو جائیں پاؤں جاؤں اگر کوئی یار مین
 دریا کی طرح آپ مین اپنی کنار مین

اگو یا کہی ہی پس کہنی تظار یار
 کہا کہا مین رنج زندگی مستعار مین

ایک بل مین دو بجا مین گھر سکرو
 ٹیکشوی ایک مینا اور ساغر سکرو

روز و کلا تا طوفان بہہ ہر سکرو
 قوت مین کہا مین داغ دلہر سکرو

فتنے برپا ہوتی ہیں ہر قدم پر سیکڑوں
 اپنی رونی کی بہن لکھنی ہیں فتنہ سیکڑوں
 واہ کہ دیوانگی اک طوق ہی بہا نہیں
 حال خوب ثروت کہد تیا ہونہ بہ صاف
 دیکھو تاشیر عشق نشترِ مرغان یا
 جنگلی و سپ بانیں شکرِ قاتل کی لہی
 گر چار قتل کی مضمون کا وہ نام لکھے
 روئیں کہ اگر خیال گوہرِ زندان میں
 یار کا چلنا نہیں تلوار کی جلیبی سے
 میں فہ کیل ہوں کہ بوی گل مری آواز
 وہ پریر و شاید اپنا آپ دیوانہ ہوا
 ہوں وہ دیوانہ کہ میری آہیں بچھڑے
 خط تجھی بھی نہیں ہمیں بہلاؤ گسٹے
 بس نگار و سپ مرغِ نامہ بر کو کر کی ڈاک
 ایک دم لٹیا جو وہ جان نرا کتہ کھٹا
 اوس کہ گن گن کے چھلی دیکھیں ہی جب
 دیکھو اندر طولِ استانِ شہستان

دم بدم دکھلا رہا بارِ محشر سیکڑوں
 امی صبا طیار کر موج کی مسطر سیکڑوں
 گرچہ وہ شکر پر پہنی ہی نیو سیکڑوں
 ہوں آئینہ کہ جس کے ہیں مکہ سیکڑوں
 جامی ہو پیدا ہو ہیں تن پوش سیکڑوں
 رگہی جو ٹوٹ کر زخموں میں خنجر سیکڑوں
 بیضہ فولاد نکلیں کہو تر سیکڑوں
 ڈوب جائیں آبِ گوہر میں شام سیکڑوں
 گدلی ہیں اشکی سر ہر قدم پر سیکڑوں
 ہوتی ہیں آواز میری معطر سیکڑوں
 طوق سونکی بناتی ہیں جو زر گر سیکڑوں
 عشق مقناط بس ان کہتی ہیں پتھر سیکڑوں
 تیری دیوار و نہ پٹی ہیں کہو تر سیکڑوں
 اور تی ہیں تہک سہاگ کو چین سیکڑوں
 پڑ گئی تن پر نشانِ تارِ ستر سیکڑوں
 جھلیاں مڑیں ہیں دریا کھل سیکڑوں
 ایک خط لکھنا لکھ جاتا ہوں فتنہ سیکڑوں

عارض صاف اور غبارِ خطِ بہتابی
 مثلِ قنطاریں گزِ طوقِ کچشتی نہیں
 ہون و آوارہ بہرِ ساتھ مجنونِ خیل
 مژدہ کا خوش آنِ زون بہت خوش
 آنی و عیبی گر تو رنگِ مابی کی طرح
 فکرِ بہتی ہی کسی سروسی وصف کے
 چاہ میں دسکی گراویتی کنوین میں آکھو
 نقشِ حبِ لکھواکی پہنے او سن کی عشقین
 مثلِ طفلانِ حشون کے ضد ہی جھنجھو

صاف مجھ سے ایکدو میں اور کدو سیکڑوں
 ہو گئی میر گلی کی پتھر سیکڑوں
 دشت میں وہ رہی مہربانی تمہارے سیکڑوں
 خود گریبانِ خاکِ پھرنی میں نوکر سیکڑوں
 ترچوں کے سخاوتِ دوڑیں کھلے سیکڑوں
 راندن مولیٰ پہ مہتی میں چنور سیکڑوں
 میری یوسف کے اگر مہوتی برادر سیکڑوں
 خاتمِ عامل کو بھی جنکوائی میں گھر سیکڑوں
 گر طلبِ منہ کی کریں ہر سا پتھر سیکڑوں

بندہ ساقی کوثر ہون میں گویا وقتِ نزع
 لائینگے بھر بھر کی حورین جامِ کوثر سیکڑوں

تو نہیں آگے آنکھوں کی تو دلِ خرم نہیں
 بن کر فروس میں دلِ مرا خرم نہیں
 میں مردن بیکار کی تورا کہ نہیں
 مثلِ ساغرِ لب ہی لہا بہت لاد ساہیا
 دل پریشان ہو گیا او کی پریشانی ہی
 قتل کر کی محلو کیا وہ سرِ حکا ہی شرم

جنشِ فرکانِ کعبِ فسوس کے کچھ کم نہیں
 نخلِ طوبی نخلِ مائیم بھی کچھ کم نہیں
 سنگِ فین ہی جا را آسیا کم نہیں
 جامِ ہی شیشہ میں کوئی نام نہیں
 دو جہانِ برہم میں زلفِ دو بارہم نہیں
 اس قدر کہ جس کے تیج میں خرم نہیں

۱۲۲
 وہ سلیمان ہوں کہی ملک جنوں نگین
 مر گیا جب میں تو آیا قبر پر وہ سہم
 اودل نادان کھنٹی ہن ہن ہن ہن ہن
 پر گیا ہی دل کسی محبوب گندہ گندہ
 مر گیا ہن ہن ہن ہن ہن ہن ہن ہن
 کیون ہوں سنگوں میں کی ابرو دیکھ
 اوسنے کوچے سے نکلا یا ہن ہن ہن
 بھر میں اس گل کی ہر گل گریبان چاک
 ہن ہن ہن ہن ہن ہن ہن ہن ہن ہن
 یا کی صورت کو رضوان دیکھ کہ کنی لگا
 نام کہد و ایا سلیمانی نگین پر بارے
 قید میں رہا ہی جو اکا ہ کفنا کفنا
 آہ وہ کبھی کہ جسکے ساندہ سخت لہن ہن
 تو لب و دندان دکھلا بھیگا تو کیا ہو گیا

حلقہ خاتم سی پناطوق گردن کم ہن
 خاک ہو جانا دلا اکسیری کچھ کم ہن
 کون کتنا ہی لب شیرین میں وکی ہن
 گردن اپنی بخت کے کچھ سیاسی کم ہن
 دم بختا ہی وہ اسکو ہائی جودہ میں ہن
 سانس کبھی کی کہی کس کس گردن ہن
 جودہ جوتے نکالا جا وہ آدم ہن
 چشم ز گس میں کس آئینہ قطرہ شبنم ہن
 گری ہی ہی شور قلقل دیکھنا بھر ہن
 بچ تو ہی بہادری حور سی کچھ کم ہن
 دیکھ لینا اب کہ گیا کیا سلیمان ہن
 چاند کی لہکی زنجیر و نکی حلقی کم ہن
 تانہ کوئی یہ کہی اس خیر میں ہن
 کیا کسی گلبرگ تر پر ہی کچھ شبنم ہن

	دیکھتا ہوں میں امی گویا میں جلو یار کا	
	کون سے دلتی کو کہی تیرا عظم نہیں	
موند پھیر کر وہ اپنی لہن سنواری ہن	ایہی تہرون پر سرودی مارتی ہن	

باتون ہی باتون قتل فی موت مارتی ہین
 سانی کی لہر فون پر دل اپنا وار تہی ہین
 دل ہی دیا بتو نکو تپتر سمجھی اپنا
 بجلی چک رہی کالی گٹھائی جھالی
 وہ مست من گریں جاتا ہوں ہم سے
 بازی سچ اپنی اگی قاتل کی تیغ بازی
 پھر یاد آگیا ہی لطف قمار لہفت
 کرتی ہین چاندیکا مہر و گھمان اوپر
 کچھ دو جواب تم بھی شیر کی زبان سے
 ہی اب عزیز ہمو خال غدار جانان
 و کسی اوسکی سنگ سی بعد از فنا ہی
 آنکھیں دیکھا کی کسنی دیوانہ کر دیاری
 ہم سب جانتی ہین دیوانہ اوس کی کیا
 کیا ہی ہوا اجل کا جہہ پر قدم مبارک
 کو چھین اوسکی جا کر سر کاٹ ڈالتا ہوں
 اوس پہی مقرر شیعہ خدا کا سایہ
 بازی رہی اوس بوسو کی مہنی کو

شمشیر کی بان سی جھکوی کھارتی ہین
 اسطاف پر سی شیشی صدا اوتارتی ہین
 اب تک مجھی سلمان کہکے کھارتی ہین
 سہن منس کیا وہ اپنی نصین سنارتی ہین
 قلقل شیشی شیشی می جھکوی کھارتی ہین
 جیتی ہی تو اک دن سہ اپنا بار تہی ہین
 کرتی ہین عشق بار چھوڑ دیکھو بار تہی ہین
 جس وہ اپنی میلی پوشاک اوتارتی ہین
 لہکا زخم سی ہم ٹھکوی کھارتی ہین
 اٹھوں تک اوس صبر تو اوتارتی ہین
 ہر سخاوت اوسکو جیون بھارتی ہین
 بادام تھپڑ تھپڑ سر دمی مارتی ہین
 لیلی ہی ہو تو مجھون کہکے کھارتی ہین
 ہاتھوں کے قبر میں جھکوی اوتارتی ہین
 منزل نکالے پنج کرسٹ جہت مارتی ہین
 جسکے سنگ کار سی شیر و نکو مارتی ہین
 ہی جیت بلون اپنی کھنیکو مارتی ہین

پیش نظر ہو تو سدا رہتا ہوں میں اس دہیان میں	
آنکھوں کا دھون پر وہ لگا جانان تیری دالان میں	
مے بادہ ہی رنج و لقب انسو روان ہیں روز و شب	
ہی کشتی نمی کی طلب ساقی سے اس طوفان میں	
تجھ کو جو امی رشک پر سے اب اندھون نفرت ہوئی	
صورت رگِ فسوس کی پیدا ہوئی ہے پان میں	
حاضر ہی دل سینی میں یاں گر اس پتہ تم ہو میہ	
سکتے نہیں امی جان جان غیر از کباب رس خوان میں	
تجہ بن جو بی چینی رہی وہ گوشِ زہ ہو جائی گی	
اکدی گی بی تابی مری بالی کی چھلی کان میں	
اوس لب کی سرخی دیکھ کر سودا ہوا ہے اس قدر	
بی سب کو شوقِ بیشتر جتنی رگیں ہیں پان میں	
جلوہ ہے اوسکا چار سو گر آنکھ ہے تو دیکھ لو	
ہے یوسفِ نورشید رو ہر درہ اس میدان میں	
طہر ہنس تو ہو یا گھن پہننے تو کر یادِ کفن	
کیون ہے تو محوِ زیبِ من ہو موت کی سامان میں	
گو جامِ تنی خالے ہو ابھرنا پیا لہِ عمر کا	

سے دور ساغر ساقی سری ہرادران میں	
	قدرت خدا کی ہے ہجوم اوٹھیں فرسی بیٹھے دو
جز چوپ دستی نہم کہہ کیا شاخ ہے دربان میں	
	پہر گئی لب پر فغان پھر خبر کی چوٹی ٹھکان
بھرا بلین چشم بجان شاید کہ ہے جولان میں	
	اسیر کہہ بخشش کی تو برائی گئے بھ آرزو
فرماتا ہے لا تقنطو کو پا خدا افتراں میں	
<p>دیکھ تو ہو تا ہی کیا گہر انہیں زخم کھائے کا مڑا اوٹھانہیں بکہ ہماری اللہ سے پردہ نہیں کیوں ہو میں مجھ نہ ملتا نہیں کہ سکو تیری زلف کا سودا نہیں غشہ کے دولت سی بان کیا نہیں اچھین کیا نادان تجھی جانا نہیں آرزوی مسند و ربانہیں نازنینو نکا بھی نازاڑ ٹھٹھانہیں جو تری کوچی میں اب غور خانہیں</p>	<p>صبر کا کہہ نا دلایعہ انہیں میر لی کامل فی ٹک چکر کانہیں رہتی ہے پیش نظر تصور بار گھاٹ دکھلاتا ہی کیا تلوار کا ایک لیلی ہی تری مجنون نہیں اشک گوہر بخت دل با توت میں چال ایسی چل میں ٹھو کر نہ کہے تو رہی ہے ہی قناعت ای خاک کر دیا یہ ضعف فی ناز کہہ مزاج اوٹھ گیا کہ لیا اسی وہ شوریدہ</p>

چشم احوال میں نظر انا ہی اید
آسمان ہنستا ہی اوسکی چال پر
پھر گلیا ہی آپ وہ مہر و مرا
نفس پر گویا کی کساتا وہ شوخ

سطح لپیسی جیسے لینا نہیں
جو کہ اپنی چال پر دوتا نہیں
کچھ فلک تجھ سی جھی شکو انہیں
اس طرح کا آدمے ہوتا نہیں

ج

کیس خوشی سی جان دی اس شخص نے
ایسا عاشق دوسرا دیکھا نہیں

عطر شئی کا لگایا چاہی پونٹا کین
سارا عالم ہی تیرا دم محبت کا ہیر
رومی آتشا کہ نہان کیا جو دم خطا
کام کیا مجھ مست کو تیرا گل گلزار کے
عشق خطا کہ با کباز و نجا گریا نگیر جو
یونہ ہون صید شدہ کہ چھکا و بیکہ
دین ہون میں آبلہ بازیر تھل تا کی اگر
ضبط اسی کہتی میں قطرہ شہک گریا
صوت گردون گردان خود بخود پھرتا
کیون دون یہ پھر سکتا قبا گلشن
پردہ محفل کو پٹاری جیت جو کئی طرح

خاک سی غربت ہی بلندی کین
صید کیا صیاد بندہ بتی میں تیرا کین
اگ پوشیدہ ہلاک ہو خوش خفا کین
باغبان بیٹھا ہوں نہیں العجب کین
گرد و کتب پھرتی ہی دامان نگا و پکین
اشک بھرتی ہیں چشم حلقہ فتر اکین
آبی پیدا ہوں پھر انگور کی جاکین
ورنہ یان صیا بھرا ہی مدیہ فتن کین
ہوں ہر گردان جو شئی میری ملنی چلے
آتی ہر بی خطر خوشبو بار کی پوش کین
آئی گریسی کے مراد شست ناک میں

رونقِ خسارِ جانانِ خالِ مئی مئی ہو
 زندہ جاوید ہو نیکی تمنا سب جاگر
 بال پر جلتی ہیں شہباز نگہ کی مکینا
 سر جھکایا مینی اترے اوسنے جو ابرو پر
 چھوٹی ہی دس سہم کے ہو گیا بس مالدار
 گر تپتی واز اگر جلتی لگی مثل سپند
 اکیلی پھر سہلے ظالم محکوم سرگردان کیا
 بہرِ نسکین ل ہی کہتا ہوں صبا کو بچ
 بس ہی ہی بوستانِ کوی جاننا نکلتا
 ہی بجا آشیانِ افر و زون اپنی بود و با
 کیوں نہ روئیں اور جلتیں کیوں ہم زیاد

کام آید اناہ قابلِ مین پاک مین
 پہلی مریسی ملاو آپ کو تو خاک مین
 کس قدر گرمی ہی گری روی آتشاک مین
 صفا سجھایا تیغ ہی دستِ بشتاک مین
 کیسے نہ رنگیا کیسے کھنڈ لاک مین
 یہ حرارت بعدِ مردن بھی اپنی حاک مین
 جلتی ہی انکھوں کی گردن و شِ افلاک مین
 خطو دیا مینی دستِ قاصد جا لاک مین
 بوئی گل لائی ہی قاصد ہانکی خاک مین
 چنگلِ شہباز مین یا حلقہٴ فزاک مین
 آبِ آتش یا دہی اس ایک مشیت خاک مین

برق ہی بیتاب گویا اچلا ہٹ دیکھ کر
 کو تکرِ شرخی بہرِ سچ اوس بُتِ بیباک مین

گویا ہم اپنی زخموں کی منہ کو زانو کرین
 کیا جیسے ہم مقابلے شمع و کرین
 اسی عند لب چہرے لگیں اپنی ہنستے ہو
 اسی گل جو مارے صفِ سہ سے رختی ہا

قاتل ہی شک ہی کہیں گفتگو کرین
 جلتے لگے زبان جو کبھی گفتگو کرین
 اوس شک گل کی یاد مین گر گفتگو کرین
 باگِ شکستِ رنگ ہی ہم گفتگو کرین

آنے لگے شراب کی بواوئے مسکے بھی
 محو شراب ایسی ہیں ہم مست ساقیا
 بدین خاک ہ بڑی رخ ناست کیستہ حضور
 دیکھیں چین میں گدھ موز و نکو تیری
 و نکو چراغ کشتہ مہتاب حال و ہی
 آئی چین میں تو جو رنگ نسیم گل
 سنستے ہوئی ہم آؤ جو گلگشت کے لپی
 ہرگز نہ میں ملوں وہ ہوں پروا نہزار
 ہمراہ میکہ سے لپٹے ہی آؤ چلے
 اکتھک لاغری ہم اگر چاہیں کہہ دو
 کچھ مہج چشم پار کریں ہم نور وین
 یوسف نہیں یار کین جہن انگلیاں
 مانند گرد باغ سی اور جارنگ گل
 ناسے بنیں غزال مضامین کو
 تشریف رکھ کل بنی گلبرگ نبوزبان
 اپنی ترہ پخت جگر یوں جلوہ گر
 گو یا پھر اپنا بحر طبعیت جے خوشن

ہم میکشون سے زار اگر گفتگو کریں
 آئی صدا قلقل اگر گفتگو کریں
 شبنم سی گل ہزار اگر نشست و کھڑ
 مانند شاخ گل اپنی گردن فو کریں
 اکرم لگا و گرم جو یہ شعلہ جو کریں
 امی سرو تیرا وصف لب آبجو کریں
 رویکا میری ذکر اپنی ب جو کریں
 لیکر چراغ مہ جو فاک جستجو کریں
 ساقی کی وہاں آؤ چلے جو ہم جو کریں
 حلقے کو چشم مور طوق گل کریں
 شبنم گل و نکو کاٹین جو وصف گل کریں
 کاٹین گلی نگاہ جو سو گل کریں
 اوس گل کی ہم اگر صفت رنگ و بو کریں
 تحریر ہم جو وصف خط شمس کریں
 ہم اپنی گل کی گر صفت رنگ و بو کریں
 روشن چراغ جسے لب آبجو کریں
 کچھ اس سے بڑھ کی آؤ چلے اگر گفتگو کریں

دنیا سی ہاتھ دھو لیکن سب بریکیز
 ساقی کی سیکرے میں جو ہم آرزوین
 لاغر کیا یہ کعبہ ابرو کی عین
 یوسف تو وہ ہی سجدہ خواہ کرین
 تکبیر اگر کہین تو کرین فریح خلق کو
 ہم نیم صبح کے اگر پانی پانی ہوں
 جنکو خدا کی دید کا دھوکہ بہت سا
 معشوق دیکھ کر ترعی شوق مہلانی
 سیلے کی طرح وہ نہی دُن پر گری
 انگھوئیں بھر کی شک پین جبرائیل
 کھنچو امن گرو فرخ کی انگور کی شہ
 لکھ دوں امنیں کا قلع شجر کی چو
 جلو پین صابا بد بیضا ہی آفتاب
 گردش میں صورت خیم گردون کے دما
 گو لاغری فی صورت سوزن بناد
 ہی چاند فی قبا ترعی ہی شک آفتاب
 کنعانی اوس غریزہا لکھو جو دیکھین

زاہد ہی اکی سجدہ کرین و بھوکین
 دست عا درازا ہی سب بھوکین
 پانی کی ایک قطر کے چاہین وضو کرین
 چشمے سے آفتاب کے پہلی وضو کرین
 سب تہہ ہونین دیکھ کر وضو کرین
 زاہد نو کیا ہی ہو سکی فرشتی وضو کرین
 اوجہ برق طور انکی تجھی و برو کرین
 شیرین ہی ہو کہ سر جو برو برو کرین
 ای حور صبح کی تجھی و برو کرین
 ساغر کو ہم حوالہ دست سبو کرین
 تو خاک مجھ شہید کی صرف سبو کرین
 زاہد جو اکی بیعت دست سبو کرین
 سب باد اکی بیعت دست سبو کرین
 مجھ مضطرب کی خاک جو صبر سبو کرین
 ہم اپنا چاک جیت ہر گز رفو کرین
 لازم ہی یہ بلال سی او سر اتو کرین
 یوسف کی دیکھنی کی نہ پھر ازو کرین

غم فی بنایا ایک مہینی میں ماہ نو
ایسا گھٹلا رہا کھوئی تن میں تنخوا
ہوں بعدِ مرگ صرف ہمایا اپنی مریا

وہ اتجو دیکھنی کی مری آرزو کریں
مرنگی میری اب نہ بچا آرزو کریں
اگر یاسی ہی ہم سگ جانا کو تو کریں

میں اوس نبی کریم کا گویا ہوں شیفتہ
اگر سنگریزی ہاتھ میں لی گفتگو کریں

قل عشاق کیا کرتی ہیں
سرماتن سے جدا کرتی ہیں
آتشِ غم فی مگر چھونک دیا
جامہ سرخ ترا دیکھ کی گل
خون روتی ہی چمن میں لیل
نخم ابروی ہنم کو دیکھیں
اپنی ساتی کو شبِ فرقت میں
روزِ دو چار کا خون کرتا ہی
مرگئی پر برف تیر ہی خاک
دہن زخم سی ہم قاتل کے
شورِ محشر سی ڈرین کیا عاشق
ہوتی ہیں دل میں نہایت نام

بت کہاں خوفِ خدا کرتی ہیں
درو کی آپ دو اگر قے ہیں
دل ہی جو شعلے اٹھا کرتی ہیں
پیر میں اپنا قبا کرتے ہیں
ہم گلون سی جو ہنسا کرتے ہیں
مسم بہہ کھیر میں دعا کرتے ہیں
بانی پی پی کی دعا کرتی ہیں
دست و پا سرخ رہا کرتی ہیں
جائجا تو دمی بنا کرتے ہیں
تیغ کو جوم لب کرتے ہیں
ایسے ہنگامہ ہوا کرتے ہیں
خون جو نبی جرم کیا کرتی ہیں

۱۲۱
 ہندی ملنی کی بہانی قاتل
 عموں بادہ غم ساتی من
 پاؤں تک ہاتھ نہ پونچا اوکی
 جو بہن بھول گیا ہی ظالم
 ناتوانی فی فیے پر جب کو

گف افسوس ملا کرتے ہیں
 خون دل اپنا پیا کرتے ہیں
 ہاتھ ہیمات ملا کرتے ہیں
 او سکو ہم باد کب کرتے ہیں
 جیون پر گاہ اوڑا کرتے ہیں

ہم سب نے چاند کی ہلے گویا
 گرد اوں نہ کے رہا کرتی ہیں

روشنی جو رخ میں ماہ منورین نہیں
 وصل کا پیغام چھپ میں دلبر میں نہیں
 سر اکاٹا جو ظالم کسی ہی کچھ فکر کر
 اکونسا دن نہیں ہوتا جو با مال جوں
 اگر ہر دن ان جانان کا جو نظارہ کیا
 اگر کہی کہتا ہوں پیاسا ہوں گے سیراب
 چاہوں گردوں ہی نہ رہتا بھر شل جہا
 مسیحے عالم تہا ہی چشم میگون کیلک
 گر نہ تیری تجلی چشم دل بی نور ہوں
 وصل اگر منتظر تہا ہر وزیر کا گھر کو دتا

اور چکھو اتو نہیں ایسی کہ اختر میں نہیں
 ہر موزا بے ہم نہیں مجھ میں دلیرین نہیں
 دلکی بی جینی میں وہ اگر سر میں نہیں
 کوئی شے ہے نہ اسودا کر سر میں نہیں
 لطف اتنا رنگہ سا سنگ سر میں نہیں
 جسکے کیا کہتا ہی ظالم آب خیر میں نہیں
 دیکھنی کھوچہ قطرہ دیدہ تر میں نہیں
 چشم بدور ایسی کیفیت تو ساقی میں نہیں
 ہی ہاں ظلمت تو اسی خورشید جسکے میں نہیں
 کوہ کن دیوانہ شیریں تو بہر میں نہیں

مردی جانبر کرد اور کہہ سب جہان بھر	کوئی اعجاز جادوئی کی شہر کر نہیں
جیسی بتائی اوسکے در پہ چلتا نہیں	ناز کی صف وہ کہتا ہی کی گہر نہیں

آینہ دکھو بنایا تا پری عکس صنم	جو کہ گویا میں صناعتی سکندر میں نہیں
--------------------------------	--------------------------------------

تری چن ساگریاں ہر پہر تو نہیں جانوں	شہر میں مقابل ق اگر ہو تو میں جانوں
مافوق دگر کیا ہی نیک خ بھی اور نہیں سکتا	کوئی دنیا میں یں بیاباں پہر ہو تو میں جانوں
زرگ گل کی کہتا ہی گ جان کی کہتا	غلط کہتی ہیں تیری کمر ہو تو میں جانوں
ذرا تو میان سی تلوار لیکر آنا قاتل	سوا میر کوئی سینہ سپر ہو تو میں جانوں
حجاز اجماع کوں ہے تجھ کو میرا پس آئی	سوا غم کی حر کوئی اگر ہو تو میں جانوں
شرخ زلفین تان تو قن بھی سید ہیں	کوئی اوس قد سا نخل و در ہو تو میں جانوں
دیا بوشہ ہر گز لبکیا دل چین کر میرا	کوئی دنیا میں سائنفت بر ہو تو میں جانوں
پیرا ہی سپہ تو زلف دراز بار کا سایہ	قیامت شب فقت عمر ہو تو میں جانوں
زبان حال کہتا ہی میر کان کامونی	صد فہم اسخی بی ہی گہر ہو تو میں جانوں
حنانی ہاتھ نسبت نہیں خوشید تابانگو	مقابل افسانہ باکی قمر ہو تو میں جانوں
حسین علی بھی جتنی کہہ میرا کو جو جنوں	دہن ایسا ہو اور ایسی کمر ہو تو میں جانوں
ترائی یار بھی ایدل دان تری عیش	نکر تو شور اتنا چھوڑ جو ہو تو میں جانوں
نجاو کر کی ہر جیلہ کہ تھو جی ات باقی	ابھی تم کہوں زلفین سحر ہو تو میں جانوں

کوفی نام سون دی سرکشی و سکو اپنی رانوی
پوچھ گویا کی کا ہی درج ہوو توین جافو

ورنہ ہی عیب ہوو بل اگر تو این
آشیان او سنے باندہ دمان باین
ماہ نو مضرع کو صفت برو خدا رین
جرخ سلی می او تر کر شتری بازارین
اگل لک بجاربان مرغ آتش آوین
سوج می بن جائی ساعیر شامین
رشد شاخ گل قلم بن چا بست این
بر گل گل کہتا ہو نمین جبار بن تقارین
مثل دیا گھاٹ غلام تری ملو این
سیکڑون بجائینگلی چکا زبانین

اسی صنم توری ہی جو برابر و خدا رین
بہی ل پر داغ اپنا چین لعل باین
آسمان کہتی آہن جس کو وہ زمین سرور
اسی مگر مہر نوو لویست گرجو ٹوٹن
مین ہون آتشین بک جو میری مرد
عکس ہی آتشین جامی ہوو چرخ
ہو خط گلزار اگر لکھی ہ گل خط غیا
جب دن نالی قفس مین بوی گل نالی
غسل نیا تو اسی مین مجھ شہید نا کو
ایجنوت پوچھ اوسے گرم فاری

کرتی مین قت قم آلودہ خون نخت دل
یار کو لکھتا ہو خط گویا خط گلزار مین

تیر ہی مرچکان نہیں تلوار ہی بیہوش
تجر مین ہی ایک دم خالی مراد پہاوش
آبرو جانی ہی نکو بک روان رشہوش

دارتھی مین ہا نہی گویا گویا
دروہلو مین مار کتا ہی جبے تو نہیں
کر آتھ مین سوانی مین سوانی

آتش غم سی مراد دل کیون نہ ہو جگر کب
 اگر نہ ہوتی بال سی تیری مگر زحمت
 ہر کوئی کی کا دکھاتی ہیں تماشا آں
 استخوان کہاں ہے وہ جب استخوان
 ناتوانی فی بنایا طائر نہمت مجھی
 باندہ مت تو زجل جایی نہ پروا نیکی
 سخت ہی حیرت ہیں جو زیر ابرو خال
 ز گسست صنم کی ہم ہیں بیمارانی

ابھی مینائی مچ گئی ساقی نہیں
 وہ نہیں نہ سخت ایجان حسین نہیں
 سامری کم تمہاری گسست جان نہیں
 یار کا سگی ہی ہما تیری طرح نہ نہیں
 صید ہون جھپٹا دو نکاہی نہیں
 شمع ہی نہیں شعلہ یہ بار نہیں
 ہم تو سنتی تھی کہ کبھی کبھی نہیں
 جرمی گلگون ہمارا درو کی وار نہیں

یار کرتا ہی اشار سیکڑوں قتی ہیں قتل
 چلتی ہی تلوار گویا جنبش ابرو نہیں

کب اپنی شے عاشق شکوہ بیدا کرتی ہیں
 یہی کہہ کہہ کی ہجر یاد میں فریاد کرتی ہیں
 اسیران کہن پر تازہ وہ بیدا کرتی ہیں
 جو ہم مصحف دیکھ کر فریاد کرتی ہیں
 کسی کا فریاد کوچی کا جو اکثر وہاں رہتا ہے
 رقم کرتا ہوں جسم کا طے سیر تیغ ابرو کا
 جو یہ سچ ہی نہیں جیکم جنبش ایک نہ کر

دہان عید ہم مثل فی فریاد کرتی ہیں
 وہ پہولی ہم کو مٹی ہیں جنہیں ہم کو مٹی
 رطبی قہر جب نیکی تب ادا کرتی ہیں
 تو کافر ہنس کے کیا کہتا قرآن یاد کرتی ہیں
 تو سونے میں سیر گلشن شدا کرتی ہیں
 گریبان چال اپنا خامہ فولا کرتی ہیں
 تو بس ہم دوی کرتی ہیں چو آں پشا کرتی ہیں

پہنکر طوقِ منت کا وہ ہر و منسلک کتنا
 جسے یہ فوج کرتی ہیں نہیں بچہ و کشتی و کشتی
 دُورِ ندان جانا نکاد کہا یا کرتی ہیں نقشہ
 دلا دیتی ہیں اکثر فاتحہ ہم آبِ شیریں
 مثالِ خم اپنی مٹے بویِ خون لگائی
 بڑائی ہیں گلی سی یار کی ہم طوقِ منت کا
 صفت ہو گئی جانان جس خنک سے ہر ہر
 نہیں ہم شغل سی رہتی ہیں غافلِ یکدم
 کوئی منصور حق کہنیکو سمجھا نہیں اشک
 جنون کے چمن کے جو اس کے قدِ برون
 مقید ہو نہیں اعضا کی رگوں سے ناتوانی
 نہیں درمند عشق کچھ کام ناکوں کے
 شبہ ہیں کہ پختی ہیں جا سوس و سیر

کہ کھانگی غذا لگو ہم آج آباد کرتی ہیں
 یہ بہت اشد اگر کس قدر بیدار کرتی ہیں
 ہماری شک کا رمانی و ہزار کرتی ہیں
 سدا وشت میں رُح کو کہیں کون سا دیتی ہیں
 کہ ہر دم ہم بیانِ خونریزی چلا کرتی ہیں
 زلیخا قید سی پوسٹ کے آج آزاد کرتی ہیں
 تو ہم ہر بیت پر اکھڑے اپنی صدا کرتی ہیں
 جو بیت کو بہول جانی ہیں خدا کو یاد کرتی ہیں
 وہ خود کو بہول جانی ہیں حج او سکوا کرتی ہیں
 سوالِ بفریاد طوق کا شمشاد کرتی ہیں
 ترو کس لمی زنجیر کا خدا کرتی ہیں
 دبانِ خم کو دیکھو تو کب فرما کرتی ہیں
 مرغی بھی کاتریشہ فرما د کرتی ہیں

جو دہوتی ہیں سو جا بجا گویا فتنہ محشر

جہان کا قیامت خلق پر پیدا کرتی ہیں

نہ ہم کو خدا کی واسطے اسبابِ عالم کو
 برابر جانتا ہوں ہوتا لگو اور شبنم کو

سمجھا کہ چہرہ او مشاطہ او سنی لفظِ محرم کو
 حیران میری نظر زمین پہلے اس بنِ غم عالم کو

جلائی اوسلی تھی دم میں جو سوار والی تھی
 جو ملک میں لیا جاتا تو بس ہی چور دنیا کو
 تماشا دے عالم کو جام دل دکھائی
 خلعت میں سکی حال کیا ہو لیکن خلعت کا
 دل پر زور پر کچھ رحم اوس سید کو
 کہاں ہوا وہاں اوس رخ پر ہونے
 اگر این رخ ہو شل نگین تو ہی ہو رخت
 نہ ہو خور گزیر زمین بہ ہفت کشور
 مری لغزل سوزا نہیں باری کسی ہی تیش
 مجھی خیم جگر سوراخ جاک زیادہ
 جلی میں کو چہ جانا نہیں آتشیں کھنٹے

مری تھوٹ سلوہ تھی سحر ابن محمد کو
 کہاں تھی سلطنت پہلی یہ برائے ہم کو
 نظر آئی تھی پیرایسی ہلاک جام میں
 کالاشہاؤ نہیں جسک اکہ آئیہم کو
 سنائی کوئی قصہ میر غم کا شوخ بیغم کو
 مرنوہر چکا دیکھ کر ابروی رخ کو
 کہ ہوا مہ لور کا اور روسیا ہوئی خاتم کو
 سیاہی بیان کہ مہ میں لی دیو غم کو
 بڑا جمع کافوری دینا ہی مریم کو
 کرو گا کیا میں اجڑا لیکر میری ہم
 ایسی جانی میں نبی ساتھ جنت میں جہنم کو

دو زبان جاناں جگو گویا یاد آتی ہیں
 چمنیں دیکھتا ہوں میں گل گل پشیم کو

یہ عیبیت ہی جو تلوار میں ملے ہو
 ہر گام پہی سیکے اک مصرعہ موزون
 دل لیکر دکھانہ گرس مخمور کی گرس
 قاصدہ تو اب جتنی کچھ دل ہی دیکھتا

پر تیر سی ابرو کی خوبی میں خلل ہو
 اگر چند قدم چلیں تو کیا خوب غزل ہو
 شیشی مری اور سر ساعر بدل ہو
 پیغام اور کا کہیں پیغام اجل ہو

تواضع جانتی ہونا کہ کیا بارہ خوارو
 تصویر اشرافا ہی من آنکھوں میں آئی
 چمکی زنی ہی گردن کی کج گردن کی خطا ہے
 مکان بارتا حد نشان ہی بوجھ لیا تو
 صفت بوجھتی ہمیں اوس ہی سخی
 گذر میرا چہاں ہوتا ہے آنکھیں بھائی
 کفن ہی میرے نظر و نین بس دانی
 خدا شہزاد کا فری گزری ڈوری
 جنہیں گل کھلا کے نقشہ ہی رنگین
 کہو لڑکوں کے اوسکی گوہر کا خوشی
 چمن کی لیلی گنگھی گیسو سنبھل بن ہو
 نہیں گل مر نظر و نین اسکا رنگینی
 بیت فکروں کے مضموں کا لہو قاتل کا کیا
 شہی سخت برائی بان بجز بخیر و نین
 کہ خیر و نین اپنے گرا کہ اند و کھلاو

کہیں بھگتی جی کیا ہی جلا شہی
 حجاب آتا ہو تو میں جو
 سمجھتا ہوں خجہ شہی
 ستر کہتی ہیں کہیں کی دلا شہی
 صبا فی رکھ دیا گلبرہ تر بر بل سکو
 میں ہوں خاک جو ہو سر خستہ شہی
 گر ہوتا ہوں او شکر زخم گردن کو
 ہیر زخمی دیے زنا رہنا یا برہن کو
 دھجھ لوئی گلچین خاک سی بھرتا شہی
 ہر چہ کہ ملی موتیوں انی دا شہی
 تصویر میں سے زلف کی جاتا ہوں گلشن
 فراق یار میں گلچن سمجھتا ہوں گلشن کو
 بڑی نین سبک آج پایا بار برہن کو
 بڑیا چاہے اب برہن و طوق گردن کو
 یقین برہن سہاگی جو د میری خیر شہی

شہی دل کی پریشان صد فی ہوا گویا
 کہ شہی منہ پہلی سن کے زنجیر و نکی شہی نکو

دلہا لڑکھلا لہو لانا کہ جو ریشہ بند کو
 مرا دور و جانان جا جو بانو کو
 لکنا زحی جوئی نہیں ایسی ہانکو
 جو کھارین کھن چاہنے طبع موز کو
 فوجی قوت شہاد بعد مردن پہی ایتنا
 خوشی ہو کر جو وہ مہر و میر صحبت
 دکھا دی مجنون الفت کجا بیدارگی
 بگولا لالہ مہکات میری بابا رنجا
 تصور اس قدر رکھا ہی نہ زلف مشک
 نہایت یکہ یکہ ہوگی بلی واک چو لہو
 می الفت کے متو آجو ہن تہی مہوش
 برا او کا ہوا جسے کیسا کچہ راجا پا
 دکھایا اوسنے دربار شہنشاہ کا عالم
 کہی جب صفت خورشید بن صفا
 فلک کو اپنی بصوت پہ تو احسان کرنا
 سر اچھے مضمون اوس قدر بالا بند ہی
 نہ تھا کوئی گل سرو گلستان کہلایا

ریشہ بند لہو لانا کہ جو ریشہ بند کو
 مثال قامت بلی بناوید مجنون کو
 کہ اپنی بانو کا جہا لا مجھتا نہیں گونگو
 نہ پایا بوسہ گم گشت کے ماندہ مضمون کو
 بھڑا من آتھ سی دہو نامہ خون کو
 بلال عید چھ کر تباہی آجبت و اثر کو
 مین بجا خیمہ بلی سوا چشم مجنون کو
 فلک نہ کہا کرتی ہن حشی میری ہانکو
 بنایا ہی نگ نافہ ہر اک قطرہ خون کو
 غبار خاطر مجنون مگر سمجھی ہی ہانکو
 صرا کہتی ہن گردن کو ساغر چشم گونگو
 ہمیشہ دیکھتی رہتی ہن ہم گردن کو
 عجیب و ترقی جو دیکھا چہ کہو لارفت شگ کو
 ہزاروں سچ باندہ کی زلفوں کی مضمون کو
 شاد بے پیش ہی نہ تھا جہا نہ اثر کو
 زمین اپنی غزل کوں بھی نہ گونگو
 جو کہ چھوٹ چہ کا لہو قس موز کو

ہی ہر ملک و نسہ ہر پو شا کہ میرا
 صد کا قفل مینا بہتے محفلین ای سا
 مری گردشکی افشا سے مینا ہا
 کہی جب اگر دوش کر دیا او سکو تو والا
 صد کا مالہ ہر اک تنخوا اسے شل نی بلی
 بگو تو مکی جگہ مین ہر طرف گرداب گر تین
 بنی ہن اسے ای بار مہر و ماہ کی کا
 نہیں گلشن کالی ہی مین او ستار نگین
 اگر ہو صبح روشن تو یہ بھی شام ہوئی
 جبین رشت مین کس کی لا کوں پر پو

ہمارا غصے نسبت نہیں تاج فرود کو
 دکھا دچشم میگو نکو دکھا دچشم میگو
 اسی عشت سچی دوران سرور کو
 بنایا شیراز بگدا ان مینا گردون
 گردن گرا یکدم ہی ضبط آ آ چرخ کو
 بنا مشل جھون شش گریہ فی ہا کو
 رات دن کرتی گردو کو
 مصرعہ بین سیر قد نوز کو
 فی لعل لب تیری مقصود کو
 سچی آو لیلی بہا تک سیر مخمور کو

زبان یار کو بچا تھا کیا تو موج می کو یا
 لب غم لگا کہنی جو اون لبہا می میگو نکو

اشک خون ایجنون نسبت کیا
 آج دکھا دین گے اپنی پیاس تاثیر کو
 دیکھ لوں مری فراد کی تاثیر کو
 آتش نلک خاکی دکھن تاثیر کو
 آتھو ان ہم لہ جلو مکی کب نہیں تھک

کرو یا دم میں طلائے اپنی زنجیر کو
 آب پچان لیلی آپ آنا پڑ نکا تیر کو
 دیدہ گریان بنایا حلقہ زنجیر کو
 دست جان مین جلایا گلشن قصور کو
 کہد ولی آئی ہما ہرا آتش

ہستی ہی مسئلہ چھین دیکھو اس گلی حال
 باغشہار معنی دیوار نازک مزاج
 خاک کو ہی باز تک پہنچی ولی ہم گئے
 اوسنی انگوٹھی جبکہ ہم چشم طوفان لکھیا
 گل لیا اوس غنیمت گل نی جوانی ہاتھ
 ہونے والا کہ غنائی غنائی
 اہو ہونے والا کہ غنائی غنائی
 ہوی کی ہی اوسن مرگے
 طوفان کی ہی غنائی غنائی
 جس کے چاندنی کیا مرگے
 ٹھیکرنا شکل ہی چہ دید اینکی تصویر کا
 یہ گھلا ہون ضعف پوچھا وہ عجیب
 کانکار پر وہ لگا دجی تری دالان میں

پھول شہ سے جڑے ہیں سپرد زنا تفر کو
 بانہ تھی میں موج بوی گل مرزنجبر کو
 آب گشتہ ہو گئی پایا مگر اکسیر کو
 اس طرح ہزاروں کہینا مر تصویر کو
 غیرت نقار بیل کر دیا گائیکہ کو
 ہاتھ میں میر اگر سیلی کی دین تصویر کو
 اس کمان ہی مگر نسبت تفسلی تیر کو
 رنگ گل ہی کیا بنایا بیل تصویر کو
 تاب گردن و آن دیکھا زلف کی بجز کو
 ہم نشانہ جنگلی جبر لگا یا تیر کو
 باؤنسے پہلی بنایا چاہی زنجیر کو
 اب گریان گیر کیسی خار داسنگہ کو
 یہی اپنی گھر میں اوسنی تری تفر کو

سیکڑوں مضمون بانہ ہی میں غزال خم
 فکر گوہانی کیا شرمندہ آہو گور

باز شکوہ قاتل لودہ زبان ہو کرد پر لگی روح رواہ مری ہوگی	جو زخمی رہی سکرانہ دمان ہو قاصد سے بہ کمد و کم خبر نسکی ہو
--	---

تو تیغ لکامی دهن زخم سی بندون
گر آه صبا بنگی جلی بار کی جانب
جاسکتا نہیں جو شمش گریہ سی کو
وہ کون سی جا ہی کہ نہیں جلوہ نما
سیلے کی طرح کیون نکر و سر کو پایا
مجھ وحشی سی ہرگز نہ چشتی پشت نورد
چچا جا گہا اوس مہی لب کا جو نوکر
مت پوچھ ماضی اگر رونی لگوین
نکلا رخ تابان پوچھ خط کیا تھی
جز نام کسینے بھی نشان اوس کا نہ پایا
ہوئی ہیں بر سامنی گرو کو مژدہ زرو
وہ ماہ نگ حای اگر میری گلی ہے

قاتل ترا شکوہ نہ کہی مجھ ہی بیان ہو
بی منت قاصد مرا کہتا ہے
مرغابی ہی نامہ کو مری لکھی ہو
نہیں نہیں معلوم کہ کس جا ہو بیان
تم سرور و ان جان جہان آفت جان ہو
مر جاؤں تو خاک مری رنگ و ان ہو
بندہ برسی مری روینکا اگر ہو بیان
کہ ازل کہ آنسو مرا آنکھوں سے رو
روان ہو جہان شمع ان کوین ہو بیان
غنائہ کہین طالع مضمون دیان ہو
تو جانی گلستا نہیں جو ای گل خزان ہو
عید رمضان عقرہ ماہ رمضان ہو

گو یا کری طوفان بپا آب گہر سے
یا دور دندان میں اگر اشک فشان ہو

زیبا ہی شمع طور ہماری مزار کو
لالی کا پہول پہچ دیا خط میں
کرتا زبانہ ابلق کیل منہا کو

ہم مر گئی ہیں یکدمی ساق شکار کو
جب لکھ کر انہاں دل لگا کر
انکھوں میں دیکھی سر نہ و نبالہ دار کو

بولایا بولایا گھوڑیہ ہی سوار
 درخت تلخ و باز سبھی شاخ گل کین
 نزار جل رہا ہی تری برق حسن
 بلبل وہ ہوں جو چھوٹا کوسل شکستہ
 ایسی ہی ناتوان ہیں کہ کچھ نہ ہو سکا
 کچھ نہ ہو سکا
 کچھ نہ ہو سکا
 روشن اگر بر آتش خضار
 وحشت میں جھکنا وہی کی دہائی
 آتی ہی آنسو ران مری بوکھلاہٹ
 آئی گا فاختہ کو چار ہی وہ ماہرو

دوشن صبا پو دیکھ کی میری خبر کو
 دیکھیں اگر چمن گل کفشن باری کو
 جل جائے باغبان جو چہرہ برگ و بار کو
 رہنی ندون چمن مین کہی ایشار کو
 دل سی تری اوتھا سکے ہم غبار کو
 ڈھونڈنا کیا مین سایہ دیوار باری کو
 بدنام کرنے گردش لبیل و نہار کو
 کیسی چراغ طور چراغ مزار کو
 ٹکڑی کرونگا دامن ابر بہار کو
 روٹا ہوں یاد کر کی یہ کس گلغدار کو
 گنبد فلک کا چاہی اپنی مزار کو

گو یا وہ بولی باپی خامی دکھا کی آج
 گلشن مین خون رولا مینگی ہم ایشار کو

نہیں تیرے جفا و فاسد ہے یہ
 سر قلم کیچھے روا ہے یہ
 رہا ہی جسکو جہنم کی باب
 خون عشاق کو وہ کہتا ہے

قتل کرنا ہے ہی ایسا ہے یہ
 اپنی میت کا جس لکھا ہی
 شو سیکش ہی جس مزار ہی
 دست و پا کی لیے خنایا ہے

اتنی بنویمان نہیں اچھین
 کوستی ہو جو ہاتھ اوٹھا کر تم
 گاہ ہنستا ہی گاہ چنچ بچین
 ٹیڑھی سیدھی لکیون سنی اسکی
 خط کو اپنا جواب نامہ سمجھو
 اسکو دستار سرخ ست سمجھو

کہ نہ بیٹھی کوئی بڑا
 اپنی نزدیک تو دغا
 وہ تو شوخی ہی اور اداسی
 راست قلمت ہی کج اداسی
 یارنی حیکو بس لکھا ہے یہ
 خون عاشق کا سر خڑا ہی یہ

ہی فلک پردماغ گویا کا
 جب سی اوس کو چپکا گدا ہی یہ

نیم بھل کیا ادا ہے یہ
 شب وصل صنم والا ہے یہ
 دل کو کیوں باغمال کرنے ہو
 کاٹ کر سر لگا بیٹھے ٹھوکر
 دودل کیوں نہ شک سنبھل ہو
 زلف میں کس نے دل رہی بیدار
 آہیں اسکی سیاہ ہیں ان خود
 کہا ہی نام نہ نہ ای سیرا صنف
 زلف میں دل مدام رہتا ہے

عالمقو لٹنی کی جا ہے یہ
 بوسے ہونٹوں کی لی نزلے ہے یہ
 نہ تو سبز ہی نہ خاں ہے یہ
 قتل عاشق کا خون بہا ہے یہ
 آتش حسن سی جلا ہے یہ
 لیلۃ القدر سی سوا ہے یہ
 تو تیا کسکا تو تیا ہے یہ
 بت جی کہتی ہیں خالص
 دیکھنا کس کی سر خڑا ہے یہ

در پہ نالان جو ہون لگتا ہے
ہو نہ ہو اپنی دل کی قدم
دفن مسجد میں میری دل کو کرو
طاق ابرو سے یار کو دیکھو
قد جاناں نہیں قیامت ہی
گو صنم مردی زندہ کرتا ہی

ہو چہ کیا چیز جیتا ہے یہ
ہوے یار کا گدا ہے یہ
طاق ابرو پہ مر گیا ہے یہ
عین کبے بن الہیاس ہے یہ
زلزل جانان نہیں بلا ہے یہ
کون کا فر کہی خدا ہے یہ

خدا کی نصیب گویا کو
خدا کی شاہ کر بلا ہے یہ

کس قدر مجھ کو نافرمانی ہے
چشم تر سے جو خوشنما ہے
ساری قرآن ہی اوس پروردگار
جب ہوا رب فنا فی اللہ
ہی ہر اک شعر یار کے قصو
کیون نہوں عاشق لب جانان
اوسکی رفتار کی لکھی مین جو وصف
ناصح عاشقی مین رکھہ معذور
میں محروکی اوس صنم کو مین نہیں

بار سہی بھی سہ گرائی ہے
تاو کہ عشق کی نشانی ہے
یاد اک لفظ کن ترانی ہے
غم نہیں گرجان فانی ہے
فدا اپنی خیال مانی ہے
چشم آب زندگانی ہے
کہا مری طبع مین الہی ہے
کہا کروں عالم جوانی ہے
کہ خدا مین اوس کا نامی ہے

نہ مری زخیم پر رہو مری ہم
سکٹا نیکی شمع سانچا خوش
ہم نہیں شمع ہوں جو شک فشان
منہ نہ فی گہر میں مری رکھا اوکو
دل بھی اوس کے اوشا نہیں سکتے

میری قافل کی بہشتانی ہے
گر بھی اپنی بی زبان سے
کارِ عشاق جا نشتانی ہے
بہہ بھی تائب آسمانی ہے
نا توانی سے ناتوانی ہے

قد موزون کی عشق میں گویا

رات دن شغل شعر خوانی ہے

حسرت ایجان شب جدائی کا
تجہ سے مغرور کی جھکی گردن
اوسنی تلوار کو سنبھالا ہے
پھر گیا جب سی وہ صنم بخدا
بات سید ہی بھی وہ نہیں کرتا
آپ کو جانتا ہے کہ مینہ
تم مری کج کلاہ کو دیکھو
دل میں آتے ہی راہ چشم سی وہ
ملی حسرت سے ناگہ دیکھو جو
شانہ اوس کا لہجہ ہے چچہ خورشید

مژدہ اسی دل کہ موت آئی ہے
بہہ بھی اک شان کبریائی ہے
دیکھو یہی کیسکی موت آئی ہے
ہم سے برگشتہ اک خدائی ہے
کج ادائی سے کج ادائی ہے
صاف بہہ اوسکی خود غائی ہے
یہ بہلا کس مین میرائی ہے
خوب بہہ راہ آشنائی ہے
اسی بری تیری وہ کلانی ہے
واہ کیا چخہ خانی ہے

راہ و قدرتِ حق را دیو مہو
ما تہ پو نہ پانہ پائے قائل تک
کعبی جانی سے منع کرتی ہیں
حسن فی ملک دل کیا تاراج

بت کو پہی دعوئی خدا ہی سے
طالعون کی یہ نارسائی ہے
کیا بتوں ہی کی گہر خدائی ہے
حضرت عشق کی دوہائی ہے

منہ ہے گویا کا اوسکا برسے
بات دشمن سے بہر بنائی ہے

الغٹ یہ جانیں ہم کسی کے
جانی دو کیا کسی لی جی کے
خواہش برائی اپنی جی کے
اچھی نہیں شرح عاشقی کے
یہ روی کہ نامہ نہ کی پونچا
سرخی مگر اوسکی لب کی دیکھی
عاشق تہی وہ ہم کہ بعد اپنے
امی ابر شب فراق سچ کہہ
دل زلف رسا تلک تو پونچا
بجلے جھکے تو ابر رویا
کس کی گلی کی راہ بھولے

دل سے بھی کہیں اپنی جی کے
جسکو لغت نہو کسی کے
ہمیں کس کس کی دوستی کے
پوچھو نہ اچھی کسی کی جی کے
اشکو نے جاری قاصد ہی کے
زنگت ہی سفید آری کے
سٹی ہی خراب عاشقی کے
روقی کٹنی ہی شب کسی کے
اتنی بختوں نے رہبری کے
باد آگئی کیا ہنسے کسی کے
جو خضر نے بھی نہ رہی کے

دلکو مرے خاک میں ملایا
سوزش مری دل کی دیکھ لایا
وہ طفل نصیری آئی شاید
گردن زدنی تھی شمع سرکش
بس کہد یا خط میں برگ سون
ٹھکرا کی چلی جبین کو میر
بہر رشک ہی منہ جو یاد رکھے
بھولا تھا میں راہ کو نی قاتل
اوسکی گردن تلک نہ پونچا

دلبر فی خوب و بیری کے
کر سیر اس سچ آنسو کے
قسمین دون مرتضیٰ علی کے
کیون اوسکی گل سی ہری کے
جب لکھ سکے صفت ہری کے
مستمت کی لکھی فی یاوری کے
صورت دیکھوں نہ آری کے
تو فی اسی موت رہبری کے
ای دست دراز کو تہی کے

دل کو بالا بغل میں تو نے
اگو یا دشمن سی دوستی کے

جو بہان تھا وہی ہر سو عیاں
سرایا ماہ کا تجہ بر گمان ہے
کیا یہ سوز دل نے گرم ہلو
میکھتا ہے ہمارا خون اس کے
جو بونچی ہاتھ زنجیر و نگو توڑیا
گیا ہی کوچہ کا کل میں ابل

یہہ کیسی لن ترانی اب کہاں ہے
زمین قدموں کی نیچی آسمان ہے
برنگ شمع ہر اک استخوان ہے
تری تلوار قاتل گل فشان ہے
اگرچہ پانون اپنا درمیان ہے
مسلمان وار و ہندوستان

سخی جو چہرہ جا کے تاقامت
 ہر ہنر و ہر فنہ زرد و سرخ شک
 ہوا ہی جنت المادئی کسی ہے
 تیر ہی تیرے خنجر کہا ہی
 چمک لعل بدخشان کی متاع
 مین گونا خوش ہون اپنے زندگی سے
 تجھی کہتا ہوں سن و حشر دل
 وہ ہوں نازک مزاج امی مہضی و
 نہ تو خار ہی میری چمن کا
 مواجہتا ہوں مین طرز نگہ سے
 وہ بلبل مین ہر اک شاع کل پر
 زرد و نیارسی آتا ہی جانان
 کئی ہی یاد دنداغین مری عمر
 ادا و ناز و غمزی سی ہی آتا
 لگا دی آگ نالون فی فلک پر
 چہا ہر دم خبر لیتا ہے اگر
 بلا کر اس کے دو باتین تو سن لے

ہماری عشق کی وہ داستان ہے
 تری وحشت و دو گاہہ نشان ہے
 ترا کو چہ ہمین باغ جہان ہے
 ہمارا آج شاید استی ان ہے
 تری ہو ٹھونپہ ایسا رنگ پان ہے
 رہی خوش یا الہی وہ جہان ہے
 وہاں چل جہان و داستان ہے
 رگ گل مجھ کو خارا شیان ہے
 جو یہ خورشید ہی برگ خزان ہے
 تری لب کی سیحائی کہاں ہے
 ہمارا دل بجائے آشیان ہے
 فقیرون پاس یہ سامان کہاں ہے
 یہ کشتی آب گوہر مین روان ہے
 مری بوسف کی چہرہ کاروان ہے
 فرشتہ نکلی زبان پر آلمان ہے
 کئی دن سی جو درد و آخوان ہے
 یہ کہتی مین کہ گویا خوشی مان ہے

مگلیا جب میں توای مہر و نظر آیا بھی
 چشم سان آغوش میں جب تو نظر آیا بھی
 چل گئی تیغ او سکی جنبش سی جگر دیر کے
 تیری برو سے اسی جوان کیا دون
 زار اس حسرت کے رویا میں ہیں بویا
 آج جو چاکر سو کہہ وعدہ کل ویداکا
 ابر میں بجلی چمکی کا جھبی دھوکا ہوا
 چشم جانان میں جو دیکھا سر نہ ہلا
 حسرت ویدارنی محکمو کیا یہ جوا
 یاد آیا دل نہیں اپنا ملا تھا خاکین
 چشم تر میں بھر گیا اوس سرو قامت کا جوا
 کیا تصور جو دیکھا اپنی جبرار کو
 کسینج لی تموار جب اپنی مکرسی پار
 جنت کو بی تباہ میں جب کہا مینی قدم
 دور اصرع سے سایہ قد اگر مصرع ہی

میں نظر آیا نہ آیا تو نظر آیا ہے
 دست خم گشتہ مرا ابرو نظر آیا ہے
 سرگون چلتے وہ ابرو نظر آیا ہے
 ماہ فوشل سفید ابرو نظر آیا ہے
 دودھ روزنیں ہی آنسو نظر آیا ہے
 کن ترانی پھر کہاں جب تو نظر آیا ہے
 کپلہ بالون آتش خو نظر آیا ہے
 بستہ اک زنجیر سے آہو نظر آیا ہے
 جستجو تیری رہی گو تو نظر آیا ہے
 رو دیا جب و غبار کو نظر آیا ہے
 سرو اگر کوئی کنارہ جو نظر آیا ہے
 میں تہیجا اوس کھرکا مو نظر آیا ہے
 بارہ کا دور اکرا مو نظر آیا ہے
 جام کو تر کا سہرا تو نظر آیا ہے
 مطلع ایجا و جانان تو نظر آیا ہے

ایک غزل کی اور بھی تکلیف دیتا ہوں تھے
 شاعر و نین اب تو گویا تو نظر آیا ہے

اسی سب جانان نہ جسد تو نظر آیا
 شرم اس چشم میں آنسو نظر آیا
 اوٹھکی اوس پہلو میں بیٹھا تو فرشتوں
 ہوں وہ جنوں حیمہ لیلی سجود اور اوڑھ
 میں یہ بھجاو ہوا مصرع الیسا ہو
 مدقوں پہرہ میرا نگہ میں کھٹکا کیا
 فکر عارض ملک چاروں سوئی تم تک ہوا
 خال میں کی جو بھیا رومی آتشاں
 در گیا بازو کی چھائی ہنس بجا دام
 لاغر کی میری دعویٰ حق باطل کر دیا
 آنکھی پہی پادہ جھمٹان صاف
 یار کی نگہ نہ سخت شرم بھر مرنے لگی
 دل فی بی میری میر مصیبت بار
 پھر مرنے کی چچی گھر گھر مرنے لگی
 بعد مرنیکی گریبان کفن ثابت ہا
 استقدر عالم میں جان لربانی توفی کی
 دوسرے ہوں گیا مضمون دل پر کا

آنھو انکار دینی وارو نظر آیا
 گردن آہو میں باگنہ نظر آیا
 دل پہی اس پہلو اوس پہلو نظر آیا
 جب حوا ویدہ آہو نظر آیا
 جب کمر مصراع ابرو نظر آیا
 ایک دن گراوس کا سو نظر آیا
 عارضی آید از انو نظر آیا
 آگ میں جلتا ہوا ہندو نظر آیا
 اوسکا گریو جب تاباں نظر آیا
 اسی غم تیری کمر کا سو نظر آیا
 ایک ہی جانب پشت در نظر آیا
 پھر بیان مرگ پر آہو نظر آیا
 مرثیہ خوان اپنا بی بازو نظر آیا
 پھر وہی خراب آنسو نظر آیا
 لہتہ اپنا آج بی قابو نظر آیا
 دل نہ کیا اوس میں جو پہلو نظر آیا
 جب کوئی دکھتا ہوا پہلو نظر آیا

مجھ میں اور تجھ میں باہم اتنی دیکھیں
دیکھی سرہ اوس دکھلائی جو کہ دین میں

جب نظر ایا میں بھلو تو نظر آیا مجھے
سُورہ اک گر درم آہو نظر آیا مجھے

باغ میں بار کو یا می سی دل سب کا پھرا
واٹر گون جامِ حباب جو نظر آیا مجھے

یہ ایک تیرا جلوہ صنم چار سو ہے
یہ کس کس کی آنکلی آرزو ہے
گلستان میں جا کر ہر اک گل کو دیکھا
مری اس سیر کی صد فی ربائی
نہو کا کوئی مجھ سے اچھو تصور
نکدہ زنبور یا تو صاف کہہ دو
کبھی رُخ کی باتیں کبھی گیسو کی
محبت جفاؤں تو باور نہ آئے
ملا وہی لبِ جام کو لب ہی سا ہے
نکیو نکرہ ماغ آسمان پر ہو میرا
نہیں ہنسی سوا پیر کچھ مطلب دل
ہوا ہوں نہ خود رفتہ میں خط جو لکھ کر
چمن میں بھی دیکھا تو چرچا ہی تیرا

نظر جب طرف کیجی تو ہی تو ہے
کہ دست دعا آج دستِ سب ہے
تیری ہی رنگت تیری ہی بو ہے
ترا حلقہ زلف طوقِ گل ہے
جسی دیکھتا ہوں سمجھتا ہوں تو ہے
نکیو نکرہ خود بین کہ آپسہ رو ہے
سحر سی یہی شام تک گفتگو ہے
غرض اس قدر یہ گمان بار تو ہے
چمن ہی ہوا سر وہی آبجو ہے
بغل میں مری ساقی ماہ رو ہے
تمنا تری ہے تری آرزو ہے
کسی نامہ بر کی گزرتجو ہے
لب برگ گل پر تری گفتگو ہے

نہرے مل تورات دن ہی برابر
کسی گل کی کوچی سی گدڑی سی

چھر کی زکھ شام کی آرزو ہے
صبا آج جو بھد میں پہلو کی بو

نہین چاک دامن کوئی مجھ سا گویا
نہ مخبی کی خواہش نہ فکر رفو ہے

کیا غم ہی اہو گری نچیری ٹپکے
انتہا کے نزاکت جو شہ میں کھلے
ابون مری اور بھی دوزخیں لگے آگ
جہم ایسی میں کیا کہ تو کہندی گلی پر
دل خوش نہ وہ میں کہ کہنجی گر نقشہ
ہون شل صد موتی جابو عین جم
کہتا ہی شرارت کہ ہی ابر شر بار
روئینا اگر اوسکو نظر کھریا میں
دل سوختو کی تن میں نہیں غم بجز
چل چل مری باو عین سو زخم تیری
رسوا نہ کروں تجھ کو جی شل شرخو
شیرین کی صفت میں لکھتا ہوں
تقدیر میں روئے عجیب کیا ہی جو پانی

ہی شرط وفا نہ تری تیری ٹپکے
گر مچ پیدنا رخ بی پیری ٹپکے
جنت کا مکان دیکھی تاثیر سی ٹپکے
پانی وین قل لب شمشیری ٹپکے
خوناب اپنی زہ تصور سی ٹپکے
پانی جو کر زلف گر گمیری ٹپکے
گر خون قرۃ عاشق دگیری سی ٹپکے
پانی وین پھر ابرقاص ویری ٹپکے
سرنگی خون شمع کا گلگیری سی ٹپکے
کس طرح نہ خون حلقہ زنجیری سی ٹپکے
کیا دخل قیطرہ کے شمشیری سی ٹپکے
اغلب کہ غسل خاتمہ تحریری سی ٹپکے
باول کہ طرح نامہ تقدیری سی ٹپکے

<p>دیت ہیں جاری مری آنسو یہ دست خانی میں لیا کسے مرغ پیدا گل خورشید ہوا ان گل ہوتا ای جوش گریہ جو دویا ہی میں کو دہ گشتہ یونین ز جزا بہر شہادت</p>	<p>یہاں قطرہ شبنم گل تصور ہے ٹپکے جو قطرہ خونِ مدہ تصویر ہے ٹپکے جسجا کہ پسینا رخ بی پری ہے ٹپکے یہ سق فک بھی کسی تدبیر ہے ٹپکے خون ہو شر اور شر شمشیر ہے ٹپکے</p>
--	--

<p>مبای گلو کا جو کروں وصف میں کو قلقل کی طرح مری تقریری ہے ٹپکے</p>
--

<p>پاس غیروں کی جب جا بیٹھے یاد میں جس اک جان بھولے قبر میں بھی ہین سر کو ٹکراتے دل لیا جان کو جگر سے نو دیکھن لاتی ہی کب شمیم لعل مینے گل کہا یا تو لگا کہنے نہ اوٹھیں گی مثال نقش قدم</p>	<p>ہاتھ دنیا سے ہم اوٹھا بیٹھے وہ ہمیں صاف ہی بھلا بیٹھے اکبھی ٹھوکر نہ تم لگا بیٹھے کس لپی پھو تو تم خفا بیٹھے منتظر ہیں ترے صبا بیٹھے خوب تازہ یہ گل کہلا بیٹھے جب تری در پہ یار آ بیٹھے</p>
---	--

<p>دیکھ اوس سے سمجھ کے کر بات ہے وہ گویا نہ کچھ سنا بیٹھے</p>

<p>جو وہ اپنی محراب ابرو دکھا دے</p>	<p>بشر کیا فرشتہ بھی گردن جھکا دے</p>
--------------------------------------	---------------------------------------

اشکچہ تو امی آہ سوزان دکھا دے
اگر دیکھی چاہِ ذوق او سکا بھف
میں منصور ہوں زابو حق کہو نگا
پڑی اشکِ افسانہ سوزانکی بس میں
بھلا کچھ تو آ کام امی جوش گریہ
اجل کہہ کی اوس تیغ ابرو کا قصہ
اگر آب ہی تیری خجیر میں قاتل

رقیبو نکلی دو چار گھر تو جلا دے
تو چھ آب کو وہ کنوین میں گرا دے
اگر کوئی سولی پہ جھکو چڑھا دے
یہہ چاہی بہا دے وہ چاہی جلا دے
کہ خیر و کج دیوار و در کو گرا دے
ہی احسان شب بچر میں گر سلا دے
ذرا میری دلکی لگی کو بچھا دے

پڑھی کبہ گویا بہلا میرے خط کو
کبوتر کو جو جھکیوں میں اوڑا دے

جسم وہ حیران جان آمینہ کوراکری
دست کو تہ عشق کا ہو کس قدر ہیاکری
چہرہ گلگون گلشنِ موزوں سے
جلوہ گر خال سے روی تشناکری
وادی دین سجدہ کر پاؤں رکھنا ایجنہ
جی ابھی نکلا نہاتن ہی کہ وہ راہی ہوا
رو ویا بہر ادنی تصویر میرے کہینچ کر
کہینچ کر شوق اسیری لیچلا تیرے سنا

چاندنی اوس ہلکی اُتری موریہ شاکری
دامن پاک سے کھنا نکو دیکھو چاکری
گوشت نازک ہن گل ترغیہ گل ناکری
چشمہ خورشید میں نگہی مگر تیرا کری
ہر گویا دین غایان گردشِ فلاکری
تو سن جانان سمنہ عمر سی جلاکری
صوتِ شکران عاشق موقوفہ مناکری
اپنی گردن میں گم بیان حلقہ فقر اکری

مور و بیچ و بلا و دنیا میں ہی بلکہ مراد
 جو دنیوی فی محکو نصر خطائی ہی نیجا
 گرا و تھا ویدانہ تیرا گورسی فردا نی
 اس جان تنگ کو کہیں کجیوں دشت
 انکرمین پیرے سا خدا فی سی ہوتہ

سنگھاسی کو دوکان سے بید کو کیا باک ہے
 سو گیا جیٹوں پھر کیا خار کے ہلکے
 دیکھنا چہ دم میں جیٹ صبح مخمر جاگے
 جس عمر کو دیکھیں اوس کا گریباں کئے
 ابلین چشم صنم واقف کیا چالاک ہے

میکشی میں چھ آردہ ہوا وہ مست ناز
 دور ساغر جھکے گویا گردش فلاک کے

محبت ہی نہیں فانی خالی ہی عداوت کے
 جو دنیوی جھکو دیکھا رحم اوس سے روکوا یا
 ترا جانا تو ایجاں جان ہی موت کا آنا
 اگر دعویٰ ہم چشمی کا میری چشم گریبان
 سرفراز ہماری ہو کر سر کاٹ ڈالی تو
 سراپا بتہ زنجیر جو نقشہ مرا کہینچا
 بنسو شکام ہاں زخم گر تلو ارا کرتو
 یہ درد بایر و فرق میں تھا آسا بنا گرد
 بنی و مثل لیلیٰ جیسہ سایہ تیرا تر جا
 فطارہ کر اوسا جہو کا چشم مست کو بچھا

اشارہ بھی کرتا ہی انگشت شہادت کے
 جڑی شکونکی ہرگز کم نہیں ہاں چھٹ کے
 روانہ ہوگی تیرے جان تیری نصرت کے
 میں خضر ہون مقابل ہوو کہد بہر جہت کے
 بزرگ شمع بچھریا ہو ششون دے کے
 مگر آگاہ تھا ہزار میر خوش خوش کے
 یہ کہہ ہی خل جولہ تابو میں کایت کے
 برسنا اسکو کہتی ہیں کد و ابرجت کے
 وہیں جنون نے جسکو دیکھو چشم و
 گئی بچا کو ہم اٹھ کے محراب عباد کے

لگین گریز کان لہ ہی میں آنسو میرے
 رجوم میں حسرت اکیسوا کیسے ہو
 میں دوانہ ہوں مریم فائدہ کچھ نہ بخشی

مجھی بہتر باران کم نہیں بارانِ حیرت سے
 تری عاشق کا جانا خزانہ شانِ نکست
 اگر اچھی ہو گئی زخم تو سنگِ حیرت سے

اور مجھے مطہرِ روٹھا تھا لیکن سینے کی گویا

سنا بالا کہہ منت کے خوش آمد سما جیت سے

اوسکو مجھ سے روٹھا دیا کس نے
 دامِ کا کل دیکھا دیا کس نے
 خیمِ ابرو دیکھا دیا کس نے
 ای فلک ہم تو بٹھی ہنستی تھے
 آئینے میں دکھا کی تیرے شکل
 اک قلم حرفِ دوست سے بھولا
 مین گیا اوسکی گھر تو کس نے لگا
 نہیں معلوم شوقِ قتل میں کچھ
 تما ئے کسی کی انگلیوں میں
 مانگتی ہے گناہگار ہوئے

میرے دل کو دکھا دیا کس نے
 مرغِ دل کو پہنسا دیا کس نے
 کعبہ دل گرا دیا کس نے
 اونٹنے اونٹنے رولا دیا کس نے
 تجھ کو حیران بنا دیا کس نے
 بائی اوسکو پڑا دیا کس نے
 گھر ہارا بنا دیا کس نے
 سہارا اوڑا دیا کس نے
 نظروں سے یوں گرا دیا کس نے
 اوس سے بوسہ لیا دیا کس نے

کل تلک دوست تھا وہ گویا کا

آج دشمن بنا دیا کس نے

ملی ہاتھوں میں یہ جٹا کس نے
 صبح کو شام کو دیا کس نے
 شک اوٹ لے کو کہا کس نے
 آج ایسی جو تو معتبر ہے
 کاش سرتن سے وہ جدا
 پاؤں پڑنی سی ہے خفا ہوتا
 اگلے اٹھ کیلیان قیامت میں
 تو نے مارا جسی کیا احسان
 زیست پر ناز میری موت کو ہے
 جوشن پاران میں برق سی چمکی
 تجھ سا دکھ انہیں جو ان کوئی
 کتنی میں بت کہ ہم نہیں دا

خون سر پر مرا لیا کس نے
 زلف میں منہ چھپا لیا کس نے
 شاعرون میں یہ کی خطا کس نے
 زلف کہولی ہی امی صبا کس نے
 کر دیا بار سے جدا کس نے
 ہاتھ سی میرے کہو دیا کس نے
 حشر پہر کر دیا بپا کس نے
 تجھ سے مانگا ہی خونہا کس نے
 کر دیا گشتہ آوا کس نے
 میری سونی پہنیں دیا کس نے
 پڑھ دیا تجھ پہ لافتا کس نے
 پھر لیا دلو اسے خدا کس نے

یار دیتا ہے مٹی نہیں پیتا
 کیا گو یا کو یا رسا کس نے

تم وفا کا عوض جفا تجھے
 بان کہا کر جو ابی مقتل میں
 سر فلم کر نیکتا خطا میں جو حال

اسی بتو تم سے بس خدا تجھے
 کیا شہید و لکا خون بہا تجھے
 اور کا مضمون ہم جدا تجھے

کب نہ ملو ورنہ انکسین مٹی کے
 ہو گیا جب قلم ہمارا سر
 دوڑے کیا ہو کی خوش مقتل
 کسی صورت سی ہلو آنی کے
 یا و دندان بین جو بہا النسو
 چاند نے پروہ پہر رکھی نہ قدم
 تیری ابرو کو جو ہلال کسا
 مردن تو وہ جواب نامہ لکھے
 ہاتھ اوٹھا کر لگا جو کو سنی وہ
 جو ہے بیگانہ آشنا ہی وہ
 ہم کو نظر سے چستی بین آپ
 جب سی اوس کو چہ بین چم کہا
 نکجاو نو جوان کہا بی مثل
 ہم نی جب دیکھی چاندنی چٹکی
 کاسہ ماہ جب دیکھ لیا

جو کہ مرگان کو خار پا سمجھے
 اپنی قسمت کاتب لکھا سمجھے
 اوسکی ہم گہ کاراستا سمجھے
 کاش دروازی کا گدا سمجھے
 اوسکو ہم دہرنے بہا سمجھے
 ہم فقیر و نکا بوریا سمجھے
 ماہ نو سے بھی کچھ سوا سمجھے
 خطہ آنی کا مدعا سمجھے
 واہ ری ہم اوسی دعا سمجھے
 ہم جو کہتی بین کوئی کیا سمجھے
 چشم بد دور نوتیا سمجھے
 کہیا کوئے سے خاک پا سمجھے
 آج معنی لا فتا سمجھے
 تیری اثری ہوئی قبا سمجھے
 تب سی گردون کو ہم گرا سمجھے

اپنے منہ پہ پوچھ مت کو یا
 کچھ نہ سمجھے یہ بار بار سمجھے

نہیں کہہ غم گلستان کے فصل گل خوانا
 کہو دین قوش آج لازم ساتھ جانا
 وہیں میں جیسوں میری بجز و نکادانا
 شمال نقش لاکھون بورتی میں اوجا
 گریبان پہ کر دست جنوں مہر کی کج
 چلو نکاس کی بل شوق نہاد و سنگیری
 نہیں نظر اوس ناک انگن کو جو برباد
 سبک ن کے نظر زمین باو کا خاطر
 چلا دایع سوان لیکر دل جانان کی کھین
 تصور راندن ہی گوہر داندان جانا
 نمایان میں لفت رسی ہی کا نکاس
 چلو تلوار رکھ کر دوش تو اوڑھو
 کبھی مڑگان کہا تا ہی کبھی سڑکیا دبا
 ہیکای دیتی ہیں تری سزیم جوابی تل
 نہیں بھیج لی ساتین بیلین تری اسری
 لگا تی دنجی انگنوں کیوں ہر دم اوچتا
 ہمار چلک کو برباد کر کی آہن کرتا

وہ بل مون گل کہا کہا کی تاز گل کہلا تا
 جنا کر ہمار ابر رحمت شامیانا
 جنون مجرا کو تیرے کہتا ہی تو انا
 مگر قابل تیرا گنج شہیدان آستانا
 اہی دامن صحرا کی بھی پرز اوڑھنا
 جہان تلوار چلتی ہی اوسی کو چھ جانا
 جاری خاک کا شاید او تودہ بنانا
 کہا کرتا مجی جہ نانو انکو کیا اتنا
 بتم ساتھ لیکر جانب جنت روانا
 مری اٹھوئی دور میں مگر موت کا دانا
 عوض دینکی اوسکی دامن میں دانا
 پیری کی سچی صورت رضا باقی بر لگانا
 مری منہ کو شاید کہ سولی پر چڑھانا
 زبان تیغ سی سمت کے لکھی کو پڑھانا
 مگر صیاد کو گلد ام گلشن میں لگانا
 صنم پہنچے مڑگان تری لہو نکاشنا
 غبار اپنا کسی تیر ہوا نکاشنا

پہنسا یا گیسو چائیں کس کا فکی دل میرا
ہمارا خاؤ ویران ہی دو تھانہ امنی ہم
دو بیہ آسمانی اُڑ رہے مگر یہ کون آتا ہے
نشر ماؤ کو تو پہنچو دون مزرگانہ کی طرح
اوچھتی ہیں بال بال اس کے تو میرے دم اوچھتا ہے
یہ ہے مزرگانہ کی جنبش آہ یا نہی وک انداز
لیا جس نے ہمارا نام مارا بگناہ اوس کے

مجھے اس چرخ کج رفتار کو سید ہا بنانا ہے
یہ سب آگاہ ہیں اکثر خرابوین خزانہ
کند چپی چپی مثل سایہ گر وین کے روانہ
تم آمی عین بعد پر چپی آنکھیں بچانا ہے
یہاں ہے درو شاہین جو دوان لغو نہیں بنانا ہے
کشش ہی کمان باریا تھوڑے چڑھانا ہے
نشان جس نے بتایا دہ تیر و کافشا ہے

دل آفرین کن شاہ خواب کا قصور ہے
مری و سانی مین گویا ہما کا آشیانا ہے

داغ دل تازہ ہو گیا دل تازہ
جیاب میں شوخی بنام ہی عشق ہو
واسن صحرا ہو انگڑی پر آدست جنوں
قامت موزوں کا سادہ لیکر کہتا تھا شوخ
سکر کو پورا کوہ کن کی عقل پر تیر پرین
کو پہنچا پہنچا دگر خسار آتا ہی صبا
ہو نہیں وہ بلبیل کہ مثل طائر قلیہ نما
زخم جو لگتا ہی بنتا ہی وہاں بگڑو

ہو گیا روشن چراغ اپنا گدار باد
جان شیر نگوڑی کتنا تھایا ہے فریاد
جیب صبح دھڑے بہا ترین تیر امداد
کس کا مصرع لڑ گیا ہی مصرع اوستاد
کہو دڈ الا خانہ خضر نگیون بنباد
شور بلبیل کہ نہیں شور مبارکباد
مستہ نفس میں نہیں پیرا خانہ صیاد
برہمتی ہی میر وفا ظالم تیری بدباد

پہور ڈالاسر کو سبک آستان یار
بیرا اگر آتا نہیں تو ہی شب فرقت میں

ہم ہی او شیریں نہیں ہیں کم تر مری
ای اصل تھے بھی کیا ہلکے پیدا یا یاد

ہوئے مالان گنبد گردون گہر لکھا
سر پہ اجاتا ہی گو یا تیری فریاد

ہوں مثل فی ند و جہی نسبت پسند
کو چھین لے لے دل جانیوں ہو دو
عاشق کی آہ جا بیک اب عرش سی پر
تم کو خداد کہا می تو انقلاب عشق
ہی آہ بیکسان کی رسائی خدا تک
گیسو منہ کو ڈھانک کے ہنستی ہو باہم
ای جرخ مرے بہہ اوس شہسوار کا
اب حیات خضر سی گو تمام عمر
کرتا ہی وہ صفت لب شیریں یار کے
آیا جو غش جہی تو گرا پا ہی یار پر
تو دیکھتا ہی ایندا وریہ نہ کوین

ناتی نکل رہیں ہیں مگر بندہ
جس طرح درد مند ملے درد مند
زلف دراز بڑھ گئی قد بلبل کے
اچانک درد کہتی پہر و درد میں
چرہ زبانی فلک پہ دلا پس کند
یا بھلیاں بر تہا بن ابر بلبل کے
نسبت نہیں بلال تو نسلیں سمند
تو دم میں مار ڈالی اوس زرخند
بھر مے مان یوسف مصر کو قند
بہوشی نہیں کم نہیں میں ہو سمند
بہتر مری پسند ہی تیری آہ

گو یا ساد و سر انہیں جاننا ز سر بلبل

وفا کے ساتھ اصرار بلبل کے

ابرہی ابرہہ کے لئے
 سروینا ہی نوای فاختہ مستان
 درد غم اندوہ کس کس کا گزرتا
 گل خوشی سی چھو بہن نخل گلستانین
 زلف نہی اگلاک اونی لاکہ افغی کرتی
 لکڑی پھرتی ہستائے گلشن بین
 ہمدرد گوشت ہون تیغ زرگس مخور کا
 یاد کس کے سلک نہ انکی رولانی بھی
 میں عصا شاخ نخل تر بلبلوں کے
 نام اپنی آہ کا ایسا کیا ہے
 جلتی ہی نالوں کے سکون بادلوں
 سینہ ہی لڑائش اوی منظور
 جب کے اپنی کہ چین فی نہیں دیتا
 شمع روی یار پر جھڑھ میرا دل
 کیا لگاؤ ہے ساقی فی نظارہ کیا
 دیار جہان کثرت ہیں تو حد نکو کی
 آج انسانی سا کرتا ہی بہر خواب

لکڑی داب ساقی کردش پیمانہ
 دست سنا شاخ ہی ہر ایک گل پیمانہ
 یا الہی دل ہی میرا یا مسافر خاں
 مژدہ باوا ایدل زار آمد جانا ہے
 دشمن چنچ مر اسور کے تیرا شانہ
 ساغر گل ساغر می چین مینا
 ہر دمان خم میں بان خدوستانہ
 جو مرا انسوی ہر شک در کید آمد
 آج کس گل کی چین میں آمد شانہ
 غیرت اخر مری شہج کا بہر دانہ
 رعد کی چھاتی پٹی وہ آہ بیتا بانہ
 باغین کنگھی ہی بان لغوین کی شانہ
 وادی دوزخ مجھی آبادی ویرانہ
 اسطر حصے جل سکی کیا طاقت مروانہ
 محتسب شاہی زاہد جو استانہ
 ووبی مہاجن وین خانہ ووبی خانہ
 ویکہ لینا بی خبر کل تمہی اک افسانہ

اس جہنم خاں چشم ہر گل گر گزین
ہی ضو ہنالمو کا قتل ہونای غار
پڑ گئی ہی جاسی ہر ایک بت البصم
دل پڑا جلتا اباسی جان آگہو نہیں
رعد ہی نالہ مرا اب ہر گھٹکان

ہاں مگر کچھ آشنا سہا سبزہ میگا ہے
سر جہکانہ زیر خنجر سجدہ شکرانہ ہے
اندون تیرا بجلی گاہ کیا بتخانہ ہے
دیدہ گریان مژدہ ہی صوت خشنا ہے
جسکو بجلی کستی ہن آہ بیتابانہ ہے

قیس کو یاد امت و فدا دیو قوت کیا
جو تری کو چھین آیا اسی پری دیوانہ ہے

گم ہوا ہوں نظر روک ایسی ناتوازی ہے
انگہ اٹھا کی گرد یکھو عین مہربانی ہے
وہ لگاتی ہن مسک ہم ہی ہن لہو رو
حائل کبھی اوس کے گرد کوئی کتنا ہے
پوچھتا ہی کیا ہدم حال زمرگان کا
سکھو ہی یقین کامل خیر ماہ تابان کا
کرتی ہوا اشارہ کب بھکوانی ابرو
بند انگہ کرتا ہی تو اُسید رویا پر
اوس نے آئینہ دیکھ نہ تگڑی جھپٹ
تر غریب سنتی ہو سہلا کی کانوں کے

اب وہ ہے ارنی ہی یاک کن ترانی ہے
لو دغا سیفو کی تھر موافق ہے
اے شوق خور زہن خوں نشانی ہے
اور ہن سنی یہ بھی اک کہا نی ہے
جب اٹھا جانا خال خال ہے
اوسکی جو قبا کا رنگ آج آسمانی ہے
تیغ گر لگا بیٹھو یہ بھی مہربانی ہے
جاگ خواب غفلت کے کوئی نیندانی ہے
مانہ سی سکندر کی مگر موت ہے
پاؤں پڑوں گر میں ٹکڑا ہرانی ہے

ماہ نو گریبان ہا اور ستارہ کلمہ
کیا عجب موسیٰ اسطرح جو پیش آئے
کہتی ہنچے ضوان جتنی اہل جنت ہن
نچو وہ لہو روتی دیکھ کر لگا کہنے
میری بقدر کی اور میری روتی
سٹرین سکی ہن جین او رہی ہو دیکھا
زخم کما کی بازو کی چھلیاں ہن ہن

ہی بجا قبا کا گرنگ آسانی ہے
جس کے روز ملتا تھا اوس کے لڑائی ہے
جب یار کی حد کی نچو پاسائی ہے
کرتی اسکے سینے میں خم کیا نہائی ہے
برق رشک سی زبان ابرائی نہائی ہے
غیت در شہوار گوہر معانی ہے
آب تیغ اسی قاتل آب زندگانی ہے

اوسکی دین من کو یا تو فی فخر پایا ہے
ذکر کیا ہر سر کا کوئی اوسکا ثانی ہے

شکل گرہن حباب کی ہے
نہن گیا آتشِ جدا کی ہے
کب برابر ہی مصرع ابرو
من وہ ہون مستش پامین ہے
کیونکہ اوسکو کہوں مہ تابان
واہ اُد گل ترے پسینی من
اوسکی ہون ٹوٹو نہیں تھا کیفیت
کیونکہ کھانا مینی حال رونی کا

خاک نقشِ برابر کیسی ہے
دل کی حالت کباب کیسی ہے
سطر بندی کتاب کیسی ہے
شکل جامہ شراب کیسی ہے
صورت اک آفتاب کیسی ہے
ساری خوشبو گلاب کیسی ہے
لب جامہ شراب کیسی ہے
خط کی حالت خواب کیسی ہے

زلف اگر ات ہی عارض میں
مکشور دل میں کیا تلاطم ہی
دل پہننا جب زلف کا کلن

روشنی ماہتا کیسی ہے
صورت اک انقلاب کیسی ہے
حالت اک بیچ و تاب کیسی ہے

دیکھ بہ بہت حسین کے گویا
سب عطا ہو تراب کیسی ہے

محبو چاہِ وقتن دکھانا ہے
کچھ جو سید ہی ہی بات کرنا ہوں
شمع محفل وہ محبو تجا ہے
عقل اول کی ہوش اور تہی میں
زلف کو چٹیرتا ہی جب شانہ
گر میان غیر سے نہ کر ظالم
برگ گل ہی زیادہ لال بہن ہو
خاک سے ہی مری غبار رہا
نخنچے حیرت سی کہل نہیں سکتے
مثل اُمید او سے صاف ہیں ہم
تجھ کو اپنی ہنسی نہ کیج قسم
دیکھو کس کی جاسین تجھ ہی

سیرا یوسف کنوین چھکاتا ہے
تر چہان وہ مجھے سناتا ہے
شاید اس واسطے جلاتا ہے
چمکے جس وہ جب اڑتا ہے
وارا ایچ ومار کہلاتا ہے
جل رہا ہوں عیش جلاتا ہے
کوئی جانی کہ بان کہلاتا ہے
قبر کوڑھو کرین لگاتا ہے
جب جہن میں وہ مسکراتا ہے
جو ہمیں خاک میں ملاتا ہے
کس لیے تو ہمیں رولاتا ہے
خنجر آبدار لاتا ہے

دیکھ کی آنکھ ہی نہیں رکھتے	کن ترانی کسی سُنا تا ہے
فکر میں اُس کے اچلا ہٹ کے	اور مضمون محل بُلا تا ہے
لیکن آگے نہ فکر کر گویا	
رہنما مختصر ہے بھاتا ہے	

نکلم جو کوئی کرتا ہے جانی	ہماری اور تمہاری ہے کہانی
نہ کر بیمار کی تدبیرِ جراح	یہ زخمِ دل ہی الفتِ نشانی
جنون میں یاد ہی اک میتِ بڑ	کہاں ہی اب دماغ شعروانی
مالِ عاشق و معشوق ہی ایک	سُنا ہی شمع سوزاں کی زبانی
پوچھا ایسا ہونی سے نہ ثابت	نہیں مثلِ خدا احمد کاشانی
محترم یہ تیری پوشاکِ آبی	ہوئی محکومِ بلا سے آسمانی
بچی گراستحیٰ ان سوزِ الم سے	کرینگی تیری سگ کے بیہانی
نشانِ ہم بی نشانِ لگانا یا	صبا نے مد تو تک خاک چہانی
اوٹھیں تربت سی خندانِ محشر	کفن کو دے دو طہرِ عرفانی
تیری پھر فی سی اسی ہم سب ہنسن	زمین ہی ہی بلا سے آسمانی
وہ عاشق ہوں نہ آئی نیندِ محکوم	سنون جب نہ یوسف کے کہانی
اور اسکتی نہیں اوسکی لب سے	یہاں تک کہ نہ بھی ناتوانی
ہماری بن چمن میں عندلیبو	مناسبت ہے تمہیں دھوینِ چپانی

غم ساقی جاری خون دل کو
سجھتے ہی شراب ارغوانی

نہیں بچتا سے بیمار محبت
سنا ہے مہنی گویا کی زبانی

گر اوی بارنی بجلی دھڑے کی کناری
تن پڑا غلو کیونکر کیے گلشنِ حیات
لہجہ یا کیا ہی خذہ دندانِ کسے
دم آیا میری آنکھ میں آئی تم نامی
جسے میں دیکھتا ہوں یار دانتوں کا شیدا
خرا مان دیکھ کر گلشن میں میری رویتا
بھڑی منہ کی دکان میں اپنی انگلیاں
روان ہن سیکڑوں نہرین ہمارے انگلیاں
کہ جو گوشتِ سلطانِ صدقین مقبرہ ہے
اجل بہتری اس ہر روز اسدوار ہے
چشم کو ہی ہر دم کام ہی آخر شمار ہے
نجا کی بجلی نخل گلستانِ خمر ہے

وہیں ہو جائیگا دنگی جو محکومِ عصا

کہ بانی پانی ہو جاوے گا کو یا شرمسار ہے

پتی ہر خون دل نہرِ آتشِ شہزاد
پتی ہی محکومِ دار و دیوارِ موگئی
سکھ کو اپنی چوڑی زلفوں میں جا
کس شہسوار کی ہی قدموں میں
کس کو جی ہی نکال لی ہے شہزاد
سینہ خیالِ یاری تجانہ بن گیا
دل نہیں رہا کسکو ہوس کے
تائیدی یہ یار کی جھوٹی شراب ہے
وحشت تو دیکھو دل خانہ خراب ہے
صوت جو بج گیا ہی نہ نور کا ہے
دیکھو خون کیا مری مٹی خراب ہے
ناتوسہ ہی دل پر اضطراب ہے

بعد از فنا یہی شیشہ ساعت کے خاک میں
 پونہ یا جھکے کعبے کی تباہی تک
 اسی شہسوار یان ہی قدم نہ کھجور
 دربار دان، فرقہ ساقی میں چشم سے
 پر توڑا جو خواب میں اوس شکاف کا
 دیکھا بھی جو خواب میں جا مری تب
 گردش ہی غرض بنانا تھا جام
 آیا جواب نہ پس از مرگ تب کہلا
 نقشہ بنا کی مانی فی چاہا جو سکی داد
 کیا انفعال ہوگا اگر کاتب عمل
 مثل جواب کہہ جو کہولی تو یہ کہلا

تا تیرا تک ہی تو ہی اضطراب ہے
 باری عاقد امری مستحکم ہے
 ہی حلقہ چشم میں صورت رکاب کے
 درکار اب مجھی ہو کشتی شراب کے
 صورت لگی ستارے لمنی حباب کے
 بیداری فزون ہو تو قبر خراب کے
 بنوا کی چاک کیوں مڑی خراب کے
 تہی دیر اسلمی مگر خط کی جواب کے
 تصور بول اوٹھی مگر حاضر جواب کے
 رکبہ کی میری سامنی دین کے
 بنیاد کچھ نہیں ہی جہان خراب کے

گویا اسی سبب سے ہی اُسید مغفرت
 الفت جو ہی جناب سالت ماب کے

دہن گز نہیں ہے تسبیہ ہی معجز بیاہی ہے
 شربت پامون مثال برتق دیار جانی ہے
 بہلا عشق شہ گونی اپنی زندگانی ہے
 مری گہری چلا وقت سحر جوت بہت

ہزاروں مشہورہ ایک تیر بید مانی ہے
 مجھی ابر شہ ہجران بلا آسمانی ہے
 فغان دروغ غم اکھم تواتنی ہے
 خرا کہ ہی غصہ پائے بے شک گمانی ہے

محبت سکو کہتی ہیں یہی ہستی تیری
 یہاں تو دل افکن کے مکان کا کیا فائدہ
 نہ تو مگر اس سوزِ محشر آگِ خالص کے
 سفیدانی ہوئی ہیں بالِ کل سب سے
 سیاری ہو گئی ہے بقلمِ حرفِ اپنی آنکھوں سے
 سرسبز میں سبز ابروِ قلم کی مضمون میں
 تیری دیوانگی گردن اتر اٹوق مرنے
 نہایا بار جو دیکھو اتر گزندِ رنگیت کا
 اگر تلوار کہنچو گی تو ہم گردن چکا دیں گے
 طریسی یہ جو میرا مرغِ آتشخوار جل جائے
 ہمارا نامہ دیکر آہ بھی اک کچھ فائدہ
 بچا ہئی شت میں ایک جانب فرش کا ٹھونکا
 ہماری خاک پر آتی ہوئی جو تم کندہ ہو
 لکھا القاب می بین چھو نامہ ہر آن
 لگایا جو اپنی انت پر میرے شکر لے لے
 ہوا ہی تب کہیں غریب سب سے
 مرا بچا کی نامہ تو جواب میرا تا ہی

ہری ہیں حرمیان پوشاک ان ملک کی پانی
 نشا سیکڑوں کی موتی ہیں بہت نشانی
 یہی گرا بار عصیان کی مری سر پر گرائی
 یہہ میرے صبح پر وہ تری چو پانی
 بہت قاصد کمال شوقِ گشت کی نشانی
 مراد یوں یہ کاشی کو ہی شمشیر خانی
 تجھی بھی اپری زنجیرِ سنت کی پڑ پانی
 کہ پانی جس قدر دیریا میں سنو کیا پانی
 تمہاری تیغ بھی گھاٹ یہہ کشتی لگائی
 سمندر میرے سوزِ دل کی آگ پانی پانی
 جو پوچھی یا کہد نیا یہہ پیغام زبانی
 جنونِ جھجھ آبلہ پاکی مگر اب یہہ پانی
 عوض بھولوں کی تربت پر مگر یہہ خیر پانی
 کیا بھولی ہوو گویا دیکھ مہر پانی
 تو ہی یہہی چہر تلوارِ سر میں سکا پانی
 اسی تمہیں جب ہمیں برسو خاک چھائی
 یہہ قاصدِ رسائی ہی یا ایذا رسائی

عوضت کی بھیجیں گے اوسے توں کہ جو تیرم
ہم ایسا کرو تہی اگر دناو کی منہ پڑے کہہ کر
تیری تصویر اگر کہیں پہنچے ہوں جا لکھی مانی

اسی طرح قیامت کی بیانی دکھائی ہے
ہوئی میں تین چار قنین اب بھی باقی ہے
خدا ہی عالم الغیب اور سیر نہائی ہے

جگر میں جار غم میں در پستی میں نہیں کہتے
ازل سے باقی گویا مثل تار بی زبانی ہے

ہمیں اس قید اکم تو راہی ہوتے
آینہ دیکھتی تم تو نہ صفائی ہوتے
خود فروشی سر بازار جولاہی ہوتے
وعدہ دیدار کا ہی شکل دکھائی ہوتے
وصل کی رات کیوں جلد نہ آئی ہوتے
آبِ خنجر اسی قاتل جو دکھائی ہوتے
شبِ فرقت کے جو تکلیف سنائی ہوتے
بنکی پروانہ تجھی دیکھنی آئی ہوتے
دشتِ غربت میں چن چشت لائی ہوتے
گر مری ہاتھ میں او سکی کلائی ہوتے
مغفل دست میں گراہی رسائی ہوتے
اس غزلین تو سراپا کہیں گویا مطلع

شبِ جگر انکی عوضت ہی ملی ہوتے
اوس سے بھی آنکھ لڑائی تو لڑائی ہوتے
ان بتوں کی تو خیر دیا خدا ہی ہوتے
کل جوانی تہی قیامت ابھی آئی ہوتے
اسی سحر اور ذرا دیر لگائی ہوتے
چھلے بازو سی ٹپ کر نکال آئی ہوتے
روح قالب میں کسی طرح نہ آئی ہوتے
شمع کی آنکھوں میں چیزنی جو چھائی ہوتے
بیکسیات مری دوزخ آئی ہوتے
بیکلی سی مجھی اکدم کل آئی ہوتے
لبِ شمن پہ کہی بات نہ آئی ہوتے
حاشقانہ غزل اک اور سنا آئی ہوتے

اسی جہنم ہائے جودہ زلف آنی ہوئے
 اوسنی گز زلف کی زنجیر نہائی ہوئے
 پھر ہی ہم وہی تھے وہی افسانے
 شکل آئینہ مکدر نہ کہی ہو تارین
 میری تربت پہ مرو تو ذرا ہنسے تم
 طوق اوتار تری حشی کی گل کی پس گ
 مر گئی دیکھ کی اوس سُنکو جو ہم نہی لگا
 آنکھ تری مری تربت پہ جو ہم کیا ہوتا
 سنی ہوئی تری فتنگی جو ایدامبر
 گر سیہ بخت کیا تو فلک اتنا کرنا
 سایہ افکن مگر تربت پہ وہ مہر ہوتا
 کیا گرفتار نگہبانی میں ازندان بیان
 کہی ہر گان کہی ابرو وہ دکھاتا مجھ کو
 گل ہنستے تری فریاد پہ یوں کیل
 آبِ شمشیر سے طوفانِ پیامبر جاتا
 دہنِ یوسف مگر میں بھر آتا ہے
 مہر وہ ہوتی مری طرح تر ہوئے

اہنی عرش کی زنجیر بلائی ہوئے
 صد فی اس میر اسیری رہائی ہوئے
 صلح ہو جاتی اگر انگہ لڑائی ہوئے
 دلین آتا جو غبار اور صفائی ہوئے
 مہنہ بر سایا تو بجلی ہی گرا ہی ہوئے
 استو سنت کی یہ زنجیر بڑھائی ہوئے
 ایسی صورت تو نہ افسانہ بنا ہی ہوئے
 عوض گل کہی تیر ہی چڑھائی ہوئے
 پہاڑ گر اپنا گریبان سحرائی ہوئے
 شل سایہ نہ کہی اوس سی جدائی ہوئے
 اسطرح چادر مہتاب چڑھائی ہوئے
 ہم جو جہشتی تو پھر اوس کی رہائی ہوئے
 کہی رچھی کہی تلوار لگائی ہوئے
 مری نالوں کے اگر طرز اڑائی ہوئے
 مری اشکو غمین جو قاتل بچھائی ہوئے
 اوس شکر لبے جو تقریبی ہوئے
 پانڈ سورج کی جو زنجیر کھائی ہوئے

ہی پر پلچسپان اوسکا جو پڑتی مری لکھ
 حجر سناہن جو ہم انگہوں کے دیاروں
 میں مجنون ہوں دکھاتا جو کہیں جذبات
 بادشاہ وقت کے ہن دولت خاموشی
 عمر بھر کین ہن زخم سی خندان ستا
 ہوں دیوانہ کہ بجان دی وہ مجنون کی شبہ
 تہی بہت حسرت پرواز قفس میں صناد
 یار کی تیغ نگہ کرنی اگر مجھ کو شہید
 درد ہوتا مری خمونین تو بیٹھا بیٹھا
 مانندی آج جو وہ شریک چمن گل لیتا
 مرگئیں تھیں وہ چمن میں بچے لازم تھا نصیب
 سگ لبر کہی آتا تو بنی استقبالی
 خاکساری اگر تیرے سی اگر ہوتا
 وہ برسی آیتا تعظیم صبا کرنی ہے
 اوٹھتی اوٹھتی اثر ضعف کے دگر پڑتے
 بخدا آئی اگر بندہ نوازی تم کو
 اگر تری اوٹھتی ندی سی بگڑیٹھا وہ

شکل مزن کہی مس مس جدالی ہوتے
 خود بخود کشتی می لینی کو آئی ہوتے
 محل ناز سی لیلی نکل آئی ہوتے
 مانگتی ہم جو دعا ہی تو گدانی ہوتے
 تو فی ہنس ہنس کے جو تلوار لگائی ہوتے
 یکے مٹی مری لیلی جو بنائی ہوتے
 بعد مرنی کی مری خاک اڑائی ہوتے
 لاش پھینک دینے انگھونسے اٹھائی ہوتے
 اوس شکر لب فی خوشیر لگائی ہوتے
 شمع فالوس میں بھولی سنائی ہوتے
 سرفرد قریون کی خاک اڑائی ہوتے
 پڑی ہر ایک بدن نکل آئی ہوتے
 ایفلک تو زمین سر اڑھائی ہوتے
 خاک سے میر قدام تو اڑائی ہوتے
 مری مٹی کی جو دیوار اڑھائی ہوتے
 اسی ہو گھر میں تمہارے خدائی ہوتے
 تو تو گویا تھا کوئی بت سنائی ہوتے

تظارہ رخ ساقی مجھ کو تھی ہے
 خدا کو جھول گیا مجھ خود پرستی ہے
 نہ گل ہنابہ سے نہ فی پرستی ہے
 بہر ملک خوش ہے جان عجیب بستی ہے
 تہ صیام میں گوشت می پرستی ہے
 یہ بہ بی ثبات بہار ریاض پرستی ہے
 بس اکرات کا مہمان چراغ پرستی ہے
 و لا یہ گویہ غریبان ہی زور پرستی ہے
 گیا جو یا منی تہ خاک وہ کہی پھر
 نہا کی بالی پھڑی تو یا کہنی لگا
 بس ایک ہاتھ میں دھڑکڑی دیا ہو
 کیا ہی چاک گریبان صبح مختار
 بعین تو قتل کیا بس اسی نزاکت
 و کہا کی بھول ہی چہرہ کو لایا خوش
 اب ایک توبہ پائی، مغفرت تیری ہاتھ
 دکھائی جس نے نہ صورت ہمیں دم آخر
 نہ ٹوٹی شیشہ می میری سنگ مرقد

یہہ آفتاب پرستی می پرستی ہے
 تو اور کام میں موت تجھ پرستی ہے
 چمنیں شہر جوش بکیسی پرستی ہے
 کہ دل ہی خیبر بیان کوڑیوں پرستی ہے
 مگر ہوں مست کہ ہر روز فاقہ پرستی ہے
 کلی جو چٹکی نو ہستی پر اپنی پرستی ہے
 سرانی روئگی اب شمع کوڑ پرستی ہے
 بجای ابر بیان بکیسی پرستی ہے
 زمین کی غچی بھی لچک کی پرستی ہے
 گشتا سیاہ اسطر سے پرستی ہے
 ہمار یار کی اک یہہ ہی تیر پرستی ہے
 یہہ اپنی جوش خون کی دراز پرستی ہے
 کہ وہ اوٹھاتی ہرین تیغ اور نہیں کستی ہے
 جو بدلی گل کی ملی عند کیب پرستی ہے
 خرید کر کہ نہایت یہہ جنس پرستی ہے
 کسی دیکھنی کو روح اب پرستی ہے
 پس فنا بھی ٹھی پاپس ہی پرستی ہے

اسیر کر کی ہمیں خوش نہو جو صدا
 عجب نہیں دم بستی بھی جو گل ہو جا
 وہ ہنگامہ ہی مر جان رو غامینہ
 کیا ہی اسے تو بوسے کا چاکل امین پاک
 کہو نہیں ہی ہی ساقی وہی ہو وہی جام
 علم ہی تیغ و دہم ہے سر چھکائی ہونین
 جو چاہی رخت حق عجز کر شعرا اپنا
 سفید ہو گئی موی سیاہ غفلت چھوڑ
 ہر اک جو ان کا قد خم ہوا ہی پیری
 وہ اپنی حبش ابرو دکھا کی کتیا
 چہ خوش بود کہ برآید بیک کر شہد و کار

کہ تو یہی یان تو گرفتار دام ہستی
 کہ شمع صبح ہمارا چراغ ہستی
 یہی جو سول ہی تو جنس صن سستی
 نہ پوچھو عشق کی جو کچھ درازدستی
 دام بادہ وحدت کی مجھ کو مستی
 تری گئی میں غلام بکد پستی
 روان او در کوہی پکا جد ہر کو پستی
 ہوئی صبح کوئی دم چراغ ہستی
 مال کار بلندی جہان میں پستی
 یہ وہ ہی تیغ اشاروں میں پستی
 صنم بغل میں دل مجھ حق برستی

ہی خوب پہلی سی گویا کرو نہیں ترک سخن
 کہ اکیدم میں یہ خاموش شمع ہستی

ہوں بلبلی و نیکو دی حسن چشم مجھے
 ہجر ساین خوشائی کیا ہی اچھر مجھے
 ڈھونڈتا ہوا نہیں ملے گا پیار مجھے
 یان ملک فرط محبت کے کیا ہے مجھے

تالو کو منقاد دہندہ ہی خاطر پر مجھے
 باعث دہراں سر گردش ساغر مجھے
 ایلدر کی یادنی گویا کیا شد مجھے
 چاہی رہی کی خاطر نقش کجا کہ مجھے

رشتہ سہا یا دہند ان کی کیا لاغری ہے
پوست کے باہر نکل آئیں گے مسطر کمر ہے
نمار لکھ کر دست نگین میں جو وہ ان
راہ دکھلائی قیامت وعدہ دیدار
میں جن دس ہوں فلک شہ اخلاقی
ہوں بلبل اپنی آغوش چمن کیستان
مستغنی غیر از طوق وز سنجہ ایچون پہننا
حال میر کو یہ سیر سنجی کا انروزوں
کیون نہ بگاہہ جیساں چہیں سگار
کام آیا یہ مہر را تو نکار و ناعند
جسم میں اسکی نہیں بال خبر ہوئی
اسیلی مہر ہوں تیغ ابرو صیاد
مثل انگر جل ہی ہیں نگہ میں کج
دیکھی بیتابی خدائی گو غلطان
سر پھر لایا و اعظون کر کی ہر دم کو
کیا کروں نظار فرخ دریا حال ہے
حاجت مند ہر وقت چلند ہونہر اندک خبر

اندون ہستی ہی سیر کو چہ گو سیر ہے
کس قدر ہی حسرت نظرہ نشتر ہے
طاہر رنگ جہاں بچائی خط اور کج
رات دن ہی انتظار آید چشم ہے
کیا سیر سنجی ہی میر میر ملا اختر ہے
صورت طاہر سنجی میں جدا ہے
بہر نگین میں ہی خوش آیا تو یہ دروہ
مثل داغ مرہ ہو دیکھی اگر اختر ہے
کھنکھش زین کی ستار کیا ملا اختر ہے
مثل شبنم دامن گل کا ملا بستر ہے
ایک لہر آئینی میں آیا نظر جو ہے
بارہ کی دور کی بند ہو آہن اپنی ہے
ایسا کیا دی ہی چشم روزن مجھ ہے
باؤ کی بدلی پی رفا بختا ہے
کب میں کہتا تھا الہی تجھ پیدا کر
کب میں آید اب خدا اسکندر ہے
ظہر کی روزن دیوار طمان ہے

حُسنِ پروازِ لعلی با نوا کی فی سبب
 پر چون اشکِ تم تو جانی لگی بجلی کس طرح
 مینِ عربانی مینِ ممنون مینِ کسی چشم کا
 کب ہو فرصت گریبانِ سحر کو حیر کر
 نو چکر کیوں میرے پر لڑکی اڑا یا کرئی
 حُسنِ دیدار کچھ لکھنی ہی اپنی یار کو
 اگیا جدمِ عرقِ اوسکی رخِ پرفور پر
 جاہِ عربانی تن چاک ہو مثلِ کتان
 ناتوانی سی پراہونِ خاک پر تو کیا ہو
 وصفِ تیر مہمانی کی جو مینِ زبان
 انتظارِ نامہِ جانان فی زارِ ایسا کیا
 وان قباقونی اوتار سی یارِ تجھ خزانہ
 خانہ بروں اس گلستانِ مینِ عمرِ ہر
 وود نشانہ ہوں تو ہو گا اڑ کر چاؤ لگا
 وصفِ چشمِ مست کچھ کہہ اگر مینِ چشم
 کعبے اور تجانی جانی پہلا کیا کا تم
 شکر اللہ گر کہی ہو تا دروہاخوان

لی اور سامہِ پایِ منہ رحِ صرا الزہر
 دی فلکِ انقض اگر دامنِ ابرو مجھے
 جاہِ آبِ روان د اشکِ چشمِ تر مجھے
 چاک کرنا ہی ابھی تو دامنِ محشر مجھے
 کیا ملی مینِ اس طرح اڑنیکی خاطر مجھے
 انگہ کی دوسری بنو نا ہی اب بسط
 ماہِ تابان پر نظرانی لگی اختر مجھے
 گر بلالی تیغ د کہلائی مراد کبر مجھے
 لی اوری مینِ ہوس میرے فلک کبر مجھے
 اس لی کہتی مینِ غیبِ آلسا کبر
 لائی خط جبتک صبا کے اوری صبر
 یان جنون اپنی جامی کیا باہر
 ہوں و بلبلِ آشیان مینِ مہربال و بر
 اب تو ایظامِ تری ہوں نے بخشی بر
 صورتِ مینا کہی قفل لبِ ساغر
 تیری گہری جستجو واتی ہی و ہوا
 دیکھ جاتی مینِ سگانِ کوچہ د کبر

اس زبان ہی کیا کروغین سنا کوثر کی ہنک
یا محمد مجھ کو دیدارِ خدا ہو ہی لضبیب

یا الہی دی زبانِ موج کوثر ہے
یا الہی تو دکھا دی رویِ پیغمبر ہے

صلی اللہ علیہ وسلم

اپنی گویا کو کہی بوسہ لبِ شیرین کا دے
طوطی شیریں بیان ہون جا ہی شکر ہے

اپنا ہر عضو چشمِ مینا ہے
جو ہے محبوب تیرا شیدا ہے
ایک مہر و بغل میں سوتا ہے
خاک میں جو ملا دیا عجب کو
کسینی چہری سے بالِ سرکائی
استخوان تک کہی گزر گیا
تیری قدموں پہ کیوں قیس گری
ان نون اے سیح دم تجھ پر
تو کوں اوس سیم تکو نظر نہیں
حسنِ خوبان ہلال و بدر کی طرح
اوس بیابان میں لیکنی حشت
دلین رہتا ہی اوس کھ کا خیال
او انگہو میں ایک دم ٹھہر

اس قدر انتظار تیرا ہے
یوسف اگی ترے لہجہ ہے
آسمان پر دماغ اپنا ہے
آسمان نے زمین کو سونپا ہے
شام کو صبح آشکارا ہے
میری حق میں ہما ہی عفا ہے
نقشِ پار شکِ روی لیلیا ہے
دم نکلتا ہے دم نکلتا ہے
یہ مرا جسم ناز کا ٹٹا ہے
کہی کم ہے کہی زیادہ ہے
ماہ و جس کا ایک کاٹا ہے
کیا یہ عفا کا آشیانہ ہے
پتلیو نکا بہان تماشا ہے

کھٹ پاپہی نہ ہم کو دکھلائے
 یار نام خدا ہے کشتی میں
 تیرا نقش قدم زمین پہ نہیں
 ہم سے تم دشمنی لگی کرنے
 کہہ رہی ہیں شب فراق میں ہم
 خار چھمکر جو ٹوٹتا ہے کہی
 انگبین زرگس میں مرج گل قدرد
 کام پوشاک سے نہیں ہم کو
 دی سلیمان کی اوس پر کو قسم
 زلف فی نقد دل کی ہیں جمع
 پونہی میں گور کی کنار ہی ہم

برہمن ہاتھ دیکھ جاتا ہے
 ناخدا آج پار پڑا ہے
 آسمان پر کوئی ستارا ہے
 دوستی اب نصیب ہوتا ہے
 آج کس کو اُمید ہوتا ہے
 ابلکہ پھوٹ پھوٹ روتا ہے
 تو تو اسی گل چین سراپا ہے
 عیب پوشی ہمارا شیوا ہے
 اسطرح شیشی میں اوتا ہے
 اب تو یہ سانپ کوڑیا لا ہے
 ہم سے اب تک تمہیں کنار ہے

جرم کو یا کے بخشوا دینا
 یا محمد فقیر تیرا ہے

سید محمد

سائل میں اہل مزہب کا اوس خانہ جنگ سے
 سنی میں تو رد الہ شیشہ کو سنگ سے
 اردنی تیغ تیر سے محکوم کیا شید
 اور شک نخل طور تر اسایہ گڑی

گویا زبان زخم کی منہ خون گ سے
 خود محتسب میں نشہ سبکی رنگ سے
 مرکا لے بر چہو کی نگہ فی خدنگ سے
 مثل عقیق کھل شجر دم میں گ سے

آخر وہ شیشے توڑے گا اگر وہ سنگ سے
آخر بنا ہی آئے اسی طفل سنگ سے
بنو اسی شیشے ساتھی لڑکوں کی سنگ سے
افزون جام چشم کہیں جلزنگ سے
آواز گریہ آئی گی پھر تاجنگ سے
مانند گرد باد پھری باہی لنگ سے
گرا سیاہی کے چوکے سنگ سے
بھڑدین یہ طفل دامن خراگہ سنگ سے
بنی ہی آسیا کر تربت کے سنگ سے

پہلی ہی محبت کے انہیں سر سی نورانی
ہر دم نہ موند کو دیکھ کر سر پہ توڑ دال
اسی محبت تو ان کو کر سر پہ توڑ دال
مطر کے روئیں جس کے مری نالوں کی صدا
مطر کے ہجر بار میں چھپا دی اگر
سرکشہ وہ ہو کر کہیں سوشن کو نہیں
اسی جان ہر ایک کا چھوڑ دے لے
تیرا این کہیں میر جنوں میں جو نکلیں
سرکشگی کا بعد فنا بھی اثر رہا

گو یا کمان ابر و جانان کی وصف چوہ
انخونی موند سے اور زبان خدنگ سے

آج جیسے سی پہ جبار جدا ہوتا ہے
باتہ اس جرم پہ شام کی جدا ہوتا ہے
دور دور اور یہی صندوق سوا ہوتا ہے
مستعدانی پہ کیا پیک قضا ہوتا ہے
خود بخود آج مرادم جو خفا ہوتا ہے
ایک ہی من میں قیود و دوتا ہوتا ہے

لجبان بخش یہ دم اپنا فنا ہوتا ہے
چھیر نازک کا مشاطہ برا ہوتا ہے
صندلی رنگ کیسی کا ہی جو یاد آجاتا
جب مہر قتل کے مضبوطہ خط لکھتا ہے
دل و ہر کتابی کہیں بار نہ ہو چھپتی
تو جھین نہیں جاتا ہی تو بار غم سے

ہمسری کی تھی کہیں جان پائی سکی
کینچ لیتا ہی جس وقت ادا کشمیر
یہ کہہ لیا ہوں نفرت میں اجل کج دنیا
صاحب جاتی ہیں یہ ماہ چین تیر لہر
انگلیوں کا نہیں مذکور گلی کٹتی ہیں
میری تربت پر سدا رہی قرآن خوانی
زلف کو دست چٹائی سی جو چہرہ کا وہ شمع
دست و پا کاٹ کے زندان نکالا مجھ کو
چمن جو شمشیر میں گلگشت کردن
دیکھ کہہ دیتی ہیں مت ہاتھ گھوڑ دلت
عرق آتا ہی جو ابرو پہ تو کہتا ہی شمع
غم میں اوسن کی بن جائیگا شکل مہنو
غل مجایا جو بھرون انی ندانیاں
ہاتھ رکھتا ہی بت اپنی ہو ویر اس طرح
تھا گرفتار شب روز نگہبانی میں
بھرمار آتی ہی اسی خابیاں خوش
ہی رخ بچہ ریزگان کرا بر و کی نظر

ماہ نو ابرس لہی انگشت نما ہوتا ہے
کام اتنی ہی میں عاشق کا ادا ہوتا ہے
دھڑ دھڑ کی لکی اگر شمع تو کیا ہوتا ہے
الفک فوج کہی ہم سے پھر ہوتا ہے
تو وہ یوسف کے جہان کرتا ہوتا ہے
ذکر امی صحف خسار قرار ہوتا ہے
تو گرفتار وہیں دزد جانا ہوتا ہے
اس طرح کوئی گرفتار رہا ہوتا ہے
فصل گل میں تو یہی قصہ ہوتا ہے
شاہ کہلاتا ہی جو کوئی گدا ہوتا ہے
آب شمشیر سی طوفان بپا ہوتا ہے
جہنم ہی آج کل انگشت نما ہوتا ہے
قید سے کون گرفتار رہا ہوتا ہے
جسے محراب پہ آتش لکھا ہوتا ہے
ہم جو آب چشمی میں صیاد رہا ہوتا ہے
آج کل پھر گذر آبلہ پا ہوتا ہے
ماہ نو بیچ ہی کر انگشت نما ہوتا ہے

ایسی نصرت کی تیر لگا تا نہیں بار
ہی مگر طالع خفتہ کا جگنا مشکل
مرگئی ہم تو صبا لائی جواب بار

میری مٹی سی مجھ تو رہی غبار
شور محشر بھی اگر اسی تو کیا ہوتا
دو ہی ہوتا جو ممت کا لکھا ہوتا

بات بھی منہ سے نکلتی نہیں اوسکی آگے
مجھی حیرت ہے کہ گویا تجھی کیا ہوتا ہے

نہ آساک ہوئی اور نہ ہم زمین کے ہوئی
گدا جو کوچہ گیسوی عنبرین کے ہوئے
نہ اپنی گھر کی نہ ہم کو می نازنین کے ہوئے
انہیں کے عشق نے پارسے کیا گمراہ
ہماری خاک سی کیوں کر نبوی مشک آئے
سوامی نام خدا کیا ہم فقیر و نایس
بیان کیوں سطرے اسی مر بنا ہلال زبان
برنگ ظاہر رنگ حنا ہون اکھنڈ
براموزیت کا کیا کیا الم دکھاتی ہے
مے لگان کی تکلیف کچھ اسی ہوئے
فراق بار میں اعضا بہن آدھن جان
جو گیسو کہول دی گوری گالی لون پے

جو شیر دل سی گری ہم بھر کہیں کے ہوئے
تو بادشاہ حسن کے حسن کے چین کے ہوئے
ہوئی جو ایسے بار نہ بھر کہیں کے ہوئے
میں کیا کہوں کہ صنم سنگ او دین کے ہوئے
غبار کوچہ گیسوی عنبرین کے ہوئے
کہ نہ نوشت میں ہم سنگ ہم کہیں کے ہوئے
فلک وصف کر چاند سی چین کے ہوئے
جو سیر ہاتھ لگی ہم تو بس بہن کے ہوئے
چھٹی وہ رنج سی پیو نہ جو زمین کے ہوئے
کہو دوسری لب میر نازنین کے ہوئے
یہ دو نوا بہت دو سنا بہتین کے ہوئے
مری نگاہ میں وہ سنا بہتین کے ہوئے

۱۸۳
 کہ جس سے انتخاب کرتا ہے
 کر گیا مہر و خشان بہ حسن روز افزون
 ترا مکان بخت لکالی جائیگی ہم
 کہیں ملک و قمار بتا عذاب النار
 وہ اب بلائی ہو تو کون جاتا ہی
 بہلا میں باریکا اسی ضعف کیوں سنگھیر
 گرا لی اپنے بھے بجلے فلک نہ کیہ سکا
 جو حال لکھ کی جہاں کا مہر کی مینی
 جو آیا رو نہیں یاد او سکا رنگ سرخ و
 کہتی ہم یہ ہوا اسی فلک ترا احسان

اپنے طبع سے رعیت چہن کے ہوئے
 کہ دو ہی ہفتونین تم چاند چوہن کی ہوئے
 کہ مبتلا تری اس نگ گندہ میں کی ہوئے
 بلند شعلے مری آہ آتشیں کے ہوئے
 یہہ ضعف کے کہ جہاں بھی روئے کی ہوئے
 گئی جو ہاتھ گریبان تلک میں کے ہوئے
 نصیب دانی جو زنجیر آہنیں کی ہوئے
 تو حرف حرف خود بخود نگین کے ہوئے
 کچھ اشک گل ہو کچھ پھول باغ میں کے ہوئے
 بنی ہی خاکسی پیوند ہی زمین کے ہوئے

نہم سی شاد بہن بت اور نہ ہی خدا ہے
 تکفیر کی ہوئی گویا نہ مہتو دین کے ہوئے

یہی ہے اس شب فرقتیں اپنا مدعا ہے
 مژدہ او کی جو گشتہ میں ایل کیا ہوا ہے
 کیونکہ او لچھی گویا یار کی زلف دوتا ہے
 گزرتا ہے کہ لبون پر امتیخت شمس خدا ہے
 نہ کہہ کر کہ ہم سر کو تو خشت سر خم ہے

گریبان سحر ہو چاک آدست دعا ہے
 کمانکے طح ان تیر و کارخ کیوں بھر گیا ہے
 کہا شکستہ خن او کو ہو کیسی خطا ہے
 ستم چہ سے کہم تجھ خطا ہے عطا ہے
 تمنا عالم وحشت میں یہہ سا قیام ہے

کہی ہن پیچ کیا کیا سر چری اخراوس
 بنایا ہی پریشان تو بجاو اسی سبب
 خبر کو مکر ہوئی بھگو مار بھرا رسی
 لیا ہی ل جو میرا تو چشم ست دکھلا
 جو تیرا نام لوں خاک میں پائبر کی
 ہر اک وزن اختر ماہ فوج حلقہ کو
 گریبان پہنکے از خود بہر استقبال
 چلے خط لکی سے سوار کشتی جو قلمدان
 کیسے بھرم کی گردن بہرہ اگر تھرتی
 گری ہن کیا نظر وک ہم ہی کی صورت
 کیا ختم تو شاید ہم سید بخت کی مر کا
 اگر خط غیر کالی ہاتھ میں جان جلا
 جو ادھر کھچکا پھر نایا آئی سیرا کو
 دم رفتار تیری نقش پا تخی کرتی ہن
 مگر عجب ناتوان ہزار کا سایہ بڑا تھو
 نظر آیا جو میں خوشی گرین پاؤں پر
 جنوں دروہا پھر ہی محو شیر ملوایا

رسائی کی سی ہی اللہ اسی
 کہنجا ہی خوب نقش گیسو دل در کھینچے
 تری اسکا نکلی چھلی فی شاید کہ ہوا
 عوض شیشی کی سا غرا گستاہو سا قہر
 ملا ہی اسی بان تیغ قاتل کیا فرا
 مکان یار کا کہتا ہوا یقاصد تباہ
 اگر اسی استین دست جنوں باہر ہوا
 دم تھر کر کیا اسی چشم تر دریا تباہ
 اگر اید و قاتل تیغ ہوئی صدا
 عجیب ہی جو قاصد خط ہمارا اگر پڑا
 جو مدت ضمیر نہ لگانا چھٹ گیا
 تمنا ہی ہی آتش ننگ خاں
 شکل حائین صد اکی طرح اسی تھرا
 بجای سکین عامل نقش اگر اسکا
 کہ اتنا بھلی دھم سکتا نہیں کہ ہوا
 مرا جی جناب قرون کی ای سرو ہوا
 گر کین میں اسی دون کے کہ

جس کے قدموں پر ایسا کروں
 بے لایا خانی میں اور کہے کسی جان
 نہ کرتی ہم جو عصیان رہتی پھر حرم خوش
 دیا مصطفیٰ دیکھنا مرار مصطفیٰ دیکھنا
 غرض کہ تو تمنا تو ہی حاجت تو ہی مطلب تو
 دلا جو حاجت تو گرین سلطان قدموں پر

بناموں حلقہ زنجیری قدوقا تجھ سے
 جو یہ ہے سچ نہیں جانی یار کوئی جان
 یہی تر دامن حاصل ہوا اب بقا تجھ سے
 یہ مطلب ہے خدا تجھ سے یہ حاجت خدا
 نہیں کہہ مانگتا ہوں خدا سے سو تجھ سے
 فقیری کر فقیری کر کہا تجھ سے کہا تجھ سے

زمین شہر تک لایا مضامین آسمانوں کے
 نہیں جتنا ہی گویا کوئی مضمون در کا تجھ سے

پھر کھینچ چپ چپ کے ہم جانے لگے
 دیکھنا پھر گل کوئی سے پہولتا
 پھر مرے آہوئے کانپاؤ ٹہکی نہیں
 ساتھ سونا او سکے پہ یاد آگیا
 پھر کسے گل پر طبیعت آگئی
 پہر پہر طوفان کا ڈر خلاق کو
 دیا پھر ہر کوئی ابرو کمان
 پہر ہمیں اک برق و شیاو آگیا
 پہر وہ مجلس سے بے سبب کہنے لگا

لوگ پھر آسکے سمہانے لگے
 پھر ہوا دس گلو پہ گل کمانے لگے
 پھر فلک نالوں سے تھرائی لگے
 پھر مہین اب غش پر غش آنے لگے
 تاملے پھر مہین کے خوش آنے لگے
 اشک پھر آنکھوں میں بہا لگے
 پھر کمان کی طرح چلا آنے لگے
 ابرسان پہر اشک برسانے لگے
 لوگ پھر سمجھا کے لے آنے لگے

پہر مینو کا ہوا اون پر گسان
پہر سبھے المدد سے صبر و قرار
رہتی ہی پہر سینی پر تصویر یار

پہر مینے بعد وہ آئے
پہر بت ترسائیں ترسانے لگے
دل کو پہر اس طرح ہلانے لگے

پھر خیال زلف ہے گویا ہمیں
پہر ہم اوکے پیچ میں آنے لگے

کیون بنے لگی آٹھ پہر چشم تر ایسے
کیا وصف لکھوں کا کل و رخسار صنم کا
کسے یہ گلال دس رخسار چمن کا
اس واسطے ہی ضبط کہ تاثر عشق عجیب
فقتے تو بہت خامہ قدرت نے بنائے
کیا دسویں سی و سکو کہ نشان کس نہیں ملتا
دیکھوں عجز یار میں آئینی کے بدلے
میں کیا کہوں جو صبح جد آنے دکھایا
جس طرح کہ مویش گہر دانت کی دانی
کہتا ہوں کچھ اپنی نہ سنتا ہوں سبکی
تیغ نگہ و تیر شرہ رو کی جو ہر دم
ای حور لقاس ہی تجھی دیکھ نہ بت

کیون بنی لگی شدت درد جگر ایسے
دیکھی نہیں مہنی کہی شام و سحر ایسے
چھائی دشتق چہرہ خورشید پر ایسے
آجائی کہیں لب پہ نہ آہ جگر ایسے
لیکن نہ بنا پہر دہن ایسا کر ایسے
ہمنے کہی دیکھ نہیں نازک کر ایسے
کب ہوگی میسر مجھے یارب سحر ایسے
ہوگی نہ قیامت کی بھی ہرگز سحر ایسے
آگ کی دھندلائی ہی قدر گم ایسے
ان دزون غشی رہتی ہی دھندلائی
جز داغ جگر لاؤں کہ اسے سحر ایسے
صوت نہ پری کی ہی نہ شکل بشیر ایسے

اسیرِ دمِ سرِ دم سے عالم
ہوشونِ لک آئی تو ابھی آئی وہ دور
اشکوں کے سبب بلکین ہری کیا ہے چمکے

سندھ ہی نہیں ہوتی ہی سیم سحر ایسے
البتہ مری آہ نہیں بے اثر ایسے
شبنم سے خمیدہ نو شاخ شجر ایسے

سُن سن کی ہر حال وہ کہنے لگا گویا
دل نرم ہوا جاتا ہی باتیں نہ کر اسے

حالِ نیا فیس چل کر سنایا چاہیے
دل سے داغِ عشقی پیری میں مٹایا چاہیے
گو نری جانب کے آئی لسترائی کے صدا
مر گئے پر بھی جی باقی حسرت دیدار یا
مار ڈالا جھکوتیرے جنبشِ رخسار یا
راہِ دیت تا بڑھین باہم نماز صبح و شام
ماہِ تابانِ عکسِ رو یا کو کہیے اگر
نحتِ دل ہی آئینہ خانہ بنے ہی چشم تر
روٹی اب دوس پریر کی خیالِ بھرمین
بنتِ بہریت میں حوالِ دل ہی خیال
شوقِ پاؤں میں مگر تابی فرما اپنا
لطیف کہ ہلایا کر دیا ہم شفقِ اوشاکا

روٹی کچھ آپ کچھ اوسکو رو لایا چاہیے
صبح ہو تو شمعِ روشکو بھجایا چاہیے
مثلِ موسیٰ ہم کہیں گے مونہ کہایا چاہیے
قبر میں یار کوئی روزن بنایا چاہیے
غسلِ میتِ آبِ فخر سے دلایا چاہیے
چدین گدیو سٹور اکٹھا دکھایا چاہیے
آنے کو چاند نے امی ل بنایا چاہیے
ای خیالِ یار پہر سنے میں آیا چاہیے
اشک کا دانہ سلیمانی بنایا چاہیے
ڈونڈہ کرابِ عرش سے منمو لایا چاہیے
قبر کو شیرین کوئی شوکر لگایا چاہیے
پان اگر کساتے ہو سی بھی لگایا چاہیے

کیسے گویا قبضہ فریاد کی دہو کے میں حال
سر گذشت ہے اوسے اب یوں بنایا چاہیے

نہر گلشت جب اوس گل کا گذر ہوتا ہے، دم گریہ جو وہ سہیش نظر ہوتا ہے کون کتا ہی نہیں ام میں آتا غمقا کہہ گئے دل میں یہ کس خنجر شرکائی ادا حال جس سطر میں ہوتا ہی کر زوکیا کبھی کچھ زلف کی باتیں کبھی خاکند کو میں سیکندوش سدا قید الم سے آزاد	سر و گلزار کی اک در و چکر ہوتا ہے اشک کے روشنی سی قوت سحر ہوتا ہے میری ہر بیت میں مضمون کر ہوتا ہے دل تر تباہی جدا لکڑی جگر ہوتا ہے دارہ اوس کا ہر اک دیدہ تر ہوتا ہے شام سی ذکر بھی تاجہ سحر ہوتا ہے کب گرفتار قفس مرغ نظر ہوتا ہے
--	---

یاد میں اُون گردن آن جو روؤن گویا
آنکہ سے اشک نکلتے ہی گھر ہوتا ہے

دم پیرک جا جسے سنتے ہی تھر تھرتھ ہے قتل جو نگاہ میں تر تیغ سے یکساں ہے دیکھتے رہتے ہیں ہم خواب پریشان اکثر خط ہوا اشک وان بچہ قاصد کان آسمان کی ہمیں گردش ہی سنا کی گون لاکھوں عشق جو دیاں نقش بربود ہیں	دیکھی تو جی ہی کھل جانی گھر تیرے ہے جو ہر تیغ نہیں ہی خط تقدیر ہے تج میں آئین گے ایش کے تیرے ہے جستہ گریبان سے مضمون کی تائید ہے کمشان سے نہیں خراج نہیں ہے کو چہ باری یا گلشن تصویر ہے
---	--

مہر گل و سنبل کو جو دیکھا گیا
رخ گلزنک سے زلف گرہ گیر ہے

رصف اوس عارض کیسوی کردن کیا گیا
روز روشن ہی اگر وہ تو شب تیر ہے

لگا کر دل بٹنا آشنا سے سوال بوسہ لب سے رُکے تم طلایا صر و سنے بار نامو نہر عجب ہر بار کی تصویر رفتار ذرا دیکھو تو اتنی نراکت ہر اک محبوب کے کیا سر چڑھے ہزاروں ہو گئے تکرارے گریبان مسلمان بھی کریں سجدے ہو کر	عجبت ہم پچھتے اپنی خدا سے لگے جڑے فقیر دن کی صد آ نہیں نسبت تمہاری نقش پا بری کی نقشی کیسوی نقش پا ہے مستم اوشتا نہیں بلر جتا ہے رسائی سیکھے زلف رسا سے چلے و امن اوٹا کر اس ادا سے وہ ماگلی تو یہ انگی خدا سے
---	---

وہ ہم بی پرین گویا جو مٹے پر
عبار اپنا نہیں اوڑھتا ہوا سے

تصور ہم نفل کہناری اک بلی شالہ سے رون ثانی کو لگا وہ مین میتابی سے یقین ہی ضعف افزون بھی آوا کر دگا مری باؤنکی ہی مین ہی نکلی جاتی ہی	مری آغوش ہی کچھ کم نہیں آغوش ملک مری تصور پر کہ نہیں وہ رنگہ وی ہی ہے نکلیا نیلگی ہم نسل صدا اک ان سلاک توب کیا ہی گزیرے رہو نہیں ہی نزل
--	---

گو ان ہی ہیرا غنی سی چمکانا خیر ز گل کا
 ہیرا نہایت یہ کہو چاندنی اس سی چمکانی ہے
 نہ تو اس چاندنی کی خاک کو سو نہ تو کہہ دے
 نہ ہی تکلیف ایسی آرزوی دوست مینا
 کہیں ہم محسبے کر دیا آزاد اسی سا
 لکھا ہی لی نقطہ قرآن شاید لکھنے رستے
 مثال کوہ کن انج نہ گانی تلخ ہی محکو
 طلب کرتی ہیں بوسہ لب و دہانکار و کر
 بران مردن ہو نہیں مچو حسن عارض جان

نہ کیوں کر سر مرا پہننے لگے شکر و حسن
 چسپا تا ہی ہیر کی جائد کو وہ ہی کہیں
 نہ کہو تم آئینہ ریت ہر گز اپنی گمایل
 یہ نہ فرط صفت مینا پیرین ہوں گل
 ہماری ہاتھ باندھی موج می کی گرسلاں
 ترار دی کہانی ہی سحر اسی پری گل
 شکر رنجی ہی ان درویش اک شیریں گل
 سحاب سارستی ہین گہ و اماں ساتل سے
 بجای کوئی آئینہ بنائی گری گل سے

مری تاثیر حق گوئی سے کیا ہی ای گویا
 صد حق اگر آتی شکست رنگ باطل سے

لی زبان کوئی ہی کہتا کوئی بیہوش مجھے
 ہاتھ میں کاسہ سرے کے لحد سے نکلوں
 بے چہوں اب کس سے نشان اپنی لکھان کا
 نہ بینوں پہ کیا کرتا ہوں پیرا ہن چاک
 یاد گیسو میں سب اڈانچکے موہ نہ تو جانوں
 کس سے اب پوچھیے یاران دم کا احوال

بائیں سنو اتی ہین کیا کیا الٹ خاموش مجھے
 ابھی گریہ دہری ساقی مینوش مجھے
 لب سو فار نظر آتے ہین خاموش مجھے
 زیب تیا ہی جو کہتی ہین کتا پویش مجھے
 ایک رنگی فی کیا خنک سی رویش مجھے
 نظر آتی ہین لب گویا خاموش مجھے

ایک دن شہر خوشان میں دلا جان تھا
 زاہد و جرم کیا کرتا ہوں میں بہ خوب
 بکرا شک کون میں پناہ نہیں گویا
 جس میں گل شیش میں میں شریک کالی ہے
 فلک ہی ساقیا شہر پر کالی ہے
 شیش کو تسے بات اتنا تکارو کی غالی ہے
 گر گناہ گناہ تو پہر ہوگی شکر زنجی
 میخ پر نو پر تیرے نظر آجائے جب بار
 فغان میں کی میری اور خمیدہ کی مکرنا
 جس میں خط ساقی کی دکھایا سیراغ ایسا
 چمن آج کس سیکش کی ساقی آمد آج
 خجالت سے سفید و سکو کیا کندہ کسی گشت
 علی تعویذ جینی ہمسری کی میری ابرو سے
 بہت اتنا ہون لے طوطی پہنادی گشت
 وہ بہت آیا لگا کر گو کہ و کشتی کا تو پی میں
 بہناد و طوطی گردن میں مرانا نہیں بکار
 چمن میں شکی اسی گل دم پھر کتا باہی طبل کا

لہذا کھد کیا صنعت غاموش مجھ
 دل ہی کجا ہی کرنا ہی سہ پوش مجھ
 یا جب آبا ہی وہ ساقی فحش مجھ

ولی آنخوش اپنا وقت ساقی میں خالی ہے
 نہیں یہ ماہ نو تو اورستی میں نکالی ہے
 نگہ میں تھرا نکھوں میں غضب و ٹھونگی کالی ہے
 زبان پر بار کا افسانہ شیریں تھا ہے
 کہوں میں چشمہ خورشید میں کشتی بالائی
 کھا کرتا ہی جھکو وہ فغانی ہی ہلا ہے
 پیالی لکلی نظر وں میں زرد کے پیالی ہے
 گلابی ہی اگر خنجر تو ہر اک گل پیالی ہے
 تری سب کے ہالی یاد اب جانید کی بالی ہے
 مہ نو کی طرف لنگھی اوٹھنا تو غالی ہے
 جو تیری کان میں یاسین سوئی کی بالی ہے
 تری کشتی کا اب ایسا خدا اللہ الی ہے
 اسی منت کی میری یادی پاؤں الی ہے
 ہونہ شہی مہل جہتی واہ کیا زنگین کالی ہے

دلی میں شل نی خودی قاتل سود میں جھکو
بیوشہ ماہ رہیوں پر تو اپنا دم نکلتا ہی
ہی پہنان شام نفوس میں عیان ہی صبح چہرے

مگر کیسے کہی فریاد بھی سنو سکے نکالی ہے
مرگے آپ ہم تلوار اگر نیری ہلالی ہے
شوق پہولی ہی گویا ایسے کن ٹہنہ نہیں لاکر

بھی رومال آسمانی کام او سپر ہی ستاروں کا
کر کن سودر جکی قبضے میں ہی اور بغا ہلالی ہے

سوزان ہی او ہزل ہی او دہر ہا میں گئی
کتب فی میں ہی جو ہی مری یار میں گرمی
پڑانی سمجھتی میں مجھی سرور چہرا خان
کیا گرم ہی خون میرا پک سیکر دن چالی
آئی جو نظر آتش باقوت لب بار
کہہ گی نری کان میں یہ کانکی بجلی
کہا تے جو ہاں بھگیاں مجھ ہوشو تہ لگی
جنت میں بھی جاؤں قلع جلی مثل جنہم
شعلے یہ نکلتے ہیں نکلتا نہیں لالہ

جو نور میں گرمی ہی وہ ہی نار میں گرمی
اندا زمین رفتار میں گفتار میں گرمی
کیا داغون سی ہی میری تنہا میں گرمی
بیدار ہوئی غلام تری تلوار میں گرمی
بیدار ہوا بھی چشم خیر میں گرمی
بھی داغ جنون سی جوتن زار میں گرمی
ققنس کی طرح ہوا بھی شکار میں گرمی
ایسے ہی میری داغ دل زار میں گرمی
فریاد کے نالوں سے ہی کہہ ہا میں گرمی

جلنے لگے تلوارے چو چلے یار میں او سکی

اگو با بھی غضب یار کی رفتار میں گرمی

کبر زبا ہی جناب کبر با کیواسطے

خاکساری چٹا عید خدا کیواسطے

باد فاتہا مر گیا اک میوفا کیواسطے
 باغیان دیوار گلشن تک فغانے نہ پہن
 بیطلب گمروت بھی آتی تو شادی کر گئی
 آئے گروقت و ماحراب بز و کاہل
 ای ہا پیش فقیری سلطنت کیا مال
 اوکے لب پر سرخی پان یکیک کہنا ہی
 بعد مر نیکی بھی حسین حکو طفلان حسین
 منہ دکھا بعد اک مہینے کے تو آخر سید
 بلبلو عریان و مرقن بون اگر گلشن کو میں
 جھوڑو نیا کر قناعت نہیں کج فقر میں
 جانب گلشن مجھی صیاد لیجا آہین
 ہو گیا تابیاب جب عقدہ تیرے تاب تہوا
 خاک ہو جا پھر سینہ سختی کا ہر گرد پھین
 ہر من مہر کا پتا ہی خوف سے سارا بدن
 ہی ہر تن خیمہ نر گسں باری تیری دید کو
 رحم کرا ہی ضعف ہر اتنا نہ تو غلبو گہلا
 دل نہ اپنا ہی تن اپنا بھی اپنا ہی آہ

آشنا تھا جان دی تھا آشنا کیواسطے
 فیچیان لگو انہی ظالم خدا کیواسطے
 منہ سے نہ لون ہر گرد واک کیواسطے
 تیغ ہو محراب بھی دستہ عاکیواسطے
 بادشہ آتے میں پابوس گدا کیواسطے
 خون یہ کسکا ہو گیا آب بقا کیواسطے
 لین ہماری خاک کی گل آہا کیواسطے
 ماؤں تو ہی سر جھکائے بقا کیواسطے
 وہن اپنا پہلو کر دین گل بقا کیواسطے
 خاک مت سر مرا ڈر اٹھ جا کیواسطے
 تو ہی از خود رست کی بچل خدا کیواسطے
 اوس کی دنیا اہل فنا کیواسطے
 ہی جگہ آنکھوں میں کٹی ل تو بیا کیواسطے
 ہاتھ اوٹھاتے شرم آتی ہی دعا کیواسطے
 گل جہنم گوش ہی تیری صدا کیواسطے
 بڑیان دو چار منہ لے جا کیواسطے
 سب بیگانے ہو گئے آشنا کیواسطے

کر لو کو بیاہی شفاست یا نبی بھڑا
ای خدا نے بخش دیو مصطفیٰ کو اسطے

بھڑی الفت کسی گردن صراحی وار کی
بھڑا جو حکو خون شوق شہادت پہنچا
عشق نے اک تکی بھڑیچ بڑی ہوتی ہے
بھڑی کس پہلے رہا ریا دانی سے
لن ترانی کی صدا کا نون جن بھڑی کی
بھڑی ہار آئی ہوا بھڑی کشی کا ہکو ذوق
بھڑی لگا ہونے پر نشان حال سنبل کی بھڑی
ہو گیا سر بھڑی و بان و ش بھڑی ہوتی
جوش گریتہ تاثر دہ بھڑی شل لانی لگا
بھڑی کا فر کی الفت میں ہونے لایا
یہا مجھے بھڑی عشق نیچے کا کسے سبب کہتے
جال اوڑائی کیا کی بھڑی بھڑی کر کے
جوش گریتے ہاری بھڑی کا طوفان پا
ہا کو بھڑی بھڑی مرگان بھڑی اور بھڑی تم

راہ لی پہرے ساقی خانہ خمار کی
آرزو بر آئی قاتل پہر تری تلوار کی
بھڑی گردن کو اب جت ہوئی تڑا کی
سیر بھڑی کرنے لگا جا جا کے میں گلار کی
شکل موسیٰ بھڑی مجھے خواہش ہوئی دید کی
جا کی یخانی میں پہرے گرد ستار کی
پہر صبا بولائی گلزاروں میں نفی کی
نہیں کرنی برین پہر محلو و خوشخوار کی
بھڑی منصور کو صورت دکھائی ہوا کی
بھڑی رکھائی تھیں شکل ہی تڑا کی
ان ان پہر سیر خوش آئی لگی بازار کی
پہر لگا تعریف میں کہنے تری رفتار کی
آبرو جاتی رہی بھڑی آبرو دریا بھر کی
بھڑی خوش آتی ہی مہر میں محلو و سوفا کی

بھڑی باتوں سے ای عیسیٰ ہوئی الفت کو

بہر لگا کو یا صفت کرنے نری گفتار کی

خود بخود دیوان میں چل بول ننگی زنگار کی
چاہیے بھر قلم منقار موسیقار کی
ناز کی انداز کی رفتار کی گفتار کی
منتیں کرتا مہون کیا کیا ذبیحہ ار کی
دیکھ لینا باغ میں جب آہ آتشبار کی
آتش یا قوت سے گرمی ہی بان کی
بعد مرون بھی رہی دست تری دیدار کی
ز عطرانی دیکھا رنگت سے دستار کی
سرد ہو جاگی یہ گرمی سے ہزار کی
نغم پرینی لگا نامرہم زنگار کی

حاشیے پر جو لکھی تعریف خطر یار کی
خطا میں لکھنی ہی حقیقت کچھ دل لگا کی
کبھی تعریف کیا کیا اوس پر خیار کی
بھر کی شب بست ہی در ہی چسپاں لکھ
جا گل نکدیں گے شعلے شاخ گل سے عیب
سرخ لب کے تصور نے لگا دئی لین گ
مگنے میں ہم کو انہیں کہلی میں دیکھ
بھر لگا تلوار قاتل خستہ میں زخم بدن
دیکھ لینا مر گیا جس روز زمین لختہ
میں میں آج کشتہ او سکے خط سبز کا

آپتہ گدہ جو گویا پونچھ کو یار تک
بیخرب ہو گئے پائی خبر رب یار کی

ترکیب بند

یہ کیا الم ہی جو خورشید تک ہی جہنم کر
وہ گر یہ ہے آپتہ سفید جہنم تہ
بزرگ دل غل ماہ ہی ہر اک جہتہ

یہ کیا الم ہی جو ہی چاک چاک جیب بھر
یہ چاندنی میں دلائل اشک کا عالم
سیاہ پوش ہوا ہی الم سے چرخ کو

بنا ہی چاند کا مار بھی ملے نام
 و غور غم سے تعجب نہیں اگر ترنج
 نظریں گنہ گروں کے گنہ گروں
 اب ایسا گرم ہی باز اس رخ و آفت کا
 جو دیکھو ابر کو و زار زار تو ہی
 سید کیا الم ہی بواجب نشان چشم جہا

ہی برج آبی گرد و نیشکر دین تر
 اب بچے قتل کو مانگی ہلال سے نگر
 بنی ہی چادر متاب قبر کی چادر
 کہ مشتری ہی خریدار سوز و درد جگر
 نظر جو کچھ ہی برق ہی بہت مضطر
 سید کیا الم ہے جو ہے و مصیبتا لب

فلک ز بار مصیبت حمید وادیا
 ملک چو صبح گریبان رید وادیا

ہر ایک گلشن عالم میں موہ پریشان ہی
 ہر ایک شلخ اوٹھاتی ہی ہاتھ تھم کو
 کلی جو چکی تو آواز آئی نالوں کی
 اوڑا رہے ہے صبا خاک محن گلشن میں
 چمن میں بہی ہی ہوسن بھی ماتی ہوشیا
 کسی شوش پہی صبا دختہ دل گریان
 پڑا ہی برگن خزان کی طرح کہیں گھسین
 سید کہہ رہا کہیں باغبان سہی مروت کر
 نہیں دیکھ گن و ہنر و نیر بہار چمن

چمن میں نبل تر زلف سو گوارن ہی
 ہر ایک تھل پہیل بھی مرثیہ خوان ہے
 چمن تمام سید لبریز شور و افغان ہے
 گلوں کا چاک گریبان ہی مگوئی دلمان ہے
 بزرگ دیدہ ترنگر کس آج گریان ہے
 اسیر و ام الم او سکا طائر جان ہے
 بزرگ سایہ گل خاک پر وہ عطا ہے
 ہجوم دار غصے سینہ مرا گلستان ہے
 نہ نمونہ ہی میل نہ گل ہی خندان ہے

روان دین نگر کسی سر شک شب نیم شد
فغان کہ در شب سیر باغ نخل ماتم شد

یہ آو میر و خلایق سے ہی جہاں مہمور
نظر اب آتی ہی ہر ایک چشم طوفان نا
ہی آفتاب قیامت ہر ایک باغ جگر
و کون ہی کہ جسے غم نہیں ہری غم کا
بھی ہی سب کسی حور کی جدائی کا
جہاں نگہوں میں کیا قصہ رہی کہ اب
دام رہی ہی اب آہ گرم شعلہ فشان
جو میر حال سے ہوتی ہی و کبھی آگہ
نبو چہ نہیں اہل مہد کا دشمن کی ہین

عجب نہیں ہی جو ہو جاؤ ترش طور
و ترش غم سے ہر ایک دل ہی نور
ہر ایک دم ہی خلایق کا صورت و صو
یہ سیر سب سی ہی چشم دلبران بخور
قریب برگ ہون میں اور ہی و مجھے دور
نظر میں ایک میں یس و نہا غلو غور
عجب نہیں ہی گرین گرباؤ کی طو
تو نالے کرنے میں کرتی نہیں ہی قصور
دل و جگر کو بنایا ہی حسنا زبور

کنون چہ سان نشوم بقرار اے اللہ
ترتیب حیر و لم شرف کا اے اللہ

فلک نے مجھ کو یہ داغ تو جو ان فوس
بجلا ہو خاک مری زلیست جہاں
ملایا خاک میں اوس شک ماہ تابان کو
خیال یا جہاں ہی رو کی کہتا ہوں

مرد و مہنتہ ہوا خاک میں نہاں فوس
انیس جان دل رام مکہ دان فوس
رین پر گرنہ پڑا کیوں یہ آسمان فوس
رفیق و مونس دلدار و مہربان فوس

<p>کروں میں کس سی ہایہ حوالہ ان میان ہوں کری گی کا میکو سوسن بعد زبان ہوں دہن مرا کری افسوس باز زبان ہوں ہی مثل منبرہ بیگانہ بوستان ہوں نہیں نظار کے قابل میں ناتوان ہوں</p>	<p>نہ کوئی دوست نہ مونس کوئی حرم چمن میں مثل صبا کس امید پر جاؤں سری الم میں مگر روئین ہیر سری نگہیں نہ آشنا کوئی گل ہی نکوئی بیل یار چمن میں ہیر لی زر کس نے انگاہ بے</p>
--	--

بگریہ ایم اگر گلِ بباغِ خند و
 بگریہ ایم جو لبِ بلبلِ بباغِ می خند و

<p>مزار یار چرخ کو جلا یا آہ کا مدام اب تو ہی پہلو میں درد و فرقت یار ہر اک نفس ہی مرا برقِ خرم بل زار وے یہ گرزہ پڑا آسمانِ عظمِ شعار فوستے کئے لگین الامان پکار پکار ہی آمد آمدِ غم اور وداعِ صبر و قرار جو روئے رُو ابھی زار زار اب بہار کہی جلا و قنار نہا عذاب النار</p>	<p>جلا یا آتشِ غم نے نہ مجھے چراغِ نزار و دن گئی کہ جو ہم ہمکنار رہتے نہیں ہی ابر تو یان کیسی برسی ہے کیے میں نے تو مجھ کا نچکا پٹو بھی ہے فلک پہ جا اگر میری آہ شعلہ فشان جد ہر کو جاؤں دیکھ کر یہ کتنی ہی خلی جو دیکھ دل کی تڑپ گڑھی ابھی بجلی و دل جلا ہوں پر سایہ گر سمنید</p>
--	---

چنان بسوخت لم دو داگرازان خیزد
 ز حاملانِ فلک شورا لامانِ خیزد

اگر کئی گہون میں منو تو دل ہی غمی ہوا
 کبھی خیال یہ آتا ہی چلیے گلشن کو
 کبھی یہ کہتا ہوں یار جاؤں میں جنت
 کبھی صبا یہ کہتا ہوں میں پی تسکین
 مری طرف سے بصد شیناق یہ کیو
 نری ذائق میں مٹی ہی شب گذرتی ہی
 کبھی نہ خواب میں بھی شکل اہ کہلاتی
 جو حال رو نیکا میری وہ پوچھی جانا
 اور اتنا کہو کہ تم خوش ہو جاؤ جنت

جگر میں درد ہی تو ہی زبان پر اولیا
 کہ مثل گل ہو شگفتہ دل مصیبت را
 جو گل منو تو غنادل کو سیر مرغ سے کیا
 ریاض خلد میں جانا اگر کبھی ہو ترا
 ملائے دیکھیے کس روز تم سے ہو خدا
 بجای ہی کبھی اگر جھکے شمع بنم عوا
 کیسکو بھول جائے کبھی کوئی ایسا
 تو سو ہی چشمہ کو ترا اشارہ کر دینا
 یہاں تو میں ہوں اب ہر راز سچ و بلا

من و جنم جبر ان خاطر مجبور
 تو دو محال و ہشت و سر و جوڑ قصور

نری ذائق میں گہون سے میری خون روا
 اکبلا توں کوں رقا ہوں پٹ پٹ کی منہ
 کیا جو زیر زمین تو فی میری جان آ
 قرار و صبہ فقط تہا نری صبب کو
 کبھی میں سرور دیواری پکتا ہوں
 کبھی یہ کہتا ہوں کیا ہو گیاری لہند

قلق ہی دل میں جگر میں ہی ذرا بے غما
 بیان میں کس سے کروں یہ ہر غم نہاں
 پڑا ہوں خاک پہین صورت تن حیاں
 جو تو ہی پاس نہیں بھر قرار دیکھاں
 کبھی میں کہتا ہوں بگہری خانہ عدا
 کبھی ہوں صورت آئینہ شہر و حیرا

فلک نہ دیکھو میں سے جو صد شہ جبر
بزمک موج ہوں اب جان میقرا ایسا
اگر میں زمانہ پر در در کے روزے لگوں

طلب ہلال ہے کرتا ہی بہر حال زبان
جو موتی مانتہ میں لون ہو وہ گو غلط
زمین کا پتلا دھوئے گندہ گردان

نہ کہ بگڑیہ زاید ز اشکیاری من
زمین بلرزہ ز زاید ز میقاری من

اگرچہ جانشا ہوں م کا کیا بھر سا ہی
سہی نہ حضرت یوسف حسن پاک کا
نہ اب ہی لیلی و شیرین نہ قیش فراد
نہ اب ہی قیصر و خاقان سلطنت حشم
نہ جنگو بستر محل پند آتی سہتے
نہ گل سی کان چین او کی نہ انگہ گریست
سر غریزہ بہتا جیکے تاج سلطانی
نہ دانت صورت شبنم نہ برگ گلے میچ
ہیہ سب سمجھتا ہی پر کچھ نہیں سمجھتا ہی

یہاں جو آیا ہی وہ ایک دن وانا ہی
رہی نہ اب وہ زلیخا نہ عشق او کا ہی
نہ اب جہان میں مامق ہی اوڑھڑای
نہ میں سکندر و حبشیا و نر و لارہے
سو اونکی واسطے اب خاک کد چھوڑا ہی
نہ نخل تبدیل تر کا کل چلیب پا ہی
ہر اک فقیر کی محو کر سر او نکا کہتا ہی
نہ مثل سرو ہی قد او نہ گل سا نکہ ہی
تری جلالی میں بیہوش تیرا گویا ہی

ز حد گذشت بہ حجب قمر اضطراب مرا
بہ بین کہ این ہمہ دانیم غیبت تاب مرا

کسی طرح سی ہمیشا نہیں مل تا شاو

وہی بکا وہی زاری ہی اوڑھی فراد

د فور غم سے ہی ہر چند خود فراموشی
 جنون ہوا تری فرقت میں ابو نہیں بخون
 ہر اکہم تری فرقت میں ہی دم خنجر
 خیال میں تری آنکھوں کے اسی کتابی رو
 جو یاد آتی ہی کہ دن تری کو کہتا ہوں
 خیال قدیم تری میں لبیک کی روانہ ہوں
 جگر کو جاک کیا دل کو کر دیا کڑے
 خدا کی واسطے اب مری گلے لگ جا

دلی ہیہ خل نہیں پہول جاؤں تری
 سراپا پہوڑا ہی پتہ ہی ابو نہیں
 سراپا موی مری تن پشتر فضا
 مدام روتا ہوں اتون کو پڑے سوہا
 بیک پر اپنے روان کی بھی خنجر فولاد
 اب اسپین سر و صنوبر جو یاد کہہ نہ سدا
 کیا اس ایک تری غم نے کار حلاوت
 ستم رسیدن دیکھ معین میں کریدار

بیابیا کہ در کتاب انتظارم نیست
 خدایا نظرے طلاق مقررم نیست

تری فراق میں اب شہر مگر نہیں بنایا
 کسی طرح کسی پہلو نہیں ہی نیند آتی
 دکھا دی جلد تو ای بحر حسن شکل افنی
 نہر حریف کہلا اک سب دن وہو کا تھا
 جدا اگرچہ رہیں دن کو شمع و پروانہ
 نسیم صبح اوی دلیوی صبح خروہ و بل
 ہلہ مکین میں کہ کیاں گزشتہ روز

جگر جو برق ہی تو دل ہی یاد کیا
 تری فراق میں گویا اک خیال ہی اب
 کہ اب تو دم مری آنکھوں میں ہی مثال جاب
 دن رات اور وہ صحبت تھی مثل سوچ آ
 اوٹھا چہرہ مقصود شکوہ خسی نقاب
 رہی فراق میں نالاج رات بھر سرتاب
 جگر کو آتش فرقت زکروما ہی کباب

روایت آنکه چون دریا لگی چه دلیل آن
ایمید من نهین تا برست قیامت

هوا چون من تری فرت من صفتش
دیکهای دیکه کیا یه مبر خانه طرب

ایمید نیست دگر دفع این ملال شود
مگر بایرم دای جان تو وصال شود

بلای جسم ہی جان در دیان خوشی
نهوگا مجھسا کوئی خستہ و پریشان حال
اگر چه کہنے کو گویا چون خلق نہیں ہو
کسی نے بات جو کی بس جواب یا
اُم گذرتے ہیں جو جو خلائی قفس ہی
نہیں ہے اسکا بھی کچھ غم گویا تیرا دھیان
جو نو ہی پاس نہیں کیا کرونگا مال مال
زرے نزار یہ جاروب کرے درگان سے
ہوں نہ ملک کی دلیں مال کا خیال

ہر ایک دم دم خم ہر ایک ہوش
ستم رسیدن حیران ہے کس مصلط
تری فراق میں پرہون خوش آنہ پر
کسی نے حال جو پوچھا دکھایا ان جگر
ہزار داغ مصیبت ہیں اک سرے دن
نہ اپنے جیکہ مجھے ہوش ہی نہ دل کی خبر
فقیر ہو چکا ہی تھا ہی اب خیال اکثر
چھڑکے پا کے طینت کے آہیں تر
نہ آزر و مجھے دولت کی ہی نہ خواہش

کنون من از دست او گرامیر شوم
سر زار تو بشنم و غمتیر شوم

سلام

سدا با ساقی کوثر کا بیٹا حوض کوثر کو

سلامی پیا سارا گھر چون دہلی میر کو

کیا بشیر کو جب قتل غل تمام تھی پانی
 کہا بشیر نے ہم آپ سے پانی نہیں پیتے
 اس کے سے ہمارے پیہکے آئے آپ سے پانی
 کہا صغرائی فاصد سے مراد عذرا ہے
 مگر باطلین تو اداں کے رور کو یہ تو کنا
 نگہ کرتی تھی اک حیرت چشم ز حیرتی
 کہا حضرت نے پانی فوج کو میرے مذہب عالم
 گمان سب کو دوا اڑنیکو بغیر نکل آئے
 جو بی بی ہم نے رخصت جنگ کی بشیر تھی
 کہا حضرت نے بعد میرا کھانا کھا
 فرست توں نے کہا بشیر کا سر دیکھ میری
 گریبان کیون پہاڑے صبح ہی اپنا دم

ڈوبلایا خون میں دیکر خشم کشت نادر کو
 یہ کہ کیا مقدور ہی گردن اعدا آپ کو
 کری ملوفان بپا اگر حکم دین ہم آن خیر کو
 نہ آئے لینے کو و عد یہ کہہ دیا لکیر کو
 مسیحا میری بھولی اپنی تم بیمار مضطر کو
 بہت ہی پیاس کی شدت ہو گئی صغر کو
 پیاس کا ہن جو بیٹے ہیں آج تیغ و خنجر کو
 سبھی مناق بھاگے دیکھ کر میدان میں کھنجر کو
 لپٹے روئے حضرت یکہ تصویر برادر کو
 زبان پر لاؤں حب میں نعرہ لکیر کو
 شہیدوں کا کیا سر ارح حق ابن حیدر کو
 ملایا خاک میں اندھیر ہے ماہ منور کو

ہر اک کہتا تھا کو یا پسو میں تارا
 پڑی جو دیکھتا تھا لاش سرور پاس اصغر کو

سلام

ہوا چپاس میں سیر اب آپ خنجر سے
 جو بچکے قطرہ خون شہیر کو ترست

سلامی محبو محبت ہی اوٹس لہور سے
 ہوا یقین یہ صغرا کو شاہ قتل ہو

غریزہ ٹوٹ گیا بازو امام حسین
 غم شہادت اکبر بہت ہوا شہ کو
 گری جو شانہ کتا کزات پر عباس
 کہا بہ شہرے عباس نے فریب نہ
 حرم نے روکے کہا ہو گئے شہید امام
 بھیمہ کے پانی بلکتا تھا اصغر شیر
 غضب جبکا پد ہو سانی کوثر
 چلے یہ ایک سکینہ سے نہر کو عباس
 کہا امام نے صابر ہوئے رہ نہ شہنشاہ
 امام کہتے تھے ہونگا میں اس میں شہید
 ہوا شہید جو فرزند مصطفیٰ طاق
 پیادہ لیکے ناشام او سلو کر کے آسیر
 یقین یہ کہ تری محض ہوا گویا

جواہر ہو گیا پیکان حلق اصغر
 کہ تھی زیارت احمد جمال اکبر سے
 کمر ہو سکی پھر سیدی ہی ابن حیدر سے
 جدا ہوئے بن بن برادر کہیں برادر سے
 صدای گریہ زہر جو کسے باہر سے
 جوا شک بہتے تھے بانو کے دیدار سے
 کنا رہنہ اک بوند پانچو تر سے
 نہ یان میگا تولاؤں گا آب کوثر سے
 جو جاہوں قلعے او کماروں زنا رو شہر سے
 سنی ہی پہنچے خبر بار بار پیغمبر سے
 سدا ملاوت قرآن کی الی تھی سر سے
 محال اوٹھنا تھا جس تا تو اکلالت سے
 کمال پنجکو محبت ہی ابن حیدر سے

سلام

منہ کہتے تھے مجرانی بہانہ کجی ہوا
 لگے سر سرور و شہید نہ ہو
 رہے سلاسل سے دیکھا تو کہا شہ

اگر سر جو ہے نیس کج بر معراج امامت
 کیا خوب مامت ہی کیا خوب جاعت
 زخمیر کو عابد کے اب ماتھوں بیعت

زینبؓ کیا بیٹی مرگے جان
 اکبر نے کہا رو رو میں وعدہ کرایا تھا
 تنہا تھی کٹرے سرور آسکتے تھے خدا
 نوشتہ جو بنا قاسم ما کہنی تھی قاسم کی
 کہتی تھی قضا او سدھ اک ان کا جہان
 کٹواؤں گے سراپا سجدہ عین کہا شے
 دائم ہے با حشمت یہ شاہ زسن اپنا

پر یہ کہے کوئی شبیر کی رحمت
 سفر کے لئے کی کیا جگہ راست
 ہدایت یہ شہ دین کی اللہ کی ہدایت
 چہرے کو ذرا دیکھو اللہ کی قدرت
 اب پہنے کفن قاسم داماد کیا خلعت
 تلوار کا خم ہو محراب عبادت ہے
 شبیر سے اسی گویا اپنی یہی حاجت ہے

سلام

روز قتل شاہ دین ہی سب جہان ناکی
 یہ جہان تنہا نہیں ہونا غم شبیر میں
 جب سنا عباس آتے ہیں تو لشکر لگیا
 نیز دستی دیکھ کر کہتے تھے او نکسب عدد
 بین کر کے شاہ سے کہتے تھے بانو بکلی
 کیا غضب ہی جو پلا تھا قافلہ کی گویا
 دیکھ کر اصغر گوشہ کہتے تھے دیکھو ملو
 شمر خجہ کہیں کچے سبط رسول اللہ
 سر جہڑ بانیزے یہ شاہ دیو کا فلک

حجر تی صبح شہادت تک گریبان کچی
 حاملان عرش تک بھی تھی پوشاک ہی
 کس قدر فرزند جید کی عزیز و داک ہی
 یہہ جوان ہاشمی واسد کیا چالاک ہی
 مر گیا اصغر تو لطف زندگانی خاک ہی
 خاک پر افتادہ و من مثل خس و خاشاک ہی
 پیاس سی مڑا ہی وہ جو حصیہ پانی
 کچھ خدا کا بھی نہیں ہے خوف کیا میاں ہی
 کیا یہی معراج سبط صاحب لاک ہی

شاہ کہتے تھے نہیں جو پست کر نارد
کسکامین بیٹا ہوں کسکا ہوں کسکو

جانتے ہو کو لا حسین کی ہمت
ماری زہرا ہی نانا صاحب نولاک

چاہیے مشہور ہو یہ سفر عالم کے ساتھ
چشم گویا غم میں شہ کے رات دن نمناک ہی

سلامی دیکھتے ہی رنگ آسمان کیسا
حسین کہتے تھے دور کے کیوں خدا
بڑی ہتی لاش جو اکبر کی بانو کہتی ہتی
خدا سے مشرم ملی غلاموں نے داویلا
امام کہتے تھے اعدا سے دیکھو بن مانی
بہ شاہ کہتے تھے بانو سے یکہ قتل کو
رسان پڑیکے سرشہ کا لوگ کہتے تھے
جولا کے خمی میں ہنر کو شہ تو بولی ہم
تباہ ہوئے ہو سر کٹے پریشان حال
جو فونداں تھا اصغر اور سکوی چوڑا
موی پرمادر قاسم یہ بین کرتی ہتی
شقی یہ کہتے تھے پیدل ہی چلے گئے ہم
ستم ہوا ہی کہ باد خزان اعدا

غم حسین میں روتا ہی سہبان کیسا
لگا ہی تیر ہلے صفر کے ناگمان کیسا
کیا ہی قتل عدو نے یہ نوجوان کیسا
خی کا کردیا برباد و دودمان کیسا
ہلک رہا ہی مرا طفل بے زبان کیسا
چلا ہی نریکوا اکبر یہ شادمان کیسا
نئی طرح کا ہی یہ فوج میں نشان کیسا
لہو ہی حلق سے یا شاہ دین و ان کیسا
چلا ہی شام کو زہرا کا کاروان کیسا
قلم ہوا ہی ممیہ کا بوستان کیسا
مری بنی کو بتایا ہی خوفشان کیسا
علی پوتا ہی بیمار و ناتوان کیسا
خدا کے شیر کا او جڑا ہے گلستان کیسا

کریم بخش دی ترے سکے سب کا ہو کو

تری حسین کا گویا ہی نو خون کیا

سلام

لازمی مجرئی نواطاعت حسین کی
مشکین بہا کی ریت پہ منستے تھے اہل شام
رو تھے زار زار چہ بہشت میں
سجیدین سر جہ کا دیا محراب تیغ میں
بیعت طلب حسین کی ظالموں نے ہی
چھپتے سر شہید و نکلے آگے سر امام
خجھر چلا کیا نہ اوڑھتے جھوٹے حسین
جو جو ستم لین کرین سر کبھی
گہوارہ اکثر آکے ملاتا تھا مجھ کی
آتی تھی با تو اور سکے لیے حکایت بہشت
خجھر تکلف جو آیا شفیق سر جہ کا دیا
کیا رقیہ ہی کر چھوڑ سکے ابن خلیل کو
ماہنت مسطفی ہی تو ہی باپ پر آٹھا
سر خیر پر چشم سیرجہ کیوسف پر کیا
افسوس جتنی ریت پہ غفلت کی کفن

مفقور چلے ہوگی جماعت حسین کی
تغیر تھی جو پیاس ہی حالت حسین کی
کرتے تھے جب کہ یاد عصیت حسین کی
زخموں سے طاق جب تہلی طاق حسین کی
واجب تھا کہ کرتی بیعت حسین کی
دیکھو فنا کے بعد امامت حسین کی
انزوں ہی سب جہاں عباد حسین کی
اہل حرم کو تھی ہیو عصیت حسین کی
بھہو تو کستہ رہی نصیحت حسین کی
یا سر بر ہنہ پھرتی ہی حضرت حسین کی
کس مرتبہ ہی واہ مروت حسین کی
مقبول کی خدائے شہادت حسین کی
عالم سے ہے زیادہ شرافت حسین کی
نافع کسی ہوئی تلاوت حسین کی
جالیں نہ پڑی رہی ہر حسین کی

شاداب شکر گلابی قند حسین کی

ہر چند وہو پسونم گرما کی سہی گر

گویا کو یہ کہیں کہ ہمارا ہے یہ عجب
ہو روز حشر اتنی عنایت حسین کی

جس وقت سر شاہ شہیدان نظر آیا
دل ٹکڑے ہوا یاد مجھے آگئے عابد
سندی کی عوض تھون میں کہہ گئے
روتے تھے سبھی کو یہ کہ لاشہ شہدین کا
عابد کے نظر آتے جیسے پانوں کے چھالے
دیکھو تو کہیں خون میں بھر گیسو اکبر
سجاد کا مہیہ حال ہوا باب کی غم میں
شہ کے رفقا کہتے تھے جدیدی میں کاش
عابد نے جو دیکھا تو نہیں کوئی بھی خوا
نیز میں گہرا دیکھے اکبر کو شہدین
شہ کہتے تھے یعقوب سے یوسف ملتا تھا
کبر نے شب عقد جو قاسم پر نظر کی
جو زخم تھا سو گل کی روشن آہٹا تھا
زندان میں گئی مای جو وہ یزید جنت

یہہ روئے حرم مجھ کی طوفان نظر آیا
جس وقت کوئی چاک گریبان نظر آیا
آلودہ خون خجہ مر جان نظر آیا
خز خیم بدن کوئی نہ خندان نظر آیا
ہر دین گریبان گہرا نشان نظر آیا
شہ جو مجھے خواب پریشان نظر آیا
دامن نظر آیا نہ گریبان نظر آیا
جس وقت رو نہیں وضع ضوان نظر آیا
بان پونچھیں اک خار سفیلان نظر آیا
فرمانے لگے شیر نیستان نظر آیا
لیکن نہ ہمارا مہتابان نظر آیا
آئینے کے مانند حیران نظر آیا
سر کا تن پاک گلستان نظر آیا
بہتر کہیں جنت میں وہ زندان نظر آیا

اگر تاجون بیان شاہ کا رقا ہوں میں رستا
گویا مرے بخشش کا یہ سامان نظر آیا

مجرئی باندہ ہے شفی ہای و نہ خیر میں
سینہ شاہ شہیدان تہا سنا کا شتا
خون ناحق کا و شیر کے ہو گا شتا
ہو گئے زینب مظلوم کے بیٹے جو شہید
ما را و بندید اللہ کو جس شخص نے تیر
شہ کو تلواریں لگائے تھے شفی دیکے زینب
کیا کہوں المجرم رو جو وقت رخصت
ایک سجاد کا تہا تہ بندہ تھی سے
محو تھے ذکر خدا میں شہ دین وقت
کہا سجاد نے کیا صنعت اللہ اللہ
خیر نے کی اگر جو بیعت تو کیا سر کو شتا
قدم شاہ پر گر گر کے عدو کہتے تھے
بچھوئے ابن اسد اللہ ہی ٹرنا مشکل
زخم سے رسی کی تھیلی کا یہ بیضا تہا
اوٹ نہ سکتا تہا جو بیکارو کا سجاد جو

یہ بیضا سی فزون جو کہ ہو تویر میں
خواہش تیغ میں سر تہا طلب نیر میں
آنگار و ز جزا ستر کا تقریر میں
روئے شہ ڈال کے پہر گردن شیر میں
کام سے ہمارا ما او سکا بل کی تیر میں
شہی زبان کر میں مشغول تو تذیر میں
شہ نے بانو کا دیا جب ہمیشہ میں
ایک تہا ہای کف ظالم نے میر میں
دہن زخم سے مشغول تھے بکیر میں
نہ اوٹھے وقت نماز اسکے جو کیر میں
اشقیاء بولے عجیب شہ کا ہی تسخیر میں
نظر آیا جو او نہیں قبضہ شمشیر میں
سہل ہے دو دین اگر ہم دین تیر میں
غیرت تیغ تجلی تہا تویر میں
ہای کیر لے تھے وہ طعن گھر میں

ماتہ آیا کرے خاک دریشہ کا مضمون
 بولی عباس سرنے پہ بھی دامن چوٹا
 ایک ہی ماتہ میں دو ہوتا ہر اکھ میں
 آیا گل لینے میں سر کشا جو شب بیکار
 کہا عابد نے نہ باندھوا نہ دین زنجیر

ہمیں اور وہ الہی اسی کبر میں ماتہ
 دیکھ کر اپنے کسے میں شبیر میں ماتہ
 شہ کے ہوتے نہ اگر نچہ تقدیر میں ماتہ
 شب یہی بخود ہوا میں آگیا گلگیر میں ماتہ
 دو نوا جانگی اک حلقہ زنجیر میں ماتہ

میر سے آقا کو نہورنج کوئی ای گویا
 رہے سینے پہ مگر ماتم شبیر میں ماتہ

مجڑی لڑنے کو جب اکبر چلے
 تشنگی مٹی کے سینکے خلد سے
 روکے اکبر نے کہا ہنگام قتل
 کیا کہوں میں وادی پر خار میں
 پای کلکون جسکے نازک گل سیخن
 راہ میں کہتے تھے رو رو کر حرم
 بولے اعدائے نکا برسائے سنہ
 کٹ گئے عباس کے جب و نونا تہ
 آتے رو چھپ پیسہ خلد سے
 برق سان دیکھا اکبر کو طمان

بولے سرور قتل ہکو کر چلے
 جام لیکر ساقی کو تر چلے
 خشک لب تھے ہم پشتم تر چلے
 کس طرح سی عابد مضطر چلے
 پھر ہلکا کانٹوں پہن کیونکر چلے
 آئے تھے کس طرح کیونکر گھر چلے
 شک سقای حرم جب ہر چلے
 دانت سے منیکہ کو لے کر چلے
 پیشوائی کو شہ سے سر چلے
 شاہ گریاں مثل ابر تر چلے

کس طرح گفتا کہ جسے جوئے حرم
جب ہوئے بخت نزار شاہ سے
دفن اصغر کو کیا اکبر کو ہے
روتی تھی بانوہ می کر کے بین
ہو جہان تابع سلیمان جاہ کا
دوست میر شاہ کے گویا ہوں شاہ

سوی مقتل ہم تو بے چادر چلے
ہو بے عابد جیتے جی ہم سر چلے
ہای ان ہاتھوں سی کیا کیا کر چلے
گھٹنیوں بھی تم نہ اسی اصغر چلے
چرخ برہمی حکمت اختر چلے
تیرا در تلوار دشمن پر چلے

سلام

چرخ برہم جب نمایان ہو گیا
باغ جنت کو چلین گے یہ خوشی تھی شاہ
گرد محراب پر جب چہرہ شیر
کو خوشی اپنی رہائی کی نہ تھی شاہ
اس قدر عاس نکلتے تھے زخم تیر
زینب دکنوم نے سر سے این پہنکنا
حضرت مسلم نے کو فیسے یہ بامیں لکھا
بیت سلم کٹ کٹ کر سے جب ہلالان
ہل گئے ارض سما اور عرش تعمیر لگا
تیرا ک ظالم نے مابو سر پر نور بر

ای سلامی بر ستارہ چشم گریان ہو گیا
رخسہ جوتن پر لگا تھاروی خندان ہو گیا
شل مہار خباری میں وہ پہان ہو گیا
غم ہی تھا خانہ زرخیر ویران ہو گیا
دم میں گل مابدن رشک گلستان ہو گیا
جاں جب صبح شہاد کا گریان ہو گیا
دوست ہم سمجھے تھے جبکو دشمن جان ہو گیا
عاقبت باغ امامت صاسیان ہو گیا
خاک و خان میں شہر غلامان ہو گیا
خون ہی بر کھنڈ شاہ شہیدان ہو گیا

آرزو گویا کی ہی فضل علی سے کیسے
 بادشاہ جنت میرا شاہ ایران ہو گیا

بند

دستے تھے اہل بیت پیر کو واسطے
 کتے تھے شیر تک مہین اصغر کو واسطے
 سنتے تھے محرفانہ لعین زکریا کو واسطے
 پانی پلاؤ ساقی کو تر کے واسطے

بند

جب تیر کہا کے اصغر نے شیر مر گیا
 یا شاہ دین بتاؤ مرالال کیا ہوا
 گودی کو خلی دیکھ کے بانو نے یہ کیا
 اصغر کو لاؤ خالق اکبر کے واسطے

بند

کہنی تھی بانو بیٹے سے لڑنیکو تو نہ جا
 ان ہوں میں تیری جان کے اتنا مرا کہا
 اور جائیگا تو بہر مجھے جتنا نہ پالگا
 اکبر تجھ چین دیتی ہوں مرد کو واسطے

بند

سمجھنا نہ مہی شفی کہ سکینہ ہی بی بدر
 مطلق رہا نہ دل میں یاد کا خطر
 کانٹے چڑھیں میں پاس سے سائی باق
 دوڑا یا ماتہ او سنے جو گوہر کو واسطے

بند

لکھنؤ ۱۳۱۱ھ
 میرا دل بیت محمد نبی سے خلد
 آئے تھر خنکے واسطے ان محکمہ خلد
 زندان ہوا نصیب انہیں جان بجا خلد
 محتاج یاق ہو گئے چادر کے واسطے

بند

زینب یہ کہتے تھے کہ مرا کاٹنا مال سر
آخر کو کاٹ ڈالا سر شاہ بھرور

اسی عمر میں بہالی کی چھائی تھے اور
دیتے رہے خاؤں میں کے واسطے

بند

صفر کو ناگوار جو تھی فرقت پدر
لائے الہی جلد سے باپ کی خبر

کہتی تھی خط کو بال کی پور سے باندہ کر
شہر پہنچے یہ نامہ کیو تر کیواسطے

بند

سب کٹ گئے تو لٹ گیا خیمہ امام کا
رورو کے ظالموں سے سکینہ بے کما

بیر جیکم سر سے لگے جھینے روا
پادار تو چھوڑ دو مری مادر کیواسطے

بند

جب سر حسین بن علی کا کرین جدا
ہیہ کس حدیث کون ہی آیتین ہی دا

کیونکر بڑا شوے بہلا فوج شام کا
آل نبی کو قتل کرین زر کیواسطے

بند

زینب بکاری قتل کیا سب کو ظالمو
سر پہ چارے ایک تو سر کو سہنے دو

اتنا تو رحم حال پر ہوونکے تم کرو
دیتی ہوں تمکو روح پیہر کے واسطے

بند

تمنے تو شامیونہ کیا پاس مصطفیٰ
ہیہ کیا جفا و جور ہی امی قوم بیجا

ہو کے دین میں کون تمہارا ہی رہتا
سبط نبی کی عترت اظہر کیواسطے

آیا جو غینا میں بسیر شاہِ فدا و انصاف	میں میں کانپ کانپ کے بولے وہ بدشاہ
حضر کے ماتہ میں ہی وہی تیغ آباد	اور ترے تھے آسمان سمجھ کر ہوا سطر

جیسا میں نے جو دوش پہنہ کا حکم کیا	او سوقت آئی عالم بالا سے مہیا
دیندار ایسا ہوئے علمدار مہ تقا	سب رسول پاک کی شان کر کے سطر

مقتل میں کئے غلہ سے جسم تم بھل	رور کے قبر شاہ پہنوں لگی ہلاک
کہنے لگی کہ لال تری قتلگہ کی خاک	سرمہ ہی آج دیں مہار کے واسطے

صغیر کو چوڑ کر جو چلے کر بلا کو شاہ	اہل جرم کا حال تھا کس مرتبہ بناہ
دختر بلکتی رہ گئی مادر کے خاطر آہ	مادر ترپتی جاتی بہتی دختر کیو سطر

جاتے تھے پار بہنہ جو سجاد دل فکا	کانٹے لگے تھے پای مبارک میں تار
دیکھا جو بانو نے تو کہا ہاں کر دکا	تہہ خار کیا یہ میرے گل ترکہ سطر

سر شاہ کا چڑھا کے جو نیزے پہ لیچلے	عابدیہ کے کہتے تھے فوج یرید سے
------------------------------------	--------------------------------

یہ سروسہ تھا کہ خاتمہ کی گواہی میں رہے

لب تھانسان تھانسان کیواسے

بجاء

کہتے تھے خالی اریک کے سب سے بڑے درویش
روکر حرم یہ کہتے تھے اسی قوم سے

گنہا بتاؤ گئے رکھائی کہاں چہ پہ
عزت ہماری لیتے ہو زیور کیو اسطے

روکرم یہ کہتے تھے اسی قوم بھی

عزت ہماری لیتے ہو زیور کی واپس

۱۹

نورِ نظر جو ہو بے شبہ کیا اسی فلک
یٹیا جو ہو ساقی کو شر کا اسی فلک

و لبتہ جو فاطمہ اطہر کا اسی خاک
ترے وں ایک پانی کی ساغریہ واسطے

یٹیا جو دھوئے ساجی کوئیر کا اسی ملک

ترے و ایک پانچویں سا غریب واسطے

۲۰

وہ سینہ جبکہ چھاتی سے اپنی علی لگا
اور وہ گلابی نے لیے جسکے بوسے ہی

و سر کہ رکھکے زانو پڑ نہا حبیب مولانا
کب تہا تو تیر و نیزہ و خنجر کیوئے

اور وہ گلابی نے یہ جسکے ہوسے ہی

کب تمام تیر و نیزہ و خنجر کیوں

بند

گو یا فقیر ہے ترے سنانا کے نام کا
روضہ ہی جس عین خمیں لانا نام کا

یہ شاہ دین ہی بس ہی مطلب غلام
تھوڑے جانی مجھے بستر کی واسطے

روضہ ہی جس میں عین خمیں ایہ لانا نام کا

تھوڑے جاملے مجھے بستر کی واسطے

سلام

رتبہ نہ کیوں بلند ہو میرے سلام کا
ہاتھ لے کر کی نہ کہ سہمی کا ہی مشربند

مجلاتی ہوں حسین علیہ السلام کا
نیز سکی نوک پر جو چڑھا سلام کا

ہاتف نے کی نذر کہ سنجی کا ہی مستند

نیز سے کی نوک پر جو چڑھا سلام کا

شبیر چاہتا تھا اور بلتا زمین سی آب

محتاج سناو آپے پانی کی جام کا

شہ فیض مین جوانی تو ناف نئی کی ندا
 اگر تانہدین غزال حرم کو بھی کوئی صید
 کم تہانہ کر بلا مین تجسلی طور سے
 جب آفتاب صبح قیامت کے ہوں عدو
 کون سے خط جو آئے حرم میں تو بھرا شا
 رو رو کے کہ ہے تھے ہم حاملان عرش
 کرتے تھے شہ سے ماہ غنی ہاشم البجا
 قاسم ہو بہمید تو کہنے لگے اسام
 خون دین فلک سے روان کتنے دن رہا
 کرتے کیون امام کو مرد و دوش نشان
 سارا جہان بانو کو تار یک ہو گیا
 دلواد واس سلام کا یا شاہ یں صلہ

رکھیں نشان امت خیر الامام کا
 کا نا لعلین نے سر شہ بیت احرام کا
 جلتا حسین ابن علی کی جنسام کا
 ہو کیون نہ منہ سیلہ مجلا فوج شام کا
 مضمون مین ہی طور اجل کی پیام کا
 بلوای خاصگان خدا بر عوام کا
 اب تلکھ مین نام ہو روشن غلام کا
 لکھون ہو اس پر حسن سبز قام کا
 غم اس قدر ہی باد شہ نشہ کام کا
 منظور تھا مٹانا پیسہ کے نام کا
 کا نا گلا جو اکبر ماہ امتام کا
 گویا اسید واری طر اسلام کا

خمس

بغیر خواب عدم شاہ نے نہ خواب کیا
 گلا کٹا دیا ہر گز نہ اضطراب کیا

سوای آب درم تیغ ترک آب کیا
 سلام او سپہ جسی حق فی کام کیا

جہان مین شاہ شہیدان عطا خجلا کیا

خبر تھی عازم ملک بقا ہی ابن علی

فلک زہوم تھی سرور کے آمد آمد کی

جہاں پاک کی مشاق تھی تمام سبے | اگر ازین پہ جہدم و خلد کا مفری

ملک پکارے کہ سرور نے پاتراب کیا

جو تختہ خلد کے پہنے وں کہو سہ تھے سر کو

غضب ہی رنج دے عورت مٹھ کو

وں کہ طرح سنی کہا میں گی منہ مہم کو

حیا یہ کرتے شفقی چہنٹے نہ چادر کو

جنوں نے حضرت زینب کو نے نقاب کیا

وہاں شکرت سے جواہر خم تھی تن پر

رکے تھے سجدے کیج شاہ زخم تھی پر

نہار و نہند و چہاد زخم تھے تن پر

یہ سچ ہی تھی و اللہ زخم تھی تن پر

بہن نے بہائی کے زخموں کا جیبا کیا

بنی تھی غم کی نشان کر بلا کی صحرائین

کہہ سہ تھے شام شہان کر بلا کی صحرائین

خدا و سہ کہان کر بلا کی صحرائین

بہن ہی سخن تماران کر بلا کی صحرائین

امویہ سے رشتہ کو شبیر نے خضاب کیا

سہر ایک بولا شفقی تو نے خوب کام کیا

کیا امین نے جہاں جو سرور دین کا

حسین امام نے مرنے کا قبول اپنا

کہا پشترنے دیکھو تو آن بان ذرا

مگر زید کی بیعت سے اجتناب کیا

ہی مرد و مکاتیب یہ پوش خیم گولہ شین

جہاں ہی ماتم شکل مسطفیٰ میں غنیم

خزیرہ خون میں اکبر کی جب سین پہلین

یہ خردن و ہی کہ موقوف کچھ تو نہیں

تو اس کے سو گزین افون کچھ کتاب کیا

کبھی یہ کہتے تھے شمر کے علی اکبر	کبھی چار تے تھے اسی شہید منیر
پہنکا ہی جاتا تھا سوزالم سے سبک جگر	حسین کہتے تھے اکبر کی لاش پر جا کر

تمہارے دماغ نے یا با کا دل کیا بکھا ...

جب آیا لاشہ اصغر حرم کڑے سار	یہہ مانور دے لگی کہنے سو گئے پیار
کہا یہ شاد نے حسرت کے قطرے	نہیں آتی تھی اصغر کو پیاس مارے

گلے پہ نیر جو اگر لگا تو خواب کیا

یہہ غم سے پیٹے کہ بس نیلا کر دیا سکو	لہو یہ روئے کہ گھر لگ گیا منہ کو
مگر نہ تاکہ کیا شرم سے سیا منہ کو	بنی کی لاش جو آئی چھپا لیا منہ کو

دُشمن نے حضرت قاسم کا کیا حجاب کیا

نہ لپ پڑا یا گلہ اوس امام زاد کے	چہرے سے تھے خار سے پا اوس امام زاد کے
بندہ ہی تھے ماتہ ہی کیا اوس امام زاد کے	اگاہین طوق بھی تھا اوس امام زاد کے

خدا نے جسکے تئیں مارا رک القاب کیا

ہر ایک گام یہ گر پڑتے تھے امام ہدا	میں نے ضعف تھا ہر گز جلا بختا تھا
زمین اولٹ نہ گئی آسمان گر نہ پڑا	سوار گھوڑے اعدا پیادہ شہر ملو

عجب طرح کا زمانے نے انقلاب کیا

و دیکھتا جو کبھی جام شہ کا نور العین	تو یاد آتے لب خشک سید الکونین
نہ پانی پیتا یہ کہہ کہے فوہ شیون شین	عزیز و یاد ہی کچھ تھکوشنگی حسین

امام نے شبِ بھستم سے ترکِ آب کیا

عدوی فاطمہؑ کو سب طر تفضیٰ تھا
نہرِ حریفِ سلمان کیوں ہوا شہر

اگر عدوی جگر بند مصطفیٰ تھا
تو کھگہ گو بہ صد اضمحس کیوں بنا تھا

لعین نے نام بھی اسلام کا خواب کیا

ہزار تیغوں سی گماں جو ہو تر تباہی
ہیہ قاعدہ ہی کہ بسمل جو ہو تر تباہی

نگارِ ناکِ غم دل جو ہو تر تباہی
شہیدِ خنجرِ قاتل جو ہو تر تباہی

مگر حسینؑ نے مطلق نہ اضطراب کیا

زمانِ رنجِ مین تھا مہرِ ماہِ سی و چند
جو تندرست تھی و کلو کیا اہلِ ہند

علیؑ کی روح و روانِ فاطمہؑ کی شہید
سو فتح ہو اس طرح وہ سعادتمند

جو ناتوان ستہ اسیری کا انتخاب کیا

تو ہی علیؑ ولی کو نسبتِ در سے
فصیحِ خالقِ عالمِ فی علم کا اپنے

جہینِ جنابِ نبیؐ شہرِ علمِ خالق
ہیہ حدیثِ کما گو یا اسی بلک اپنے

بنیٰ کو شہید کیا اور علیؑ کو باب کیا

دیوانِ بابِ تمام رسید

تاریخِ دیوانِ من تصنیفِ شیخِ امامِ نجفِ ناسخ

صاحبِ سیف و سنانِ دودہ دار
دستِ آن ابر کہ زرافشاں است

خانِ عالی نسب و پاکِ تزاو
تیرغشانِ برق کہ خونبار است

ذرات او عقل مجسم آید
 نور قلبش ز علوم نافع
 باطنش ز هر دو قسم ظاهر
 دست همت جز را بود از ان
 ور نه او گنج سر و دینا دارد
 دست او وقف جهاد و صغر
 سر و لشکر اهل اسلام
 چشم او هست چیا آلوده
 و عده اش صادق و عهدش
 دخل غرق بقدر یریم نیست
 گریه داده بدشش رویند
 سائل اسب جو کردید دو چار
 عدل او شرع پیب بار شد
 سیم و زرخشد و منت نهند
 صد و سی سال سلامت باشد
 نظم او وزن فصاحت دارد

رای او صائب و مشک آید
 مهر جرات چوینش ساطع
 دانشش از هر گل دنیا ظاهر
 که بجز ز زنبور بود و عیان
 روی دل جانب عقبت دارد
 دل او محض حسا و اکبر
 روح در پیکر اهل اسلام
 دل او هست و فنا آلوده
 زین چشم هست زیاده لائق
 که مستم شبانه تحسیر نیست
 اسب با ساز ویرانش بدید
 کرخی بحال و رهنیس سوار
 خویش و بیگانه برابر باشد
 مزونی رنج و مشقت بدید
 هر دم افزونی دولت باشد
 نثر او سجع بلاغت دارد

ی چنگ عشق زما
دستش چو بر شمشیر
دستش چو بر شمشیر
حاصل اتمام دهن ترتیبش

نور مدح حسن بحد مطلع او
دستان دل او دستمالش
گشت نظم مرطب بند بود
گفت دل هست کتاب و کاش

انصاف

تاریخ دیوان من تصنیف خواجه وزیر

ز سه منبج جود خاند همار
کف همتش غیرت ابر نیسان
چو مرغ خوزیر باشد بهیجا
خجل نشد از نثر و شعری رشتن
عدو غرق خون زاج بشیر
زیلایان او هست یک پیل گرد
بایثار گنجینه سینه همار
نه مغنوم شد بیکس از در او
ز سبوق خباب وزیر معظم
صد و بیت سانش بود زندگار
نصیبش بود صحت و عافیت هم

که هست او بجز شرف بی بهادر
که ان آب می یار و او گوهر افشان
چو خورشید تابان بود عالم آرا
خطش مالک رسوخ اوست هو
حسودان نشان سپهر تیر و نید
سبق بردارش ز شهباز گلگون
باصرار شمیم صامیه همار
نه محروم شد بیکس از زار او
فقیه محمد امیر کرم
باقبال و باجاه و با کامرانی
قرینش بود عشرت و مهینت هم

بود و لطف نقش به از آب گوهر
 محیط جهانست منکر ریش
 کلام فصیحش بلاغت نظامست
 ز مضمون چشمان بیار جانان
 چون مکرری در اشعار زنگین نموده
 به از ابرو حور بهر بیت دیوان
 به از نظر طائر طیور مضامین
 ز هر مصرعش مصرع سر و شد است
 و در کتش خم و کلک با ده شصت
 چو مایل به ترتیب تالیف آن شد
 نه تالیف و ترتیب دیوان نموده
 بگفتند سالش زمه تا بهایه

ز بار خورشید است لاریب از آب گوهر
 که در نظرش به از آب گوهر
 بریل و بیان را از و انتظامست
 شده و دستش غیرت گریه تان
 ز لبس متبک گذار ان فروده
 نقطه غیرت خال رخسار علمان
 ز کیوان بند است معنی نگین
 ز رنگینیش جیب گل چاک گشت
 مضامین او همچو مستی بچوشت
 بهر صفحه رنگ گلستان عمان شد
 که خسلیندی بستان نموده
 که ترتیب دیوان جایون الهی

تاریخ

سلسله

از نظر دیوان گویا چون گذشت
 هر زمین شعر بر گردون رساند
 از زبان شهر مردان چو هست
 تاظم ملک معانی طبع او

یا مستم نقش همه جان سخن
 اندامد شوکت پستان سخن
 چون نه باشد مرد میدان سخن
 هست فکرش زیب دیوان سخن

شد فراہم جلد سامانِ سخن

ان کلامِ خوشنویس امیرِ بیداد

چون ہے ناسخِ گشتم مضطرب

گفت ناف و چہستانِ سخن

ہمارے ہر نیکو حجاب کیا

چون سحرِ اثرِ کتاب دیکھا

ہیں لکھو پر مضطرب دیکھا

بجہ اور حجاب دیکھا

قد مخی خوش آب دیکھا

ارزنگ کا تھا جواب دیکھا

چون مطلعِ آفتاب دیکھا

ہر مصرعِ لا جواب دیکھا

نئے پردہ و نئے نقاب دیکھا

بہر دلِ شیخ و شاب دیکھا

ولمیں کر کے حساب دیکھا

پیشِ منکر بند گویا

دیوان دیکھا تو مضطرب نے

جسمِ بڑھی شہرِ عاشقانہ

الندری رتبہ فصاحت

چون سلکِ گھر ہے حسنِ بندش

زکین اشعار سے ہر اک صفی

ہر ایک غزل کا معنی مطلع

ہر بیتِ مثالیتِ ابرو

حسنِ رخ شاہدِ معانی

گزار خیال سے خزانِ عیب

جس وقت کہ مینے سالِ ترقیب

میں ساختہ تب کہ یہ تاریخ

دیوانِ میر نے انتخاب کیا

تاریخ

لاریب میوه دیوان، بستان فصاحت
 جو بیت اسیدن ه هی اکبر کج غفر
 دریا خاوت ه اگر خان بهادر
 هر حرفه محسوس ه هر صفو فلک
 هر لفظ مین هی جلوه ناشامعی
 کیون زلف جاوید هنون معنی مضمون
 دانش که هی سیغم میدان معنی
 در بای بیلاخت، اگر کس مکتبی
 جولان کری هر آن نکینو کز دست
 مسجع و دعوی نهین جو بهی
 ترتیب کی تاریخ جو مانع طلب کی

هر حرفت سر و گل در بیان فصاحت
 کیون کیسه نه هر بحر کوغان فصاحت
 کلاک اسکی هی در زیری مین زبان فصاحت
 هر نقطه هی اک اختر تابان فصاحت
 هر بیت کو کبی که هی ایوان فصاحت
 مولج هی کیا چشمه حیوان فصاحت
 تنها نهین به شیر نستان فصاحت
 میوه طبع مقدس هی که هی کان فصاحت
 آینه آتیه جو یون سعادت میدان فصاحت
 گویا کی سیه گویائی هی زبان فصاحت
 هر که سیه دیوان هی گلستان فصاحت

تاریخ

نبراک مجد دیوان گویا هی در سینه
 سینه تاریخ ترتیب دیوان هی تاریخ

نه یون ایو سیه در سینه موتی
 پروئے مین لریون مین گویائی موتی

تایر بنهای ترتیب دیوان فقیر محمد خان گویا از مرزا فرخ

شہرِ نغمہ خان کے یکہ میں رنگِ نقص سے پاک

بیسے میں ہین شاعرون کی صاف آئینہ حیرانی را

بسکہ ہر ایک زمین غزل میں نقد معانی میں حید

رنگین شمع سخن کا ہی او سکی باغ و بہار جو اس نے را

جب کیا تقیم اوسے دیوانِ فرخ نی محبت قلم سے کہا

لکھ دیا چہ باغ و بہار و گنجِ نظم معانی را

تاریخ

جو دیکھی ہر بحر شمع گویا در مضامین سے نہ سہی ہے

ہو کیوں نہ لفظ میں آبر سی کہ معنی تر سے دان تری ہے

نہ کیوں ہو ملک سخن پہ قبضہ نہ کیوں ہو ملک سکا شاعرون

کہ تیغِ زبانِ زبان گویا ہی زورِ طبع و بہادر ہے

جب ہند دیوان اوسنی بانا مکر و شعیبی نے مہرِ صدر کے

اکو است شاعری ہی تاریخ کیا کرامات شاعری ہے

تاریخ

نہ کس مش سے ہو گلگون صحیفہ مضمون

ہو اسنیستہ جیچون صحیفہ مضمون

وہ ہی کلیم تو ناموں صحیفہ مضمون

چہ ہی نظم بہار کلام گویا سے

ہر ایک بحر میں ہی بسکہ جوش معنی تر

فردغ معنی گویا ہی تخیلِ امن سا

ہی مہر طبع منور تو بدرفت کر لیند
 بجور نمونہ ہن طوبی ہن مصرع ہن
 کیا ہر ایک چہ جہت فیض لوان کو

معانی انجسہ درگون صحیفہ مضمون
 اگر ہی جہت مضمون صحیفہ مضمون
 لکھا قلم نے ہمایون صحیفہ مضمون

تاریخ

کلی ہی مصرعہ جہت بہ سر سبز حین
 طبع رضوان ہی لپی جلد کلام رنگین
 نور مہنی پر ہن پروانے سب باب کلام
 اوسکا دیوان ہی مگر مجمع بحرین سخن

مصرع سر و گلستان ہن جو نام و دل
 بیخیزان اوسکی بہار حین مضمون
 حسن مضمون بہ دل ہل سخن مضمون
 لب ہر اک ساحل ہر بحر نزل حین

سال ترتیب کی تاریخ کا جو خیال +
 کہا فرخانی کتاب سخن و زون ہے

خاتمہ الطبع

بہن از حمد خدای برتر اور لغت جناب خیر البشر علیہ الصلوٰۃ والسلام
 من اللہ الخالق الاکبر شائقین گفت بستان نظم اور مشق قیمن
 سیر گلستان نشر کی خدمت میں گذارش کرتا ہوں کہ دیوان قصائد غریبات
 فقہ محمد خان مرحوم متخلص بگو یا سائو گنجی جہاں خانے من چھتا تھا ان سبب

انکے اور مرث مرث کے ساتھ ہو گیا اس عرصے میں اکثر اشخاص نے
 اور کئی خواہش کی بہت تھوڑے عرصے میں فرمایش کی کہ اگر یہ دیوان تیرے
 سچ میں چھاپا جائے اسکے طالبوں کے کام آئے الحق جو شخص
 اشارت عاشرتہ کا جو یا ہو اسکے لئے کافی یہ دیوان گویا ہو
 لطافت اشارت آبدار شاداب از سبزہ شبنم زدہ بہار معنائیں عالی
 دہنیز گویا عند لیبان خوشنوا کی صغیر فصاحت الفاظ و بلاغت
 معانی مرغان چین کے ترانوں کی نشانی اسلوب بندش اور
 متانت کلام فی المثل گلدستہ ریاضین الزواجر و اقسام غزلوں
 میں وہ سلاست و روانی بسط طرز بابائے فی قصاید کی بلاغت
 اور متانت خاقانی و انوری و ہر ہانت رباعیوں کے
 چارون مصرع نزاکت و اعتدال پر محیط اربع عناصر کی
 طرح شامل ہر مرکب و بسیط مسدسوں کی شش جہت میں
 دوہوم معنائیں عالیہ کا ہجوم محسون کے دیکھنے والے
 نہایت لطف اوٹھائیں جو اس خمہ ادن سے قوت پائیں
 انصاف یہ ہے کہ اس دیوان کے اشار میں ہر طرح کا مزا
 ہے جس قدر اسکی مدح کیجیے بجا ہی پس بموجب در خواہت
 طالبین ترصد عنایت ایزد منان محمد عبد الرحمن خان

بیچ ماہ رمضان شدائد کے اپنے مطبع نظامی واقع کانپور
 میں اسکو انتظام دیا بھاپ کے سب طرح سے مرتب کیا
 یقین ہو کہ دستکھنے والے اس سے حظ کامل اور بھائیوں اور
 اس بسندہ عاجز کو بدعای خیر عواقب امور یاد فرمائیں

وچ مہر کی خاتمی پر واسطہ سند اس بات کے کہ یہ کتاب
 چھپی برقی مطبع نظامی کی ہو ہر دور دستخط کیے گئے



العبد
 عبد اللہ